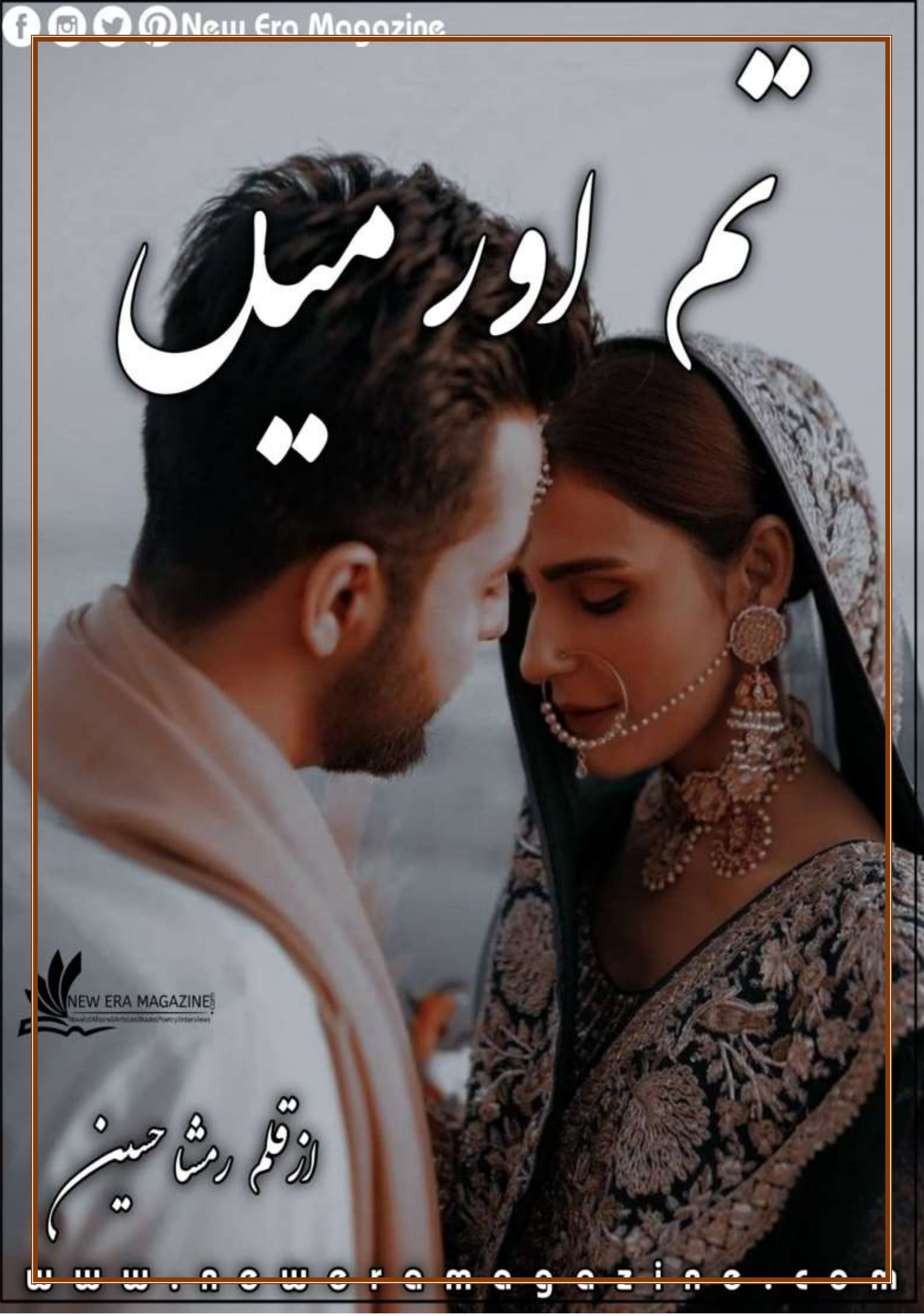
New Era Magazine
تم اور میں
NEW ERA MAGAZINE
از قلم رمشا حسین
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

تم اور میں

از رمشا حسین

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

کٹ

کٹ۔

عنزہ یہ کیا کر رہی ہے آپ کچھ وقت کا بریک لے پھر ہم شوٹ کریں گے۔ڈائریکٹر جبار نے عنزہ خان سے کہا جس نے کچھ ہی وقت میں شوبز کی دنیا میں بہت نام کمایا تھا عنزہ خان جو اپنے ماں باپ کے اختلاف جا کر شوبز کی دنیا میں قدم رکھا تھا وہ اب آسمان کا چمکتا ستارہ تھی جو ہر رات اور گہرہ چمکتا تھا عنزہ خان جو خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ خوداعتماد بھی تھی اس کو اپنے حُسن پہ بہت ناز تھا اور ہوتا بھی کیوں نہ وہ تھی بھی جو اتنی پیاری براؤن سلکی بال جو اس کے کندھے تک آتے تھے دودھ جیسی سفید رنگت کالی گہری آنکھیں ستوان چھوٹی سی ناک بھرے ہوئے گلابی گال اور خوبصورت سے گلابی ہونٹ ٹھوری پہ پڑتا ڈمپل جو اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتا مغرور تو وہ پہلے بھی تھی مگر جب کامیابی نے اس کے در پہ دستخط دیا تو کچھ اور اضافہ ہوا۔

ڈائریکٹر کی بات سن کر عنزہ نے کوفت سے ان کی طرف دیکھا وہ اس وقت پیروں تک آتی ریڈ میکسی میں تھی جس کا گلا گول تھا اور سلیولیس تھی جس سے اس کے گورے بازوں ظاہر تھے چہرے پہ ڈیپ میک کیے وہ حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی وہ

اِس وقت اپنی نیو فلم کے گانے کے شوٹ پہ تھی مگر کچھ اسٹیپس تھے جو آج اُس سے ٹھیک نہیں ہو رہے تھے اور ایسا پہلی بار ہوا تھا۔

اوکے دین کل کریں گے شوٹ۔ عنزہ اپنے ہیلز سینڈل کی اسٹریپ کھولتی ڈائی ریکٹر کے سامنے والی چی ئی رپہ بیٹھی جب کی اس کے ساتھ فلم میں جو ہیرو کا رول پلے کر رہا تھا وہ بھی ساتھ آ گیا عنزہ کے بیٹھنے کے بعد فورن سے ملازم اُرنج کا جوس لے آیا تھا جو عنزہ نے اپنی ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔

یہ گانا ہم نے فلم کے ٹیلر کے ریلز ہوتے ہی ریلز کرنا تھا بٹ آپ کی وجہ سے نہیں ہو پایا۔ ڈائریکٹر جبار نے افسوس سے کہا وہ عنزہ کی کسی بات پہ اختلاف بھی نہیں کر سکتے تھے اگر ان کی کسی بات پہ عنزہ فلم چھوڑ دیتی یا پھر کام نہ کرتی تو ان کا بہت لوس ہونا تھا اس لیے وہ عنزہ کی یہ بات بھی مان گ ئی ے تھے جب رائٹر نے کاسٹ چوز کرنا چاہا تھا تو عنزہ نے اپنی پسند کی کاسٹ کر لی کے وہ اپنی فلم میں اپنے معیار اور اپنی پسند کے لوگ سے کام کریں گی ورنہ وہ ان کا پروجیکٹ سائن نہیں کریں گی ڈائریکٹر جبار جس نے انٹرویو پہ بتا دیا تھا کے ان کی فلم میں عنزہ بطور ہیرو ہو گی اس لیے وہ خاموش رہے تھے عنزہ کے مزاج سے واقف جو تھے۔

میں بڑی تھی۔ عنزہ نے شانِ بے نیازی سے کہہ کر جوس ہونٹوں کے پاس کیا اور گھونٹ بھرنے لگی۔

جانتا ہوں۔ ڈائریکٹر بس یہی بول پایا۔ عنزہ گلاس ٹیبل پہ رکھ کر ہاتھ میں پہنی ریڈ واچ میں وقت دیکھا تو اپنی جگہ سے اٹھی۔

پیک اپ ہو گیا ہے میں چلتی ہوں پھر۔ عنزہ نے کہہ کر اپنا پرس اٹھایا اور ٹک ٹک کرتی چلی گ ئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ہم بہت دور چلے جائے گے جہاں ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہو گا۔ فرزان نے اپنے کاندھے پہ سر رکھے انایا سے کہا۔

مجھے بھی اُس دن کا شدت سے انتظار ہے جب میں اپنی زندگی تمہارے ساتھ گزاروں گی اِس بے رحم دنیا سے دور ہو گیں ہم وہاں بس ہم ہو گیں اور ہمارا پیار۔ انایا نے اپنا سر اٹھا کر محبت سے فرزان کی طرف دیکھا۔

ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا شخص یہ سین بہت ضبط سے دیکھ رہا تھا اس کی گندمی رنگت پہ سرخی چھا گئ تھی جب کی آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا یہ فلم کا سین تھا جس کی ہیروئن عنزہ خان تھی اور ہیرو روحان علی عنزہ کی یہ پہلی فلم تھی جس نے ہر طرف دھوم مچا رکھی تھی۔

کیوں خود کو تکلیف دیتے ہو؟ آمنہ بیگم جو اس کی ماں تھی اس کے ہاتھ سے گلاس لیکر
بولی جس پہ اس کی گرفت سخت ہوتی جا رہی تھی

اپنی ماں کی آواز سن کر طلحہ نے جلدی سے خود کو کمپوز کیا وہ ایسا ہی تھا اپنے دل کی حالت
کسی پہ بھی آشکار نہ کرنے والا پر سامنے والی ہستی بھی اس کی ماں تھیں جو اس سے بہتر
اس کو جانتی تھی وہ کچھ کہے یا نہ کہے تب بھی۔

امی آپ کب آئی؟ طلحہ نے ان کی بات نظر انداز کی اور ساتھ کی ریموٹ اٹھا کر چلتی فلم
کو بند کیا۔

ابھی تم سوئے نہیں تھے مجھے بھی نیند نہیں آئی سوچا ساتھ بیٹھ جاتی ہوں
تمہارے۔ آمنہ بیگم گہری سانس لیتی بولی۔

میری نائٹ ڈیوٹی ہے آج دس بجے ہوسپٹل جاؤں گا۔ طلحہ نے مسکرا کر کہا۔

اچھا اچھا چائے لاؤں تمہارے لیے؟ آمنہ بیگم نے پوچھا۔

ابھی تو میں فریش ہونے جا رہا ہوں چائے ہوسپٹل میں پیئی لوں گا۔ طلحہ نے جواب دیا۔

اچھا سہی۔ آمنہ بیگم مسکرا کر بولی تو طلحہ بھی جواباً مسکرا کر وہاں سے اٹھا اپنے کمرے
میں آ کر طلحہ وارڈروب کی جانب آیا اپنا ایک ڈریس نکال کر وہ واشروم کی جانب گیا
فریش ہونے کے بعد وہ گیلے بالوں کو تولیہ سے خشک کرتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آیا

جہاں مردانہ پرفیومز اور لیٹسٹ واچز کی کلیکشن تھی طلحہ نے تولیہ بیڈ پہ پھینکا پھر مرر میں اپنا عکس دیکھا چھ فٹ چار انچ کا قد گندمی رنگت سیاہ ٹی شرٹ اور سیاہ جینز پینٹ پہنے وہ بہت ہینڈ سم تھا اگر کچھ تھا تو بس رنگت کا جو گوری تو نہ تھی پر اس کی شخصیت بہت پر کشش تھی جو دیکھتا تعریف کیے بنا نہ رہ سکتا کیوں کی اس کے نین نقش بہت پیارے تھے اور اس سے زیادہ اس کا دل خوبصورت تھا جس سے اس کے چہرے پہ ہمیشہ چمک ہوتی تھی آنکھوں کا رنگ براؤن تھا عنابی لب اِس وقت آپس میں پیوست تھے کشادہ چوڑا سینہ مضبوط مسلز جو اس کے روز جم جانے کی عکاسی کرتے ہیں طلحہ نے گہری سانس لی اور ڈریسنگ ٹیبل سے برش اٹھایا اور اپنے بالوں میں پھیرنے لگا ان پہ برش کرنے کے بعد طلحہ نے ماتھے پہ بکھرے چھوڑ دیا اور گھڑی اٹھا کر اپنی مضبوط کلائی میں پہنی پرفیوم چھڑکنے کے بعد طلحہ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پہ آیا ڈرار کھول کر گاڑی کی چابی اٹھائی اپنا فون جو چارجنگ پہ تھا وہ بھی اٹھا کر کمرے سے نکل گیا ہوسپٹل جانے کے لیے۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

یہ کونسا وقت ہے عنزہ لڑکی ذات ہو وقت پہ آیا کرو رات کو دیر گھر آنا کم کرو۔ عنزہ جیسے ہی اپنے گھر آئی تو اس کی ماں سمیہ بیگم نے ٹوکا جو لاؤنج میں اس کے انتظار میں

بیٹھی تھی وہ خود بھی ابھی اپنے کسی جاننے والے کے ہاں پارٹی میں گ ئی تھی ان کی واپسی بھی ابھی ہوئی ی تھی عنزہ کو آتا دیکھا تو سمجھانا ضروری سمجھا۔

موم پلیز۔ عنزہ بیزار ہوئی۔

کیا موم پلیز ایک تو حرام کا کمانے لگی ہو اُپر سے تمہاری روٹین جو دن بدن بدلتی جا رہی ہے۔ سمیہ بیگم نے غصے سے کہا تو عنزہ کی کالی گہری آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔

موم میں آپ کی عزت کرتی ہو اس لیے میں کچھ کہتی نہیں مگر آج جو کہا دوبارہ مت کہ ئیے گا میں اپنی محنت کا کماتی ہوں نا کہ حرام کا بولنے سے پہلے سوچ لیا کریں کے کس سے اور کیا بات کر رہی ہیں۔ عنزہ سخت لہجے میں کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گ ئ سمیہ بیگم بس اس کو جاتا دیکھتی رہ گ ئی کمرے میں آکر عنزہ نے دروازہ زور سے بند کیا اپنے کاندھے پہ لٹکا پرس بیڈ پہ پھینک کر وہ بیڈ کے پاس رکھے صوفے پہ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گ ئی عنزہ کا پورا کمرہ پنک تھیم سے ڈیکوریٹ تھا کمرے کے وسط میں جہازی سائز بیڈ جس کے ایک طرف واشروم کا دروازہ تھا اور ساتھ میں ڈریسنگ ٹیبل تھا جس میں عنزہ کے میک اپ کا سامان تھا اور پاس میں اسٹول تھا جب کی دوسرے طرف بالکنی تھی جہاں کھڑے ہو تو گھر کے لان کا منظر صاف نظر آتا تھا جب کی سامنے والی دیوار پہ بڑی ایل ای ڈی چسپا تھی یہ عنزہ نے بہت سال پہلے کمرے کی

سیٹنگ کروائی تھی اس کے بعد زندگی میں بہت بدلاؤ آیا تھا پر وہ جو مہینے میں اپنے کمرے کا فرنیچر بدلتی تھی اب کئی سال سے یہی ایک تھا۔ موبائل فون کی رنگ ٹون بجنے پہ عزہ اٹھ کر پرس سے اپنا فون نکالا جس میں روحان کالنگ لکھا آرہا تھا۔

ہیلو۔ عزہ نے کال اٹھا کر کہا۔

ہیلو میری جان کیسی ہو؟ روحان نے مسکرائے لہجے میں پوچھا۔

فائن تم بتاؤ کیا چل رہا ہے؟ عزہ نے جواب دیں کر پوچھا جب کی دوسرا ہاتھ سینڈل کی اسٹریپ کھولنے میں تھا۔

کچھ خاص نہیں لنچ کا پروگرام کریں بہت ٹائم سے اکٹھا نہیں بیٹھے کل تم میں اور رانیہ اینڈ آریز کیسا لگا پلین۔ روحان نے سب طے کر کے رائے لینی چاہی۔

کل ممکن نہیں میری فلم کی شوٹنگ کمپلیٹ ہو گئی ہے بس ایک لاسٹ سونگ رہتا ہے کل کا ڈے بزی ہے پھر کبھی۔ عزہ نے بیڈ پہ لیٹ کر کہا

اوکے نوائشو میں کل اپنا گانا رکارڈ کروں گا پھر کیوں کی کینسل کر دیا تھا۔ روحان نے کہا

کل بات کریں گے ناؤ آئی ونٹ ٹو سلیپ۔ عزہ کہتی کال کاٹ گئی اور بنا چینج کیے سو گئی تھی

صبح اس کی آنکھ بارہ کی قریب کُھلی تھی بے ترتیب سونے کی وجہ سے پہلے اس کو اپنی کمر میں درد محسوس ہوا جس کو نظر انداز کرتی وہ واشروم میں گھسی نہا کر آئی ی تو وہ وائٹ سلیولیس شرٹ اور ٹراؤزمیں تھی بال گیلے شرٹ پہ چسپا تھے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ہوتی اس نے اپنا خوبصورت چہرہ دیکھا جس پہ پانی کی بوندیں تھی جو اس کی خوبصورتی میں اضافہ کررہے تھے میک اپ سے پاک چہرہ دیکھ کر اس کے کانوں میں کسی کا جملا گُونجا تھا۔

میرا دل چاہتا ہے تمہیں اپنے سینے میں چُھپالوں میں نہیں چاہتا یہ چاند جیسا چہرہ میرے علاوہ کوئی اور دیکھے تم اپنے چہرے پہ کچھ لگا یا مت کروا یسے ہی بہت خوبصورت لگتی ہو ایک کے بعد ایک جُملا اس کو وحشت میں مبتلا کررہے تھے عنزہ نے اپنا سر جھٹکا کندھے تک آتے اسٹریٹ بالوں میں برش پھیر کر اپنا چہرہ صاف کر کے میک اپ کرنے لگی آنکھوں میں آئی لائی نر لگانے کے بعد اپنی آنکھوں کو دیکھا جو انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی عنزہ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی ی ڈارک براؤن لپ اسٹک کا شیڈ اٹھا کر اپنے گلابی ہونٹوں کو چھپا دیا اپنی تیاری سے فارغ ہوتی وہ وارڈروب کے ریک سے اپنا وائٹ رنگ کا جوتا نکال کر پہنا باہر آئی تو کسی ملازم کو صفائی ی کرتا دیکھا تو کسی کو اور کوئی اور کام عنزہ صوفے پہ بیٹھی تو ملازمہ نے ناشتہ سامنے کیا۔

موم ڈیڈ کہاں ہیں؟ عنزہ نے ملازمہ سے پوچھا۔

سر تو آفس چلے گ ئ ے تھے جب کی میم کچھ ٹائم پہلے باہر نکلی ہیں۔ ملازمہ میں نے بتایا تو عنزہ نے اشارے سے جانے کا کہا۔

عنزہ میم آپ کا فون بج رہا تھا جب میں آپ کے کمرے کی صفائ ی کرنے گ ئ تو۔ عنزہ ایپل جوس پی رہی تھی جب رانی ملازمہ نے بتایا۔

تم جاؤ۔ عنزہ نے فون لیکر کہا۔

کیا ہے؟ عنزہ نے کال بیک کر کے پوچھا۔

کیا مطلب کیا ہے عنزہ گیارہ بجے شوٹ تھا ہمارا اور ابھی تک تمہارا کوئ ی اتا پتا نہیں۔ دوسری طرف ریحان جس کے ساتھ بطور ہیروئن کا کام کر رہی تھی اس نے کہا۔

تو ابھی ایک بج رہا ہے نہ میں آتی ہوں ناٹ بِگ ایشو۔ عنزہ لاپرواہی سے بولی۔

مس عنزہ خان ہر کام میں وقت کا پابند ہونا لازم ہوتا ہے وقت کی جو قدر نہیں کرتا پھر وقت اس کی قدر نہیں کرتا۔ ریحان کی بات پہ کچھ پل وہ خاموش رہی۔

مجھے یہ بات خوشی کی انتہا پہ پہچاتی ہے کے ایک لاپرواہ لڑکی جس کو کبھی وقت کا یا کسی چیز کا ہوش نہیں ہوتا وہ میری سالگراہ کے دن وقت پہ آکر سب سے پہلے وش کرتی ہے۔

آیم کمنگ۔اپنے آس پاس ہوتی آواز کو نظر انداز کرتی وہ بس اتنا بول پائی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

بھائی رات آپ گھر نہیں آئے تھے؟ طلحہ اپنے کمرے سے آیا تو اس کی بہن مرحا نے سوال کیا

نہیں کل رات ہوسپٹل میں بزی رہا تھا صبح فجر کے وقت واپسی ہوئی ی۔ طلحہ نے ہلکی مسکراہٹ سے جواب دیا۔

ڈاکٹر ہونا اتنا آسان نہیں خیر آپ بتائیں ناشتہ کریں گے یا لنچ؟ مرحا نے پوچھا۔

ناشتے کا وقت تو گزر گیا لنچ تیار کرواؤ۔ طلحہ نے ہاتھ میں بندھی گھڑی پہ وقت دیکھ کر کہا تو مرحا سر اثبات میں ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

طلحہ نے ٹیبل سے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کی۔

آپ کو پتا ہے اِتوار کو اِس شو میں عنزہ آپی آئی یں گی۔ مرحا ملازم سے کھانا کا کہتی واپس آئی ی تو چینل سرچ کرتے طلحہ سے کہا جس کا ہاتھ ایک چینل پہ رُک گیا تھا۔

توں۔ طلحہ لاپرواہی سے بولا۔

توں کچھ نہیں مجھے بس انتظار ہے پہلے بھی ٹاک شو میں آئی تھیں وہ اتنا زبردست شو تھا کے کیا بتاؤں۔ مرحا اشتیاق لہجے میں بتانے لگی

ٹی وی کم دیکھا کرو اپنی پڑھائی پہ فوکس کرو۔ طلحہ نے اپنے سے پانچ سال چھوٹی بہن کو کہا۔

وہ تو کرتی ہوں نہ آپ میری بات تو سنے عزہ آپی سے شو کی ہوسٹ نے سوال کیا آپ نیچرل خوبصورت ہیں یا انجیکشن کا کمال ہے تو آپی نے اتنے کانفڈنٹ سے کہا میں نیچرل بیوٹی ہوں بخار سے مرنے کی حالت ہو جاتی ہے تب بھی انجیکشن نہیں لگاتی اور یہاں تو بات ہی کچھ الگ ہے سچی تب ہوسٹ کی شکل دیکھنے والی تھی۔ مرحا نے مزے سے بتایا۔

اچھا۔ طلحہ نے خاص رسپونس نہیں دیا۔

پھر ہوسٹ نے کہا آپ کی اسکن بہت اچھی اور صاف ہے آپ کی رنگت اپنی بھی بہت گوری ہے کیا کریم یوز کرتی ہیں؟ تو آپی نے کہا میری ماں پٹھان خاندان سے ہے میرا گورا ہونا عام بات ہے اگر یقین نہیں تو ایک مہینہ میرے ساتھ رہ کر دیکھ لیں ہوسٹ تو لاجواب ہو گئی تھی ان کے جواب پہ پھر انہوں نے بس پراجیکٹس کے بارے میں باتیں کی۔ مرحا ہاتھوں کے اشارے سے طلحہ کو بتاتی جا رہی تھی۔

کیا ہو رہا ہے بھئی؟ آمنہ بیگم لاؤنج میں آتی طلحہ کا سرخ چہرہ دیکھتی ہوئی بولی۔

کچھ نہیں امی بس ایسے ہی آپ بیٹھے۔ مرحا جلدی سے بولی۔

کچھ کھایا تم نے؟ آمنہ بیگم نے طلحہ سے پوچھا۔

میں نے افروز سے کہا ہے بھائی کا کھانا تیار کریں۔ طلحہ سے پہلے ہی مرحا نے جواب دیا۔

آپ کہی جا رہی ہیں کیا جو بس میرے لیے کھانا بن رہا ہے؟ طلحہ نے آمنہ بیگم کی گود میں سر رکھ کر کہا۔

ماموں کی طرف جا رہے ہیں۔ مرحا نے پرجوش ہو کر بتایا۔

خیریت؟ طلحہ نے کہا

ہاں بھائی ی کا گھر ہے سوچا مل آؤں اتنا وقت ہو گیا ہے ملے نہیں تو۔ آمنہ بیگم طلحہ کی بات پہ مسکرا کر بولی۔

کھانا ٹیبل پہ لگا دیا ہے۔افروز ملازمہ نے آکر بتایا۔

میں کھانا کھاؤ بھوک سے بُرا حال ہے۔ طلحہ فورن سے اپنی جگہ سے اٹھا تو آمنہ بیگم اور مرحا مسکرا دی جانتی تھیں طلحہ بھوک کے معاملے میں بہت کچا تھا۔

تم جو اتنا اٹیٹیوڈ دیکھاتی ہو نہ اگر ایسا رہا نہ تو جو تم آج آسمان کا چمکتا ستارہ ہو کل کو ٹوٹا تارہ بن جاؤ ں گی۔ عنزہ اپنے شوٹ سے فارغ ہو کر اپنی دوست رانیہ کے پاس آئی تھی جو دیکھتے ہی شروع ہو گ ئی تھی۔

میں عنزہ خان ہوں اپنی اہمیت برقرار رکھنا مجھے آتا ہے۔ عنزہ مغرور لہجے میں بولی۔

ہزاوں دل کی دھڑکن بن گ ئی ہو تم کچھ ہی عرصے میں ان کو لاکھوں میں کرنے کے لیے تم نے کچھ خود میں تبدیلیاں کرنی ہے۔رانیہ اس کے پاس بیٹھ کر بولی۔

میرے سوشل میڈیا کے اکاؤنٹس چیک کرنا جہاں 10 ملین فالورز ہوئے ہیں میرے وہ بھی بس چار سالوں میں اور تین فلم بنائی ہیں میں نے۔ عنزہ نے رانیہ کی بات ہوا میں اڑائی۔

ماشااللہ تمہیں اور کامیابی دیں پر خیر چھوڑو ڈنر کرنے فائیو اسٹار ہوٹل چلیں؟ رانیہ کہتے کہتے خاموش ہو کر بات بدل گ ئی جانتی تھی عنزہ سمجھنے والوں میں سے نہ تھی۔

روحان اینڈ آریز کو بھی بتادو وہ بھی آئیں۔ عنزہ نے کہا تو رانیہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

تم اپنا چہرہ کور کرنا سچی کوفت ہوتی ہے اتنے لوگ آجاتے ہیں میم آٹو گراف دیں میم ایک پکچر یہ وہ سن کر۔رانیہ نے بیزار شکل بنائے کہا تو عنزہ کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ نے بسیرا کیا۔

کوفت یا جیلسی؟ عنزہ نے اپنی آئی بروز کو اُوپر نیچے کر کے سوال کیا۔

کوفت۔رانیہ نے ہنس کے کہا

روم پرائیویٹ بُک کرنا۔عنزہ نے کہا۔

نوپ۔رانیہ نے زبان چڑھائی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ڈاکٹر فلزہ میرے کیبن میں آئی یے گا۔طلحہ ہوسپٹل آکر اپنی کولیگ سے بولا جو اس کی دوست بھی تھی۔

یس ڈاکٹر طلحہ مقصود آپ نے بولایا؟ فلزہ کیبن میں آتی خوشگوار لہجے میں بولی۔

جی ایک پیشنٹ کی فائل ڈسکس کرنی ہے آپ سے۔طلحہ نے وجہ بتائی تو فلزہ چئیر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

باہر ڈنر پر چلیں؟ فلزہ نے فائل ڈسکس کرنے کے بعد طلحہ سے کہا جو موبائل میں کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

ہاں میرا تو آف ہوگیا ہے چلتے ہیں۔طلحہ نے رضامندی دیتے ہوئے کہا۔

اوکے میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں باہر۔ فلزہ مسکرا کر کہتی باہر چلی گئی طلحہ بھی اپنا فون ہاتھ میں لیتا کیبن سے نکلا جہاں پورچ کے پاس فلزہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

گاڑی میں بیٹھو۔ فلزہ کو ایک جگہ کھڑا ہوتا دیکھ کر طلحہ نے کہا تو فلزہ فرنٹ پہ بیٹھی۔

کس ریسٹورینٹ جانا ہے؟ طلحہ نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا۔

ہوسپٹل کے پاس ہی فائیو اسٹار ہے وہاں چلتے ہیں۔ فلزہ نے بتایا تو طلحہ نے گاڑی وہاں موڑ دی

ہوٹل میں پہنچ کر طلحہ نے عجیب نظروں سے باہر کھڑے ہجوم کو دیکھا جو آہستہ آہستہ ہٹ رہے تھے۔

دوسری ڈور سے جاتے ہیں یہاں تو جانے کا رستہ ہی نہیں۔ فلزہ نے کہا

واپس چلتے ہیں یہاں بھیڑ ہے تو اندر بھی ہوگی۔ طلحہ کی بات پہ فلزہ نے طلحہ کو گھورا فائیو اسٹار ہوٹل ہے مچھی مارکیٹ نہیں اتنے ایکپینسو ہوٹل میں ہر کوئی ی نہیں آتا۔ فلزہ کی بات پہ طلحہ کھیسانا ہوا اور ہوٹل کے اندر جانے لگا جہاں لذیذ کھانوں کی خوشبوں نے ان کا استقبال کیا فلزہ کی تو بھوک جاگ اٹھی تھی

طلحہ فلزہ کو لیے آخری ٹیبل کی طرف جا رہا تھا جہاں گلاس ڈور کی وجہ سے ہوٹل کا باہر کا منظر نظر آتا تھا جہاں پول تھا مگر کس کے قہقہ کی آواز پہ اس کے قدم رُکے تھے طلحہ

نے چہرہ اُپر کر کے آس پاس دیکھا تو اس کی نظر ایک کونے میں بیٹھے لوگوں پہ پڑی جو آپس میں ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے طلحہ کے چہرے پہ نا گوار تاثرات چھائے گئے جب عنزہ خان کو مسکراتا دیکھا جس کے کان کے پاس جھکا روحان جانے کیا بات کر رہا تھا طلحہ فراموش کر گیا تھا کے وہ یہاں اکیلا نہیں آیا بلکہ ایک ہستی موجود ہے اس کے ساتھ ایک غصے کی لہر طلحہ کو اپنے وجود میں ڈورتی محسوس ہوئی آس پاس لوگوں کے قہقہے خوش گپوں میں مصروف لوگ کچھ بھی اس کو دیکھائی نہیں دیں رہا تھا جو دیکھائی دیں رہا تھا وہ نا قابل برداشت تھا۔

عنزہ مسکراتی روحان کی بات سن رہی تھی جو اس کو اپنے نیو سونگ کے بارے میں بتا رہا تھا تبھی اس کو اپنے چہرے پہ کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی وہ جانتی تھی یہاں بیٹھے سب لوگوں کی توجہ کا مرکز وہی ہے پر اپنا چہرہ کسی کی نظروں سے جلتا محسوس کیا تو اس نے اپنی نظر اٹھائی تو سامنے کھڑا شخص اس کو تیکھی نظروں سے دیکھ رہا تھا عنزہ کی مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی تھی

طلحہ کیا ہوا آؤ بیٹھتے ہیں پچی کھانوں کی بھینی بھینی خوشبوں سے میری بھوک بڑھ گئی ہے۔ فلزہ نے طلحہ کا بازوں پکڑتے ہوئے اس کے چہرے کے سامنے چٹکی بجا کر کہا تو طلحہ فلزہ کی طرف دیکھا جو اس کو ہی دیکھ رہی تھی۔

آؤ وہاں چلتے ہیں۔ طلحہ خود کو کمپوز کرتا سامنے کی طرف اشارہ کیا جو عنزہ کی ٹیبل کے کچھ ہی دور تھی عنزہ کی نظریں فلزہ کے ہاتھ پہ تھی جس اس نے طلحہ کا بازوں تھامے رکھا تھا عنزہ نے سر جھٹک کر اپنا دھیان ان تینوں کی جانب کیا۔

اب میں سمجھی باہر رش کیوں تھی۔ فلزہ نے مینیو کارڈ دیکھتے طلحہ سے کہا جس نے کوئی ی جواب نہیں دیا تھا۔

میری بہن بہت بڑی فین ہے عنزہ خان کی۔ فلزہ نے اپنا سلسلا کلام جوڑا۔

میرے لیے بریانی کی پلیٹ دوسری تلی ہوئی ی مچھلی بر گر فرائی زاینڈ ایک کولڈ ڈرنک۔ طلحہ فلزہ کی باتیں نظر انداز کرتا ویٹر سے اپنا آرڈر بتانے لگا فلزہ منہ کُھلے طلحہ کو دیکھنے لگی جو اور بھی بہت کچھ ویٹر سے کہہ رہا تھا۔

تم اپنا آرڈر بتاؤ۔ طلحہ نے فلزہ سے کہا تو وہ حیرت کی دُنیا سے باہر آئی ی۔

بن کباب ایک چکن رول اور مینگو شیک۔ فلزہ نے بتایا تو ویٹر وہاں سے چلا گیا۔

تم نے کتنے ٹائی م سے کھانا نہیں کھایا؟ فلزہ نے شرارت سے طلحہ کی طرف دیکھ کر پوچھا جو خود کو غافل ظاہر کر رہا تھا۔

پانچ گھنٹوں سے۔ طلحہ نے آرام سے جواب دیا۔

ہو تم فٹ ویسے جتنا بھی کھاؤ۔ فلزہ نے تعریف کی طلحہ کو اپنے اُپر کسی کی نظریں محسوس ہوئی ی پر وہ لاپرواہ بنا رہا۔

عنزہ ڈونٹ ٹیل می کے تم ڈائیٹ پہ ہو؟ رانیہ نے عنزہ کو رش ئی ین سیلڈ بس کھاتا دیکھا تو کہا

میں ڈائیٹ پہ ہی ہوں۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا۔

افففف کانٹا بن جاؤں گی ایک دن دیکھنا۔ آریز نے کہا تو عنزہ نے آنکھیں گھمائی ی۔

عنزہ اچھا کرتی ہے جو اپنی ڈائیٹ کا خیال کرتی ہے اینڈ ویسے بھی عنزہ کا جتنا ویٹ ہے وہ ٹھیک ہے۔ روحان نے عنزہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا تو عنزہ مسکرائی ی۔

تم تو بلاوجہ ہی سپورٹ کرنا اِس کو۔ رانیہ نے روحان سے کہا جو آرام سے اپنا کھانا کھا رہا تھا۔

میم ون سیلفی پلیز۔ ان کی ٹیبل کے پاس ایک گروپ عنزہ کے پاس آ کر بولا تو رانیہ نے کوفت سے سر جھٹکا عنزہ کو بیزاری ہوئی ی ابھی کچھ ٹائم پہلے ہی تو وہ اس کام سے فارغ ہوئی ی تھی اور اب پھر سے۔

موبائل دیں۔ عنزہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ان کے ساتھ کھڑی ہو کر بولی تو لڑکی نے فورن سے اپنا فون دیا عنزہ نے سب کے ساتھ ایک سیلفی لیکر اپنی جگہ سنبھالی تو وہ سب شکریہ کہہ کر جانے لگیں۔

سوچ رہی ہوں میں آٹو گراف لے آؤں اپنی بہن کے لیے۔ فلزہ نے کھانے سے انصاف کرتے طلحہ سے کہا۔

شوق سے پر جب میں نہ ہوں تو۔ طلحہ نے سنجیدگی سے کہا۔

کتنی خوبصورت ہے نہ ویسے۔ فلزہ عنزہ سے ایمپریس ہوتی ہوئی بولی جو بلیک سلیو لیس فراق اور جینز پینٹ میں تھی بال کھلے ہوئے تھے چہرے پہ نفاست سے کیے گئے میک اپ وہ غضب ڈھا رہی تھی۔

کیا ہم کوئی اور بات کر سکتے ہیں جب سے یہاں آئے ہیں تم نے ایک ہی ٹاپک کو پکڑ رکھا ہے۔ طلحہ نے چڑ کر کہا تو فلزہ کھسیانی ہوئی۔

سوری ڈاکٹر۔ فلزہ نے معذرت کی طلحہ نے ایک ٹیڑھی نظر عنزہ کی ٹیبل پہ ڈالی جس کا سر روحان کے کندھے پہ تھا طلحہ کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا اس نے ہاتھ میں پکڑا کانٹا ٹیبل پہ رکھا اور پانی کا گلاس پینے لگا۔

کھایا تو کچھ بھی نہیں۔ فلزہ نے کہا

بس میرا ہو گیا تم انجوئے کرو گاڑی میں بیٹھتا ہوں۔ طلحہ چی ئی رسے اٹھتا ہوا بولا۔

ایسے کیسے ساتھ آئی یں ہیں تو ساتھ جائی یں گے نہ مجھے اگر اکیلے ہی کھانا ہوتا تو تمہیں کیوں ساتھ لاتی۔ فلزہ نے طلحہ سے کہا جس کے چہرے پہ بے چینی پھیلی ہوئی ی تھی۔

اچھا تم اپنا کھانا فنش کرو میں کھانے کا بل پے کر آؤں۔ طلحہ نے کہا تو فلزہ نے سر ہلایا۔

آؤ۔ طلحہ نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتی فلزہ سے کہا تو فلزہ اپنا بیگ لیتی طلحہ کے ساتھ چلنے لگی عنزہ کی نظریں تب تک ان کی پشت پہ ٹکی رہی جب تک وہ ہوٹل سے باہر نکل نہ گ ئی ے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

عنزہ گھر آئی ی تو روز معمول کی طرح لیٹ ہو گ ئی تھی پر آج کوئی ی بھی لاؤنج میں نہ تھا جس کو اس کا انتظار ہو اور نہ ہی وہ ایسی خوشفہمیاں پالتی تھی عنزہ نے چاروں طرف کا جائزہ لیا پھر تلخی سے مسکراتی اپنے کمرے کی طرف گ ئی وہاں آ کر وارڈروب سے اپنا نائی ٹ سوٹ نکالا واشروم سے باہر آئی ی تو وہ براؤن کلر کی نائی ٹی میں تھی جو پیروں تک تھی چہرہ اب میک اپ سے پاک تھا عنزہ تولیہ صوفے کی جانب اچھالتی بیڈ پہ بیٹھ کر فون میں بزی ہو گ ئی وہ اپنی صبح کی گ ئی اپلوڈ فوٹو پہ لاتعداد لائی کس اور کمینٹس دیکھنے لگی جبھی کمرے کا دروازہ کھول کر سمیہ بیگم آئی ی ان کو دیکھ کر عنزہ کو اندازہ ہو گیا وہ ابھی کسی پارٹی سے ہو کر آ رہی ہے۔

میں جوان لڑکی ہوں موم اس لیے پلیز دروازہ نوک کیا کریں آنے سے پہلے۔ عنزہ کی بات پہ سمیہ بیگم طنزیہ مسکرائی ی۔

ماں ہوں تمہاری خیر میں دیکھنے آئی ی تھی کے تم آئی ی ہو یا نہیں۔ سمیہ بیگم نے کہا۔

آگ ئی تھی آپ سے پہلے ہی۔ عنزہ نے جتاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

میں ڈنر پہ انوائی ٹڈ تھی وہی سے آ رہی ہوں۔ سمیہ بیگم نے بتایا۔

جانتی ہوں آئے دن پارٹیز اور ڈنر کے بارے میں۔ عنزہ نے کہہ کر فون کو سائی یڈ ٹیبل پہ رکھا

اچھا سو جاؤ میں بھی تھک گ ئی ہوں ریسٹ کروں گی۔ سمیہ بیگم کہتی کمرے سے نکل گ ئی عنزہ نے لحاف اپنے اُپر ڈالا اور سیدھی لیٹ گ ئی۔

وہ مجھے دیکھ رہا تھا پر اتنے غصے سے کیوں؟ عنزہ نے جیسے ہی سونے کے لیے آنکھیں بند کی تو سامنے طلحہ کا غصے بھرا چہرہ آیا تو الجھ کر خود سے پوچھا۔

مجھے کیا غصے سے دیکھے یا پیار سے یا دیکھے ہی نہ۔ اپنی بات کو خود ہی رد کرتی وہ طلحہ کے بارے میں سوچنے کے لیے خود کو باز رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

یہ لو تمہاری کافی۔ طلحہ ٹیرس پہ کھڑا سامنے والے گھر کی طرف دیکھ رہا تھا جب آمنہ بیگم آ کر کافی کا کپ پکڑایا۔

امی اِس کی کیا ضرورت تھی مجھے چاہیے ہوتی تو میں بنا لیتا خواہ مخواہ آپ نے تکلف کیا اتنی رات کو۔ طلحہ نے آمنہ بیگم سے کپ لیکر کہا۔

تکلف کیسا مجھے آج کتاب پڑھنی تھی اپنے لیے چائے بنائی تو سوچا اپنے بیٹے کے لیے بھی کافی بنا دو۔ آمنہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

مرحا سو گئی ہے کیا؟ طلحہ سے کافی کا گھونٹ بھر کر پوچھا

ہاں کھانے کے بعد سو گئی تھی۔ آمنہ بیگم اتنا کہہ کر خاموش ہوئی۔

کچھ کہنا چاہتی ہیں؟ طلحہ نے اندازہ لگایا

ہاں تمہاری شادی ہو جانی چاہیے اب تمہاری پڑھائی کو پورا ہوئے بھی ایک سال ہو گیا ہے۔ آمنہ بیگم کی بات پہ طلحہ چپ ہو گیا۔

امی ابھی دو تین سال دیں اس کے بعد انشااللہ جس سے آپ کہے گی کر لوں گا شادی۔ طلحہ نے مسکرا کر کہا۔

پرائیویٹ ہوسپٹل بھی تم نے کھول لیا ہے طلحہ اب دو تین سال کیوں چاہیے؟ آمنہ بیگم کی بات پہ طلحہ نے گہری سانس لی۔

کیوں کی ان سالوں میں خود کی زندگی انجوئے کرنا چاہتا ہوں اکیلے جینا چاہتا ہوں تا کہ شادی کے بات یہ افسوس تو نہ ہو کے میرے گھومنے پھرنے کی عمر میں شادی

ہو گئی۔ طلحہ نے مزاحیہ انداز میں کہا تو آمنہ بیگم نے اس کے بازوں پہ چپت

لگائی۔

دو سال بعد میں نے تمہاری ایک نہیں سننی۔ آمنہ بیگم رعب سے بولی تو طلحہ نے سر کو

خم دیا۔

میں تو اب سونے جارہا ہوں آپ بھی جا کر اپنی کتاب پڑھے۔ کافی پینے کے بعد طلحہ نے

کہا آمنہ بیگم سر کو جنبش دیتی وہاں سے نیچے آئی۔ طلحہ کمرے میں آکر اپنے گھڑی

اُتاری اس کو سائیڈ ٹیبل پہ کر تا ڈرار کھولنے لگا وہاں سے ایک لاکیٹ نکال کر پہلے

دیکھتا رہا پھر اپنی مٹھی میں قید کیے وہ ایسے ہی بیڈ پہ سونے کے لیے لیٹ گیا تو نیند بھی

اس پہ مہربان ہوتی اپنے آغوش میں لینے لگی۔

بھائی اٹھے۔

بھائی۔

مرحان نے اب کی طلحہ کے کان میں چیخ کے کہا تو طلحہ ہڑبڑا کر اٹھا مگر جب سامنے ہنستی

مرحا پہ نظر پڑی تو وہ گہری سانس بھر کر وال کلاک پہ دیکھا جو صبح کے سات بجا رہی

تھی۔

بیس سال کی ہونے والی ہوں پر جگانہ ابھی تک نہ آیا۔ طلحہ بیڈ سے اٹھتا مرحا سے بولنے لگا۔

اتنا اچھا تو جگا یا ہے۔ مرحا نے منہ بسورا۔

تم امی سے میرے لیے آلو کا پراٹھا بنوانے کا کہا میں تب تک تیار ہوتا آرہا ہوں۔ طلحہ وارڈروب کے سامنے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

آلو کھائیں گے تو آلو کی طرح ہو جائیں گے۔ مرحا نے مسکراہٹ کنٹرول کیے کہا۔

مرحا۔ طلحہ نے تنبیہ انداز میں اس کا نام لیا تو وہ جلدی سے باہر کو بھاگی طلحہ نے اس کو دیکھا تو نفی میں سر ہلاتا واشروم کی جانب گیا

❤❤❤❤❤❤❤❤

گڈ مارننگ کیسی ہے میری بچی؟ عنزہ نیند سے اٹھ کر نیچے آئی تو مقصوم صاحب نے محبت سے پوچھنے لگے تو عنزہ مسکرا کر ان کے پاس آئی۔

میں ٹھیک ڈیڈ آپ کیسے؟ عنزہ ان کے گال پیار کرتی پوچھنے لگی۔

میں بھی فٹ اینڈ فائن آج میں نے ہر کام سے آف لیا ہے سوچا آج کا دن اپنی بیٹی کے ساتھ گزاروں گا۔ مقصوم صاحب کی بات پہ عنزہ افسردگی سے مسکرائی۔

اچھا سوچا موم بھی گھر پہ ہیں؟ عنزہ نے لاؤنج میں نظر گھما کر پوچھا۔

ماں کو چھوڑو اپنی وہ نہیں گھر پہ۔ مقصوم صاحب نے کہا تو عنزہ زبردستی چہرے پہ مسکان سجانے لگی۔

میری نیو فلم کی شوٹنگ پوری ہو گئی کچھ ماہ پہلے ٹیلر ریلیز ہو گیا تھا اب جلد ہی فلم ریلیز ہو گی۔ عنزہ نے خود ہی اپنے بارے میں بتایا۔

میں تو کہتا ہوں چھوڑ دو اس شوبز کی دنیا کو اپنا بزنس دیکھو جتنا کام کیا وہی کافی ہے نام بھی مل گیا پہچان بھی تو بس اور کیا چاہیے۔ مقصوم صاحب نے سمجھانا چاہا۔

نو ڈیڈ یہ کافی نہیں۔ عنزہ بولی۔

شوق پورا ہو گیا نہ تو اب بس۔ مقصوم صاحب دوبارہ بولے۔

شوق نہیں ڈیڈ میرا جنون ہے اب یہ میں اِس کو اب نہیں چھوڑ سکتی۔ عنزہ کی آواز کچھ تیز ہوئی ی مقصوم صاحب کچھ کہتے پر ان کا فون رنگ ہوا تو خاموش ہوتے کال اٹھانے لگے۔

کیا ہوا ڈیڈ؟ عنزہ نے پوچھا جو کال پہ بات کر گئ ے تھے۔

لاہور سے کچھ کلائی نٹس ملنے آئی یں ہیں مجھے جانا ہو گا ضروری پراجیکٹ ڈسکس ہونا ہم پھر کبھی ساتھ بیٹھے گے۔ مقصوم صاحب نے اس کا گال تھپتھپا کر کہا تو عنزہ طنزیہ مسکرائ ی۔

ہمیشہ ضروری پراجیکٹ اور یہ میٹنگز ہی تو ہوتی ہیں ان سب پہ عزہ تو کہی نہیں۔اپنے باپ کو جاتا دیکھ کر وہ اداسی سے خود سے بولی۔

آپ کے لیے ناشتہ لگاؤں؟ملازمہ نے آکر عزہ سے پوچھا۔

نہیں۔عزہ نے انکار کیا اور خود جم جانے کا سوچ کر باہر کی طرف گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کہاں ہو تم؟طلحہ سے اس کے دوست سعد نے پوچھا۔

میں ہوسپٹل جارہا ہوں خیریت؟طلحہ نے گاڑی ڈرائیو کرتے بتایا۔

ہاں خیریت مجھے ملنا تھا تم سے۔سعد نے بتایا۔

سات بجے ہوسپٹل سے میرا آف ہوگا پھر ملتے ہیں۔طلحہ نے وقت بتایا۔

نہیں تم ایسا کرو ابھی ملو میں ایڈریس میسج کر رہا ہوں اس کے بعد ہوسپٹل جانا۔سعد نے پلین ترتیب دیا۔

اوکے میں آتا ہوں۔طلحہ نے کہہ کر فون ڈیش بورڈ پہ رکھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تم اب فری ہوگی تو کیوں نہ باہر جانے کا پلین کریں۔رانیہ نے عزہ سے کہا جس نے اس کو بھی جم آنے کا کہا تھا اب دونوں ہی وہاں موجود تھی۔

ہاں سوچ تو میں بھی یہی رہی ہوں۔ عنزہ نے رومال سے اپنا چہرہ صاف کیا جو پسینے سے بھیگ گیا تھا۔

امم نے تو جگہ بھی ڈسائیڈ کرلی ہے کہاں کہاں جانا ہے ان سب کی اور کتنے وقت اسٹے کرنا ہے۔ رانیہ نے پرجوش ہو کر کہا۔

ایک دو ماہ بعد چلیں گے ابھی میں ریسٹ پہ ہوں۔ عنزہ نے اس کا جوش ٹھنڈا کیا۔

افففف عنزہ خود تو دنیا جہاں کی سیر کرتی ہو پر میرے ساتھ چلنے میں جانے کیا مس ئی لا ہے تمہیں جو میں اتنا ویٹ کرو۔ رانیہ منہ کے زاویے بگاڑ کر بولی۔

بکوز ڈارلنگ رانیہ میں پہلے ہی فلم کی شوٹنگ کے لیے دبئی اس کے بعد آسٹریلیا جا چکی تو اب میرا ریسٹ کرنا بنتا ہے۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا۔

اچھا یہ بتاؤ اگلی فلم کب سائن کرو گی؟ رانیہ پوچھا۔

نو آئیڈیا۔ عنزہ نے کندھے اُچکا کر کہا اور اپنا پرس کندھے پہ ڈال کر ایک ہاتھ میں پانی کی بوتل لی اور دوسرے ہاتھ میں موبائل پکڑا۔

تم چل رہی ہو ساتھ یا میں جاؤ؟ عنزہ نے رانیہ سے کہا۔

تم جاؤ میں ذرہ ویٹ لوز کرو۔ رانیہ نے آنکھ ونک کرکے کہا تو عنزہ اس کے گلے ملتی باہر کی طرف جانے لگی وہ موبائل میں دیکھ کر گزر رہی تھی جب باہر کا دروازہ کھولتے اس

کا کسی کے ساتھ زبردست قسم کا تصادم ہوا پانی کی بوتل اور موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرا اس کا پاؤں بھی پھسلا ہی ساتھ پر سامنے والا نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر گرنے سے بچایا عنزہ نے گرنے کے ڈر سے آنکھ بند کر لی تھی پر جب خود کو کسی کے حصار میں پایا تو جھٹ سے آنکھیں کھولی پر سامنے والا کا چہرہ دیکھ کر اس کا دل ڈوب کے اُبھرا عنزہ کے دونوں ہاتھ سامنے والے کے کندھوں پہ تھے دونوں کو احساس ہی نہیں ہوا تھا وہ کتنے قریب کھڑے تھے۔ طلحہ جو جلدی سے آ رہا تھا سامنے والے سے ٹکر لگنے پہ جب اس کو گرتا دیکھا تو فورن سے تھاما تھا عنزہ کو دیکھ کر وہ سب کچھ بھول گیا تھا وہ بس اس کا چہرہ کا دیکھ رہا تھا جو میک اپ سے پاک تھا ریڈ کلر کی شارٹ سلیولیس شرٹ اور ریڈ ہی پینٹ پہنے وہ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی طلحہ بے چینی سے اس کی آنکھیں دیکھ رہا تھا جو بند تھی پر جب عنزہ نے اپنی گہری کالی آنکھوں کو کھولا تو طلحہ ان میں کھو گیا تھا ایسا ہی حال عنزہ کا بھی تھا۔

میم سر آپ دونوں ٹھیک ہے؟ ہیلپر جلدی سے وہاں آ کر بولا تو طلحہ فورن سے عنزہ سے دور ہوا اور بنا اس کی طرف دیکھے اندر کی طرف چلا گیا عنزہ مڑ کر اس کی طرف دیکھا جو دور جا چُکا تھا۔

ہزاروں لوگ ہیں

جو

مجھ کو چاہتے ہیں

مگر

تو وہ پہلا شخص ہے

جس

سے مجھے محبت ہے

میم؟ہیلپر نے طلحہ کے جانے کے بعد دوبارا عنزہ کو مخاطب کیا وہ جو طلحہ کی پشت دیکھ رہی تھی جس کا اب نام ونشان نہیں تھا ہیلپر کے مخاطب ہونے پہ اس نے تیز نظروں اس کی جانب دیکھا تھا۔

کونسا چھت گر پڑی تھی میرے اُپر یا اس کے اُپر جو پوچھنے کے لیے بھاگ آئی یں۔ عنزہ نے سخت لہجے میں کہا جس نے ان دونوں کے درمیان خلل ڈالا تھا۔

سوری میم۔ہیلپر نے سر جھکا کر معذرت کی۔

میرا موبائل اٹھا کر دو بوتل کو کسی ڈسٹ بین میں پھینک دینا۔عنزہ نے کہا تو ہیلپر نے فورن سے اس کا موبائل اٹھا کر دیا جس کی اسکرین ڈیمیج ہو گئی تھی عنزہ نے موبائل کی طرف دیکھ کر باہر چلی گئی باہر پورچ میں آئی تو اس کی نظر اپنی گاڑی

سے پہلے BMW پہ پڑی جس کا کلر سیاح تھا عنزہ نے پرس اپنی گاڑی میں رکھا خود BMW کے پاس آ کر وہاں اپنا ہاتھ پھیرنے لگی۔

میں خود تو بہت امیر ہوں پر چاہتی ہوں کے جب میں اکیس سال کی ہو جاؤں نہ تو تم مجھے BWM IX لیکر دینا گفٹ پہ میرے برتھ ڈے کے دن اینڈ تب میں پہلی سواری تمہیں ہی کرواؤ گی۔

اپنا لاڈ سے کہا جُملا اس کی کانوں میں گونجا تو آنکھوں میں نمی کا احساس ہوا عنزہ اپنے ہاتھ پیچھے کیے اور اپنی ازلی چال چلتی وہاں سے ہٹ گئی۔

کیا بات ہے ایوری تھنگ از او کے؟ طلحہ پش اپ کرتے سعد کو کھڑا کیے بولا۔

ہاں سب ٹھیک ہے ایسے ہی بس۔ سعد نے اتنا کہا

کوئی ی بات تو ہو گی نہ جو تم شام تک کا ویٹ نہ کر پائی یں۔ طلحہ نے گھورا۔

تمہارا فیس کیوں لال ہے؟ سعد نے پوچھا تو طلحہ کو اُلجھن ہونے لگی۔

اگر کوئی ی بات نہیں تو میں جا رہا ہوں۔ طلحہ سپاٹ انداز میں بولا۔

مزاق کر رہا تھا وہ دراصل بات یہ ہے کے میں تمہارے ہوسپٹل میں جاب کرنا چاہتا ہوں. سعد نے آخر وجہ بتا ہی دی۔

توتم ہو سپٹل آکر بھی کہہ سکتے تھے۔ طلحہ نے گھور کر کہا تو سعد خجل ہوتا کان کی لو مسلنے لگا۔

بس سوچا اتنی زحمت کیوں کرو۔ سعد نے کہا

اوکے تم آجانا مجھے کوئی پروبلم نہیں تمہارا اپناہی ہو سپٹل ہے۔ طلحہ نے خوشدلی سے کہا تو سعد مطمئن ہوا۔

شکر جاب کا مسئلہ ختم ہوا۔ سعد نے آسمان کی طرف ہاتھ کھڑے کیے بولا تو طلحہ نے اس کے کندھے پہ تھپڑ رسید کیا۔

NEW ERA MAGAZINE

روحان تمہارا کنسرٹ کب ہے؟ عنزہ نے پاس بیٹھے روحان سے کہا۔

اگلے ماہ کی پانچ تاریخ کو۔ روحان نے بتایا۔

میں آؤں گی۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا تو روحان اس کی طرف دیکھا۔

تمہیں تو آنا ہے۔ روحان نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا۔

تم نے فون چینج کر دیا کیا؟ روحان کی نظر ٹیبل پہ عنزہ کی فون پہ پڑی تو کہا۔

ہاں گر گئی تھی وہ تو بس اس لیے۔ عنزہ نے جواب دیا۔

حفاظت نہیں کرتی تو اپنی چیزوں کی۔ روحان نے تاسف سے کہا۔

ہاں واقع۔ عنزہ کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔

میں اندر آسکتی ہوں؟ فلزہ نے طلحہ کے کیبن کا دروازہ کھول کر اجازت لیتے کہا۔

ہاں آجاؤ۔ طلحہ جو فائل ریڈ کر رہا تھا فلزہ کو دیکھ کر اجازت دی۔

تم گھر نہیں گئی ابھی تک۔ فلزہ نے وجہ پوچھنی چاہی۔

ڈاکٹر سمیر آج نہیں آئے تھے تو میں ان کے وارڈز میں مریضوں کا چیک اپ کر رہا تھا

تو وقت گزرنے کا پتا نہیں لگا۔ طلحہ نے کہا

اچھا جب گھر جاؤ تو مجھے ڈراپ کر دینا صبح آتے وقت خراب ہو گئی تھی ابھی

ورکشاپ پہ ہے۔ فلزہ نے کہا۔

شیور میں آدھے گھنٹے میں نکلوں گا۔ طلحہ نے ہاتھ میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھ کر کہا

آج بیس مارچ ہے ڈاکٹر سمیر نے اس لیے آف کیا ہے نہ؟ فلزہ جاتے وقت اچانک سے

پلٹ کر طلحہ سے کہا تو طلحہ کے چہرے پہ سایہ لہرایا۔

آج بیس مارچ ہے؟ طلحہ نے پوچھا۔

ہاں آپ کیلینڈر نہیں دیکھتے کیا اپنے فون میں تو آپ کا کیلینڈر ریسیٹ ہی نہیں ٹھیک

سے۔ فلزہ نے بتا کر آخر میں جیسے افسوس کیا۔

آپ تیار کریں میں آتا ہوں۔ طلحہ بات بدل کر بولا تو فلزہ کندھے اُچکا کر وہاں سے چلی

گئی طلحہ نے اپنا سر چیئر پہ ٹکا کر آنکھیں بند کر کے کھولی۔

روحان سے ملنے کے بعد عزہ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی پہ گیم شو دیکھ رہی تھی جب سمیہ بیگم اس کے پاس آکر بیٹھی۔

کوئی ڈرامہ لگا دو۔ سمیہ بیگم نے کہتے ملازمہ کو دو کپ کافی لانے کا کہا۔

پکڑے ریموٹ۔ عزہ ریموٹ ان کی طرف بڑھا کر جانے لگی جب سمیہ بیگم نے آواز دیں کر روکا

بیٹھو ساتھ میں کافی پیتے ہیں۔ سمیہ بیگم کی بات پہ وہ دوبارہ صوفے پہ بیٹھی۔

کل میرے ساتھ ڈنر پہ چلنا ائمہ کی طرف سے ہے اس نے کہا تھا تمہیں ساتھ لاؤ۔ سمیہ بیگم نے عزہ سے کہا ملازمہ کافی کے کپ رکھ کر جا چکی تھی۔

میرا اپنا پروگرام ہے کل میری طرف سے معذرت۔ عزہ لاپرواہی سے کہتی اپنا کافی کا کپ اٹھانے لگی۔

کینسل کر دو وہ میں ہاں کر چکی ہوں اور سب فیملیز انوائٹڈ ہیں تمہاری باقی کزنز بھی ہو گے۔ سمیہ بیگم سخت ہوئی۔

کون سے کزن ہو گے؟ عزہ نے کافی کا گھونٹ بھر کر اپنے لہجے کو سرسری کر کے پوچھا۔

چلو گی تو پتا لگے گا نہ۔سمیہ بیگم کہتی ذرا سا جھک کر ٹیبل سے اپنا فون اٹھانے لگی تو ان کا بازوں عنزہ کے کافی والے ہاتھ سے ٹکرایا تو گرم کافی کا کپ عنزہ کے دوسرے ہاتھ کی اسکن کو جلا دیا۔

آآآ۔عنزہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ہاتھ دیکھنے لگی جو لال ہو گیا تھا۔

اتنا ڈھیلا کیوں پکڑا تھا جل گیا نہ ہاتھ۔سمیہ بیگم تیز آواز میں کہتی ملازمہ کو مرہم لانے کا کہا عنزہ کی آنکھیں بھیگنے لگ گئی تھی پر اس نے رونے سے خود کو باز رکھا آنسو ہاتھ جلنے کی وجہ سے نہ تھے اپنی ماں کے رویے کی وجہ سے آرہے تھے جس نے ایک دفع بھی نہیں کہا کے ہاتھ دیکھاؤ زیادہ جلا تو نہیں۔

تمہیں کس نے کہا تھا کچن میں آنے کو کٹ گئی نہ انگلی خون بہہ رہا ہے اففف خدایا میں کیا کروں تمہارا جانے کیا سکون ملتا ہے تمہیں مجھے پریشان کرنے میں۔

گزرا ہوا وقت یاد آتے آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی طرح بہنے لگے تھے۔

بچی نہیں ہو رونا بند کرو۔سمیہ بیگم نے اس کو روتا دیکھا تو کہا۔

میم آئے میں لگا دوں۔ملازمہ نے عنزہ سے کہا۔عنزہ نے امید بھری نظر سے سامنے اپنی ماں کو دیکھا۔

بیٹھو میں لگاتی ہوں۔ سمیہ بیگم نے بیٹھنے کا کہا تو عنزہ فورن سے بیٹھ گ ئی سمیہ بیگم آہستہ آہستہ سے اس کی جلی ہوئی ی جِلد پہ مرہم لگانے لگی۔

کمرے میں جاکر سو جاؤ صبح تک درد کم ہو جائے گا کمرے میں پین کلر ہو گی وہ کھالینا یاد سے۔ مرہم لگانے کے بعد سمیہ بیگم عنزہ سے بولی تو وہ لاؤ نج سے اٹھتی کمرے میں جانے لگی۔ کمرے میں آکر اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی مرہم لگنے کے بعد اور جلن کا احساس ہو رہا تھا وہ سر جھٹکتی بیڈ کے پاس آئی ی اور بنا کوئی ی میڈیسن لیے سونے کے لیے لیٹ گ ئی۔

صبح آنکھ کھلنے پہ اس نے اپنا ہاتھ دیکھا جہاں چھالے پڑے ہوئے تھے عنزہ شد سی اپنے خوبصورت کی حالت دیکھ رہی تھی وہ لحاف خود سے دور کرتی فورن سے نیچے کی طرف بھاگی۔

موم

ڈیڈ۔

لاؤ نج میں آتی وہ زور سے آوازیں دینے لگی۔

کچھ چاہیے آپ کو؟ ملازمہ سر جھکا کر بولی عنزہ نے تیز نظر اس پہ ڈالی۔

موم ڈیڈ کہاں ہیں؟ عنزہ نے تکلیف برداشت کرتے پوچھا۔

وہ باہر لان میں ہیں۔ ملازمہ نے جیسے ہی بتایا وہ لان کی طرف آئی جہاں مقصوم صاحب اور سمیہ بیگم ناشتہ کر رہے تھے۔

میرا ہاتھ دیکھے موم بلکل موو نہیں کر رہا اکڑ گیا ہے۔ عنزہ اپنا ہاتھ سمیہ بیگم کے سامنے کیے رونے والے انداز میں کہا۔

اومائے گوڈ یہ کیا ہوا؟ مقصوم صاحب فورن سے اپنی جگہ سے اٹھ کر عنزہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے کہا جو جس پہ چھالے پڑنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ کی ایک سائیڈ پوری لال ہو گئی تھی۔

کچھ نہیں مقصوم کل بس کافی گر گئی تھی شاید اس کا ری ایکشن ہے میں نے مرہم تو لگائی ی تھی پر افاقہ نہیں ہوا جانے کیوں۔ سمیہ بیگم ان کو ریلیکس کرنے کی خاطر بولی۔

رات کو بتانا تھا نہ مجھے یا خود ہوسپٹل لیکر جاتی پتا نہیں کیا عنزہ کی اسکن کتنی نرم ہے۔ مقصوم صاحب بھرم ہوئے۔

تو اب آپ لے جائے یا کسی ڈاکٹر کو بولائے۔ سمیہ بیگم چائے کا سپ لیتی ہوئی ی بولی۔

کسی اور کو کیوں طلحہ سے کہتا ہوں ہوسپٹل جانے سے پہلے یہاں آئے وہ اچھے سے چیک اپ کر لیں گا۔ مقصوم صاحب ٹیبل سے اپنا فون اٹھا کر بولے۔

طلحہ کو کیوں تکلف دیں رہے ہو اس کا اپنا دن بزی ہوتا ہے۔ سمیہ بیگم کو اختلاف ہوا۔

تم خاموش رہو سامنے ہی تو گھر ہے۔ مقصوم صاحب سخت نظروں سے سمیہ بیگم کو دیکھا۔

طلحہ سویا ہوا تھا جب اس کا فون رنگ ٹون کرنے لگا طلحہ نے مندی مندی آنکھیں کھول کر ہاتھ یہاں وہاں کر کے موبائل کو تلاش کرنے لگا جو سائیڈ ٹیبل پہ تھا سیل فون اٹھا کر اسکرین پہ جگمگاتا نمبر دیکھ کر اس کی نیند بھک سے اُڑ گئی۔

اسلام علیکم چچا جان خیریت۔ طلحہ نے کال اٹھا کر پوچھا۔

وعلیکم اسلام طلحہ بیٹے معذرت چاہتا ہوں اتنی صبح کال کی ایک درخواست تھی۔ مقصوم صاحب خاموش بیٹھی عزہ کی طرف دیکھ کر بولیں۔

آپ حکم کریں۔ طلحہ فورن سے بولا۔

ہوسپٹل کس ٹائم جاؤ گے؟ مقصوم صاحب نے پوچھا۔

نو بجے۔ طلحہ نے وال کلاک پہ وقت دیکھ کر بتایا۔

اچھا ایسا کرنا پہلے یہاں آنا عزہ کے ہاتھ میں کل گرم کافی گر گئی تھی اس کا ری ایکشن ہوا ہے تو اس کو بہت تکلیف ہو رہی ہے بات تو تھوڑی ہے پر عزہ کی اسکن بہت سوفٹ ہے جس سے جلدی ری ایکشن ہو جاتا ہے۔ مقصوم صاحب کی بات پہ طلحہ فورن سے بیڈ سے اٹھا

کل کچھ کیا نہیں تھا کیا مطلب لگا یا نہیں اس پہ یا کوئی ی میڈیسن؟ طلحہ سلپر پہنتا پوچھنے لگا۔

تمہاری چچی نے مرہم لگائی ی تھی عنزہ کے ہاتھ میں تو چھالے پڑ گ ئی ے ہیں۔ مقصوم صاحب پریشانی سے بولے۔

میں آتا ہوں۔ طلحہ اتنا کہہ کر کال کاٹ گیا۔

کہاں جا رہے ہیں بھائی ی نائی ٹ سوٹ میں؟ طلحہ کو جلدی سے سیڑھیاں اُترتا دیکھ کر مرحا بولی

ایک کام ہے آتا ہوں۔ اپنے حُلیے سے لاپرواہ طلحہ اتنا کہہ کر باہر کی طرف گیا مرحا تعجب سے اپنے بھائی ی کو دیکھا۔

آرہا ہے وہ۔ مقصوم صاحب نے عنزہ کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا تو عنزہ نے باہر گیٹ کی جانب دیکھا دو منٹ بعد اس کو طلحہ گیٹ کھول کر اندر آتا دیکھا جو بلیک گول گلے والی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر پہنے رف حلیے میں تھا بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے ایسا لگتا تھا عجلت میں آیا ہو

بیٹا آرام سے آتے عنزہ کونسی بچی ہے خوامخواہ تم نے اپنی نیند خراب کی۔ سمیہ بیگم کو طلحہ کی دیکھ کر افسوس ہوا۔

کوئی ی بات نہیں چچی۔ طلحہ ہلکی سی مسکراہٹ سے بولا پھر عنزہ کے پاس آیا جواب اپنے ہاتھ پہ نظر ٹکائے بیٹھی ہوئی ی تھی طلحہ اس کی چی ئی ر کے پاس گھٹنے کے بل بیٹھ کر اس کے ہاتھ کا جائی زہ لینے لگا۔

چچی کونسی مرہم لگائی ی تھی آپ نے اس کو؟ طلحہ سنجیدگی سے سمیہ بیگم سے پوچھا۔

نام نہیں دیکھا تھا۔ سمیہ بیگم کی بات پہ طلحہ نے اپنے لب زور سے بھینچ لیے۔

کافی کاری ایکشن نہیں مرہم کاری ایکشن ہے آپ کو پہلے دیکھنا چاہیے تھا کونسی مرہم ہے اور کس چیز کے لیے ہے ساری رات جلے ہوئے ہاتھ میں لگانے پہ ایسا حال تو ہو گا نہ اور سب سے پہلے آپ کو عنزہ کا ہاتھ ٹھنڈے پانی میں رکھنا چاہیے تھا مجھ سے بہتر آپ جانتی ہے عنزہ کی اسکن کے بارے میں۔ طلحہ سنجیدگی سے سمیہ بیگم کو ان کی غلطی بتانے لگا مقصوم صاحب غصے بھری نظروں سے سمیہ بیگم کو دیکھا جو اپنا سر جھکا گ ئی تھی۔

فرسٹ ایڈ بوکس منگوائی یے گا۔ طلحہ نے مقصوم صاحب سے کہا تو انہوں نے فورن سے ملازم کو آواز دیں کر فرسٹ ایڈ بوکس لانے کا کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ میڈیسن ناشتہ کرنے کے بعد کھانا اور اپنا ہاتھ فلحال کے لیے اب پانی سے دور رکھنا شام تک ہاتھ ٹھیک ہو جائے جلن محسوس نہیں ہو گی۔ طلحہ نے ملازم سے بوکس لیکر سپاٹ انداز میں عنزہ سے کہا جو بُت بنی بیٹھی ہوئی ی تھی۔

میں اپنے کمرے میں جاؤ ں گی۔ عنزہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ی۔

طلحہ سے شکریہ تو کرو۔ سمیہ بیگم نے ٹوکا

اس کی کوئی ی ضرورت نہیں چچی چچا جان پریشان تھے میرا آنا بنتا تھا اور سب سے اہم بات کے میں ہوں بھی تو ڈاکٹر۔ طلحہ نرمی سے بولا تو عنزہ بس اس کو دیکھتی رہ گ ئی۔

ٹھیک یوا گر آپ نہ آتے تو میرا ہاتھ جل کے راکھ ہو جاتا وہ تو اچھا ہوا آپ اپنے چچا کی بات پہ بنا خود پہ دھیان دی ئی ے یہاں آگ ئی ے۔ عنزہ بد تمیزی سے کہتی اندر کی طرف بڑھ گ ئی طلحہ نے تو دھیان نہیں دیا پر مقصوم صاحب اور سمیہ بیگم ضرور شرمندہ ہو گ ئی ے تھے۔

میں چلتا ہوں اب۔ طلحہ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔

اللہ نے ایک اولاد دی وہ بھی نافرمان۔ طلحہ کے جاتے ہی سمیہ بیگم غصے سے بولی۔

ناشتہ کرو تم بس۔ مقصوم صاحب کہتے اندر کی طرف گ ئی ے۔

طلحہ اتنی افرا تفری میں کہاں گ ئی ے تھے؟ طلحہ گھر آیا تو آمنہ بیگم نے پوچھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چچا جان کا فون آیا تھا ان کی بیٹی کا ہاتھ تھوڑا جل گیا تو پریشان تھے میں نے سوچا دیکھ آؤ۔ طلحہ صوفے پہ بیٹھتا بتانے لگا۔

عنزہ کا ہاتھ کیسے جلا؟ آمنہ بیگم فکر مند ہوئی ی۔

ڈونٹ نوامی آپ ناشتہ تیار کروائے میں فریش ہو کر آیا۔ طلحہ کہتے ہی سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ہاتھ میں کافی گری کیسے تھی؟ رانیہ اِس وقت عنزہ کے کمرے میں موجود تھی جب اس کا ہاتھ دیکھا تو عنزہ سے پوچھا۔

موم کا بازوں میرے ہاتھ سے ٹچ ہوا تھا بے خیالی میں میرے ہاتھ سے کپ چھوٹا اور ہاتھ میں بھی کافی گری۔ عنزہ نے اپنا ہاتھ دیکھ کر کہا جواب قدرے بہتر تھا۔

دو دن بعد تمہارا لائیو شو ہے۔ رانیہ نے یاد کروایا

ہاں صبح نو بجے ٹاک شو میں جانا تھا سوچا معذرت کرلوں پھر سوچا زبان نے مکر نہ ٹھیک نہیں۔ عنزہ نے جواباً کہا۔

معذرت کیوں ہاتھ تو بہتر ہے اب تمہارا دو دن بعد مزید ٹھیک ہو جائے اگر نشان کی وجہ سے کہہ رہی ہو تو فکر نہیں کرو میک اپ سے چھپ جائے گا۔رانیہ نے اندازہ لگا کر کہا۔

نہیں نہیں طلحہ نے جو کل میڈیسن دی تھی کھانے کو اس پہ درد بلکل ختم ہو گیا تھا اب تو ایسے ہی ہے شو پہ انکار تو اس لیے کہا کیوں کی جلدی اٹھنا پڑے گا۔عنزہ نے فورن سے کہا

طلحہ آیا تھا تمہارا ہاتھ دیکھنے ؟رانیہ حیرت سے بولی۔

ڈیڈ نے اس کو بولا یا تھا تمہیں تو پتا ہے اپنے چچا کا کہا نہیں ٹالتا اس لیے آ گیا تھا۔عنزہ طنزیہ مسکراہٹ سے بولی عنزہ کی بات پہ رانیہ نے پھر اور کچھ نہ کہا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مس عنزہ آپ کی کامیابی کا راز کیا ہے؟ٹاک شو کی ہوسٹ نے عنزہ سے سوال کیا جو آج ان کے شو کی گیسٹ تھی۔

وارڈروب سے شرٹ تلاش کرتے طلحہ کے ہاتھ ٹی وی کی آواز پہ تھمے تھے اس نے وارڈروب بند کر کے اپنی نظر ٹی وی کی جانب کی جہاں بلیو فراق کے ساتھ بلیو ٹراؤ ز پہنے عنزہ حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی بال کھول رکھے تھے جن میں بلیو ہی کلر

کا ہی ئی ربینڈ لگا یا ہوا تھا ٹانگ کہ اُپر ٹانگ چڑھائے وہ پُر اعتماد سے بیٹھی تھی طلحہ چلتا ہوا بیڈ پہ بیٹھا اور اپنی نظر ٹی وی پہ مرکوز کی۔

میری کامیابی کا راز تو کوئی ی نہیں پر میں اس کا کریڈیٹ خود کو دوں گی۔ عنزہ مسکرا کر جواب دیا۔

کسی نے سپورٹ تو کیا ہو گا فیملی میں سے فرینڈس یا پھر کزنز وغیرہ نے؟ ہوسٹ نے نیا سوال کیا۔

نو میں نے جب یہ فیلڈ جوائی ن کرنا چاہا تو میرے ساتھ کوئی ی نہیں تھا بس ایک کزن کے بارے میں بتاؤں گی جو میرا ایک اچھا دوست بھی ہے جب میرے ساتھ کوئی ی نہیں تھا تو وہ ساتھ تھا اس نے ہر لحاظ سے میری حوصلہ افزائی ی کی اور آج میں اپنی محنت سے اس مقام پہ ہوں۔ عنزہ نے جواب دیا طلحہ کے چہرے کے تاثرات عجیب ہوئے تھے۔

ماشاءاللہ سے آپ نے تین سالوں میں تین فلمز کی ہیں اور ایک جلد ہی ریلیز ہو گی اس کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہے گی؟

تین سالوں میں جس طرح میں نے تین فلمز سائی ن کی تھی اور میں اِس فلم میں بھی پُر امید ہوں کے وہ لوگوں کو پسند آئے گی۔ عنزہ نے جواب دیا۔

آپ سنگل یا ریلشن میں ہیں؟ ہوسٹ کے اِس سوال پہ عنزہ کا چہرہ تاریک ہوا تھا جو کسی نے تو نہیں پر اسکرین پہ طلحہ نے بہت غور سے دیکھا تھا۔

الحمداللہ میں سنگل ہوں۔ عنزہ خود کو کمپوز کیے بولی طلحہ کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آئی ی تھی۔

شادی کے بارے میں کیا خیال ہے؟

نیک خیالات ہے۔ عنزہ کی بات پہ شو میں بیٹھے لوگ ہنسنے لگے۔

ہمسفر کے لیے آپ کیا آئیڈلائیز کرتی ہیں مطلب کے وہ کیسے ہوا صورت میں بھی اور سیرت میں بھی؟ ہوسٹ نے نیا سوال کیا۔

آئیڈلائیز کچھ خاص نہیں بس اتنا چاہوں گی

ساتھ نبھانے والا ہو میں جو ہوں جیسی ہوں مجھے ایسے ہی قبول کریں اور کسی بات پہ روک ٹوک نہ کریں ورنہ رشتا کتنا بھی مضبوط کیوں نہ ہو اان میں درار آجاتی ہے میرا اس کے وقت ساتھ دیں جب مجھے سب سے زیادہ اس کے ساتھ کی ضرورت ہو رہی بات سیرت اور صورت کی تو آج ہر کوئی ی صورت دیکھتا ہے سیرت اور دل کا کس نے کیا کرنا اور دیکھنا اس لیے میں اپنا ہمسفر خوبصورت چاہوں گی اور ساتھ دینے والا جو

ضرورت پڑنے پہ ہاتھ نہ چھوڑے بلکہ ہاتھ پکڑ کر کہے میں ساتھ چلوں گا تمہارا

مس ئی لا ہماری مس ئی لا تمہاری خوشی ہماری خوشی۔ عنزہ نے سنجیدگی سے جواب دیا

ماشااللہ آپ باتیں بہت اچھی کرتیں ہے اور یہاں شو میں جتنے بھی لوگ موجود ہے ان

سب کی دعا ہے کے آپ جو چاہتی ہیں آپ کو ویسا لائی ف پارٹنر ملے میں اب ایک

لاسٹ سوال پوچھنا چاہوں گی؟ ہوسٹ نے کہہ کر آخر میں پوچھا

جی پوچھیں۔ عنزہ نے اجازت دی۔

آپ کی فلمز کی اینڈ نگ ہمیشہ سیڈ کیوں ہوتی ہے آپ کی پہلی فلم میں لڑکا مر جاتا ہے

دوسری فلم میں آپ اس کو چھوڑ جاتی ہے تیسری میں گھر والے دونوں کو مار دیتے ہیں

ایسا کیوں؟ ہوسٹ کی بات پہ عنزہ نے گہری سانس بھری۔

بعض دفع کہانیوں کی اختتام سیڈ ہونا ہی ہوتا ہے اور میرا ماننا100% میں سے

10% ہوگے جن کی لو اسٹوری کی اینڈ نگ ہیپی ہوگی کیوں کی ہر کہانی میں ایسا ہوتا ہے

اگر لڑکا لڑکی کو چاہے تو لڑکی اس کو نہیں چاہتی لڑکی لڑکے کو چاہے تو لڑکا اس لڑکی کو

نہیں چاہتا اگر دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہو تو گھر والوں کو اعتراض ہوتا ہے وجہ

کوئی ی بھی بن جاتی ہے اور دو پیار کرنے والے لوگ الگ ہو جاتے ہیں میں حقیقت

پسند ہوں اس لیے سائی ن کرنے وقت پہلے اینڈ نگ پڑھتی ہوں۔ عنزہ کی بات پہ شو

میں بیٹھے ہر شخص نے تالیا بجائی ی تھی طلحہ اپنی جگہ دم بخود سا ٹی وی اسکرین پہ عنزہ کو دیکھ رہا تھا۔

آج کے ٹاک شو میں تو تم چھا گئی۔ رانیہ نے خوش ہو کر عنزہ سے کہا جو بر گر کھا رہی تھی۔

تمہیں میرا بتانا چاہیے تھا۔ روحان جو خاموش تھا عنزہ سے بولا۔

میں ابھی کوئی ی اسکینڈل افورڈ نہیں کر سکتی۔ عنزہ نے روحان سے کہا۔

اسکینڈل کیسا تم نامور اداکارہ ہو میں بھی نامور اداکار اور سنگر ہوں اِس میں اسکینڈل کیسا۔ روحان کو عنزہ کی بات پسند نہیں آئی ی۔

یہی بات تو پھر میڈیا میں ہو گی ہر جگہ۔ عنزہ کو روحان عقل سے پیدل لگا۔

ہم انگیجمنٹ اناؤ س کرتے ہیں میں ویسے بھی اب شادی کرنا چاہتا ہوں دو سال سے ہم ساتھ ہیں اس لیے اور رشتہ کو گھسیٹ نے سے بہتر ہے شادی ہو جائے۔ روحان کی بات پہ عنزہ کے چہرے کا رنگ اُڑا۔

شادی کا میرا ابھی کوئی ی خیال نہیں۔ عنزہ فورن بولی۔

تو کب ہو گا۔ اِس بار رانیہ نے کہا

اگلے سال۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا تو روحان مطمئ ن ہوا۔

انگیجمنٹ کرنے میں کوئی ی حرج نہیں۔روحان نے پھر کہا

دیکھتے ہیں کچھ۔عنزہ نے بس یہی کہا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میم ون سیلفی پلیز۔عنزہ اکیلی شاپنگ مال کے لیے نکلی تھی جب لوگ اپنے موبائل

لیکراس کے پاس آکر بولے عنزہ کوافسوس ہوااس نے ماسک کیوں نہیں پہنا۔

میم آٹو گراف پلیز میں آپ کی سب سے بڑی فین ہوں۔عنزہ ان سب کے سیلفی لے

رہی تھی جب ایک لڑکی پین اس کے سامنے کیے بولی عنزہ اس کے ہاتھ سے پین لیکر

پیپر مانگا تو لڑکی نے اپنی ہتیھلی اس کے سامنے کی۔

میں جب مشہور اداکارہ بن جاؤں گا نہ تو سب سے پہلے آٹو گراف تمہیں دوں گی وہ بھی

ہاتھ پہ اور ڈھیر ساری تصویریں ساتھ میں لیں گے۔

آج بھی آوازوں نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا عنزہ جلدی سے آٹو گراف دیتی وہاں

سے ہٹ گئی آنکھوں میں نمی کا احساس ہوا تو ان کو چھپانے کے لیے سن گلاسس

پہن لیے

جنون ہے میرا بنوں میں تیرے قابل

تیرے بنا گزارہ اے دل ہے مشکل

❤❤❤❤❤❤❤❤

NEW ERA MAGAZINE

طلحہ کیبن میں بیٹھا پیپر ویٹ گُھمارہا تھا جب ایک نرس بھاگ کر اس کے کیبن میں آیا۔

کیا ہوا؟ طلحہ نے تعجب سے پوچھا۔

ڈاکٹر طلحہ نیچے وارڈ میں ۱۲ نمبر والا پیشنٹ جو ہے اس کو پاگل پن کا دورہ پڑا ہے کسی کے کنڑول میں نہیں آرہا۔ نرس نے ہڑ بڑی میں بتایا۔

آرام کا انجیکشن لگانا تھا نہ۔ طلحہ فورن سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

ڈاکٹر وہ ہاتھ ہی نہیں آرہا۔ نرس نے وضاحت کی طلحہ فورن سے ہوسپٹل میں بنے نیچے فلور پہ آیا۔

افتخار کا ہوا آپ تو اچھے بچے ہیں اِدھر آرام سے لیٹے۔ طلحہ نے مریض سے کہا جس کی عمر اٹھارہ سال کی تھی پر اس کا دماغی حالت ٹھیک نہیں تھا اس لیے وہ ایسی حرکت کرتا رہتا تھا۔

میرے پاس کوئی ی نہ آئے میں مار دوں گا۔ افتخار پھلوں کی درمیان میں سے نائی یف کو پکڑ کر بولا تو طلحہ نے پیچھے مڑ کر غصے بھری نظروں سے پورے اسٹاف پہ ڈالی جو یہاں افتخار کو کنڑول کیے ہوئے تھے جب کی باقی کے مریض اپنے اپنے پلنگ کے نیچے چُھپ کے بیٹے تھے افتخار کا پاگل پن دیکھ کر۔

یہ ایسی چیزیں میں نے رکھنے کو منع کیا تھا نہ ؟ طلحہ ان سب کو دیکھ کر تیز آواز میں بولا جو سر جھکا گ ئی ے تھے۔

ڈاکٹر طلحہ۔

ایک نرس نے پیچھے کی طرف اشارہ کر کے طلحہ کا نام زور سے لیا تو طلحہ فورن سے چہرہ موڑ کر دیکھا جہاں افتخار اس کی پیٹھ پہ نائی یف مارنے والا تھا طلحہ نے اس کا ہاتھ روکا تو افتخار غصے میں اپنا ہاتھ چھڑوانے لگا ایسے کرنے پہ نائی یف طلحہ کی کلائی ی کی نبض کے کچھ دور گھونپ گ ئی تھی خون کا ایک فوارہ طلحہ کی کلائی ی سے اُبل پڑا تھا پورے وارڈ میں سناٹا چھا گیا تھا طلحہ اپنا درد برداشت کرتے نرس سے بیھوشی کا انجیکشن کھینچ کر افتخار کے بازوں میں لگا دیا جس سے وہ کچھ ہر منٹ میں پر سکون ہو کر آنکھیں بند کر گیا طلحہ خون نکلنے کی جگہ پہ اپنا ہاتھ رکھا جب کی دو نرسس نے افتخار کو اس کے بیڈ پہ لیٹا یا

ڈاکٹر طلحہ آپ کو ٹریٹ منٹ کی ضرورت ہے۔ طلحہ کا کولیگ سلمان اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر بولا تو طلحہ سر اثبات میں ہلاتا وہاں سے نکل گیا اس کے پیچھے ایک نرس بھی نکل کر طلحہ کے ساتھ جانے لگی تا کہ پٹی کر سکے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رات کے بارہ کا وقت تھا وہ اپنی نظریں موبائی ل پہ ٹکائے بیٹھی ہوئی ی تھی جہاں نوٹیفیکیشن کا انبار تھا اس کے سارے فینز سالگرہ کی مبارکبادیں رہے تھے میسج پہ

دعائیں لکھ کر بھیج رہے مگر اس کو لاشعوری طور پہ کسی اور کے میسج کا انتظار تھا وہ جانتی تھی وش کرنے کے میسج نہیں آئیں گا پر ہر سال وہ انتظار کرتی تھی کے شاید اِس دفع سالگرہ کی مبارک دیں بارہ سے رات کے تین بج گ ئی ے تھے مگر اس کا شاید اِس بار بھی شاید ہی رہا انتظار کر کے اس کی آنکھیں پتھرا گ ئی تھی پر جس کا اس کو انتظار تھا وہاں خاموشی تھی جس سے اس کی آنکھیں بھیگ گ ئی تھی۔

آپ لوگ کہی جا رہے میری سالگرہ ہے آج کے دن تو میرے ساتھ گزارے۔ عنزہ سیڑھیوں کے زینے عبور کرتی باہر آئی تو اپنے والدین کو باہر جاتا دیکھ کر کہا جس پہ مقصوم صاحب اور سمیہ بیگم نے ایک دوسرے کو دیکھا وہ اپنی بیٹی کی پیدائیش کا دن بھول گ ئی ے تھے۔

ہیپی برتھ ڈے بیٹا ہم رات میں پارٹی آرگنائیز کریں گے ابھی ہمارا باہر جانا ضروری ہے۔ مقصوم صاحب اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولے۔

رات میں پارٹی آرگنائیز کرنے کی ضرورت نہیں۔ان کی بات پہ عنزہ غصے سے کہتی واپس اُپر کی جانب گ ئی۔

بڑی صاحبہ یہ سامان ہم کہاں رکھے؟ چوکیدار اور ملازم تحفوں اور پھولوں کا ڈھیر لا کر سمیہ بیگم سے بولے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غیروں کو یاد تھا پر ہمیں نہیں تھا۔ مقصوم صاحب ٹکے سے ایک چٹ پڑھ کر بولیں جس میں عنزہ کو سالگرہ کے دن بیسٹ وشیز دی ئی ے گ ئی ے تھے۔

یہ سب عنزہ کے پاس والے کمرے میں رکھ آؤ۔ سمیہ بیگم مقصوم صاحب کی بات نظر انداز کرتی ملازموں کو حکم دینے لگی۔

آج ہم چچا کے گھر جائی یں گے نہ آپی کی سالگرہ ہے؟ مرحا نے ڈائی ینگ ٹیبل پہ ناشتہ کرتی آمنہ بیگم سے کہا۔

ہاں جانا تو ہے۔ آمنہ بیگم نے کہا

اسلام علیکم۔ طلحہ ایک ہاتھ سے اپنے لیے کرسی کھسکا کر ان کے ساتھ آ کر بولا۔

وعلیکم اسلام کیسا ہے ہاتھ اب تمہارا؟ آمنہ بیگم نے فکر مندی سے اس کی کلائی ی پہ بندھی پٹی کو دیکھ کر پوچھا۔

بہتر ہے۔ طلحہ نرمی سے مسکرا کر بولا

اچھا ہوا نبض سے کچھ دور کٹ لگا۔ مرحا شکر ادا کرنے والے انداز میں بولی۔

ہاں اللہ کا شکر طلحہ تم اگر ہوسپٹل نہیں جا رہے تو ساتھ چلنا مقصوم بھائی ی کے گھر جانا ہے۔ آمنہ بیگم کی بات طلحہ نے سوالیہ نظروں سے ان کی جانب دیکھا تو مرحا بولی۔

عنزہ آپی کی سالگرہ ہے اس لیے وہاں جائی یں گے۔

میرا کیا کام امی مجھے ہوسپٹل جانا ہے پہلے ہی دو سے تین ڈاکٹرز کا آف اِس میں اگر میں گھر بیٹھ جاؤں تو مریضوں کو کون دیکھتے گا۔ طلحہ نے سہولت سے انکار کیا۔

کزن ہے تمہاری اس کو اچھا لگیں گا۔ آمنہ بیگم کو افسوس ہوا۔

میرے آنے یا نہ آنے سے اس کو کوئی فرق کیوں پڑے گا آپ یہ سب نہ سوچے۔ طلحہ آرام سے بولا

آپ نے ان کے لیے گفٹ تو لیا ہو گا نہ؟ مرحا نے پوچھا۔

نہیں مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ طلحہ نے آملیٹ کی بائیٹ لیکر کہا تو مرحا مایوس ہوئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میم آپ کی چچی آئی ہیں۔ عنزہ کمرے میں تھی جب ملازمہ نے آکر بتایا تو وہ فورن نیچے کی طرف آئی۔

اسلام علیکم چچی جان۔ عنزہ ڈرائینگ روم میں آکر مسکرا کر بولی۔

وعلیکم اسلام سالگرہ کی بہت بہت مبارک ہو۔ آمنہ بیگم اس کے گلے ملتی ہوئی بولی تو عنزہ مسکرا کر مرحا سے ملی۔

میری طرف سے آپ کو بہت مبارک ہو۔ مرحا نے کہا۔

آپ لوگ بیٹھے۔ عنزہ نے بیٹھنے کا کہا۔

مقصوم بھائی ی اور بھابھی کہاہیں ؟آمنہ بیگم نے پوچھا تو عنزہ کی مسکراہٹ غائی ب ہوئی ی۔

ان کو کام تھا اس لیے گھر پہ نہیں۔عنزہ بے تاثر انداز میں بولی۔

کوئی ی بات نہیں ہم سیلیبریٹ کرتے ہیں کیک وغیرہ ہم لائے ہیں۔آمنہ بیگم نے اس کو اُداس ہوتا دیکھا تو کہا۔

میں ٹیبل سیٹ کرتی ہوں مرحا اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی۔

کسی کی چیز کی مدد چاہیے تو ملازموں سے کہنا۔عنزہ نے کہا۔

ٹھیک ہے۔مرحا کہتی وہاں سے شاپر لیتی باہر گ ئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کزن ہے تمہاری اس کو اچھا لگیں گا۔

آپ نے ان کے لیے گفٹ تو لیا ہو گا نہ؟

طلحہ کیبن میں بیٹھا صبح کے بارے میں سوچ رہا تھا جب وارڈ بوائے ڈور نوک کیے اندر آیا۔

کہو؟طلحہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا۔

ڈاکٹر فلزہ کے ڈرائی یور آئی یں تھے کہہ رہے تھے کے فلزہ میم نے پیغام بھجوایا ہے کے وہ آج بھی نہیں آ نہیں پائے گی ڈیوٹی پہ۔وارڈ بوائے نے بتایا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ۔ طلحہ نے اس کو جانا کے کہا تو اس کی موبائل پہ میسج بپ ہوئی ی دیکھا تو مرحا کی تھی طلحہ نے اُپن کی تو دیکھا عنزہ کی سالگرہ کا دن منایا جا رہا تھا طلحہ نے عنزہ کو دیکھا اس کو ایسے لگا جیسے وہ زبردستی مسکرا رہی ہو پر اپنا وہم سمجھتا اس نے موبائل ٹیبل پہ رکھ کر اٹھا اس کے بعد اپنا سفید کوٹ پہن کر کیبن سے باہر گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

گفٹ کھول کر تو دیکھو کیسا ہے؟ روحان نے عنزہ سے کہا وہ اِس وقت فائی یو اسٹار ہوٹل کے پرائی یویٹ روم میں تھے ساتھ میں رانیہ آریز بھی وہاں تھے۔

شیور۔ عنزہ مسکرا کر کہتی روحان کا دیا ہوا مخملی کیس کھولنے لگی جس میں گولڈن کی خوبصورت رِنگ تھی۔

واؤ۔ عنزہ تعریفی انداز میں بولی۔

پسند آیا؟ روحان نے مسکرا کر پوچھا۔

ہاں بہت زیادہ پر میں ابھی نہیں لیں سکتی۔ عنزہ نے واپس کی۔

کیوں ابھی کیوں نہیں برتھ ڈے گفٹ ہے تمہارا۔ روحان بھنوئیں اُچکار کر بولا۔

بہت ایکپینسو ہے۔ عنزہ نے کہا۔

تم کب سے چیزوں کی قیمت دیکھنے لگی۔ رانیہ نے حیرت سے کہا۔

مجھے عجیب لگ رہا ہے تم یہ ہماری انگیجمنٹ والے دن دینا۔ عنزہ نے روحان کی طرف دیکھ کر کہا۔

مجھے اب تمہاری باتیں عجیب لگنے لگی ہے۔روحان ہنکارہ بھر کر بولا

اب موڈ ٹھیک کرو تم سب اپنا۔آریز نے کہا تو سب مسکرادی ئے۔

مجھے آج پتا چلا ورنہ میں پہلے تم سے ملنے آتی۔ فلزہ نے طلحہ سے کہا۔

کوئی ی بات نہیں اتنا بڑا حادثہ تھا بھی نہیں بس ہلکہ سا کٹ تھا۔ طلحہ سادہ لہجے میں بولا۔

معلوم ہوا تھا اِس ہلکے سے کٹ پہ کتنا خون نکلا تھا۔ فلزہ نے گھور کر کہا جبھی مرحا چائے کے ساتھ کباب کی ٹرے لیکران کے سامنے کی۔

اِس تکلف کی کیا ضرورت تھی۔ فلزہ کو عجیب لگا۔

تکلف کیسا آپ مہمان ہیں ہماری ہم آپ کے لیے اتنا بھی نہ کریں۔ مرحا کپ میں چائے نکالتی فلزہ کو جواب دینے لگی۔

آنٹی نہیں ہے کیا؟ فلزہ نے پوچھا۔

امی اپنے بھائی ی یعنی ہمارے ماموں کی طرف گ ئی یں ہیں۔ مرحا نے بتایا۔

تم ڈریسنگ چینج کرتے رہتے ہو نہ؟ فلزہ نے طلحہ کے ہاتھ کی جانب اشارہ کیے پوچھا۔

ہاں کرتا ہوں۔ طلحہ نے جواب دیا۔

میں اب چلوں گی۔چائے اور تھوڑا کباب ختم کر کے فلزہ اٹھتے ہوئے بولی۔

میں چھوڑ آتا ہوں۔طلحہ بھی اٹھتا بولا۔

ہاں دیر ہو گئی ہے تم چلو تو اچھا ہے۔فلزہ خوشدلی سے بولی پھر دونوں ڈرائینگ روم سے نکلے۔

عنزہ اپنے گیٹ کے پار ہارن بجا رہی تھی جب اس کی نظر بیک ویو مرر سے طلحہ کے ساتھ ہوٹل والی لڑکی کو دیکھ کر وہ گاڑی سے نیچے اُتری تھی اور ان کو دیکھنے لگی جو ہنس کر طلحہ سے کوئی بات کر رہی تھی طلحہ کی نظر بھی عنزہ پہ پڑی تھی دونوں کی نظریں ملی تھیں پر طلحہ نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا گیٹ کھل گیا تھا عنزہ فلزہ کو طلحہ کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھتا دیکھا تو آنکھوں میں جلن کا احساس ہوا طلحہ اپنی BMW کو باہر زن سے بھگا گیا تو عنزہ بھی اپنے گھر کی طرف آکر چوکیدار کو گاڑی سائیڈ پہ کرنے کا کہا۔

عنزہ ہم نے تمہاری برتھ ڈے کی پارٹی ارینج کی ہے۔عنزہ سیڑھیوں کی طرف جا رہی تھی جب مقصوم صاحب کی آواز پہ رُکی تھی۔

میرا برتھ ڈے گزر گیا آپ تکلف نہ کرئیے گا میرے پاس ویسے بھی اب ٹائم نہیں۔ عنزہ سپاٹ انداز میں کہتی اُپر کی جانب بڑھی اس کو جاتا دیکھ کر مقصوم صاحب نے افسردہ سانس خارج کی۔

کیا ہوا مقصوم؟ مقصوم صاحب اپنے کمرے میں آئے تو مرر کے سامنے اپنا میک اپ صاف کرتی سمیہ بیگم نے پوچھا۔

کچھ نہیں ہوا۔ مقصوم صاحب ٹالنے والے انداز میں بولے۔

بیوی ہوں آپ کی پر مجال ہے جو آپ نے کبھی مجھے اپنی بات بتانے کے قابل سمجھا ہو۔ سمیہ بیگم سیخ پا ہو کر بولی۔

بیگم میں اِس وقت لڑائی ہی نہیں چاہتا۔ مقصوم صاحب ان کا لڑنے والا انداز دیکھ کر کوفت سے بولے۔

جی جی لڑائی یاں تو میں کرتی ہوں آپ تو مقصوم نہیں معصوم ہے۔ سمیہ بیگم طنزیہ بولی مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ مقصوم صاحب کوفت سے کہتے کمرے سے باہر نکل گئے سمیہ بیگم بس ہونہہ کر کے رہ گئی۔

❤❤❤❤❤❤

ایک سونگ میں آپ کو ماڈلنگ کرنی ہے آپ کو کوئی پروبلم تو نہیں نہ اماؤنٹ آپ کی مرضی کا ہو گا۔ بڑے سے ڈرائینگ روم میں چار افراد موجود تھے ایک عنزہ اور

اس کا اسسٹنٹ دانیش دوسرا پرڈیوسر نعمان عدنان اور اس کا اسسٹنٹ غفار آج عزہ خان کا ان سے ملنے کا پروگرام تھا تبھی وہ ان کے گھر میں موجود تھی۔

میرے ساتھ کون ہو گا اور سونگ کس بیس پہ ہے؟ عزہ نے سنجیدگی سے پوچھا وہ اس وقت اسکن کلر کے گھٹنوں سے اُپر سلیولیس فراق میں تھی جس کے اُپر اس نے بلیک لونگ جیکٹ پہنی ہوئی تھی اور بلیک ہی جینز ٹراؤزر پہنا ہوا تھا بال کُھلے ہوئے تھے چہرے پہ ہلکہ سا میک اپ کیے وہ بہت دلکش لگ رہی تھی۔

ایکشن بیس ہے سونگ شوٹنگ کنٹریکٹ سائن ہونے کے دوسرے دن شروع ہو گی۔ نعمان عدنان نے بتایا۔

ایکشن سونگ میں میرا کیا کام؟ عزہ نے پوچھا

وہ آپ کے ساتھ جو ہیرو ہو گا اس کا کام ہے آپ بس اس کے ساتھ ہو گی آپ کو گن بھی چلانی ہو گی جو کی نقلی ہو گی پر اس کی گونج اصلی فائیر کی طرح ہو گی پھر ملاقات آپ کی ہیرو سے تب ہو گی جب آپ اپنی گاڑی میں ہو گی اور دونوں کی گاڑی کا ٹکراؤ ہو گا آپ سمجھ رہی ہے نہ؟ نعمان عدنان بتاتے بتاتے آخر میں تائید لینی چاہی۔

شوٹنگ کی لوکیشن خوبصورت ہونی چاہیے۔ عزہ نے ہاتھ میں پہنی انگھوٹی کو گھما کر بس اتنا کہا۔

خوبصورت ہے بس ایک سین جو ہے وہ کچی آبادی پہ ہے باقی سب ٹھیک ہے۔ نعمان عدنان نے بتایا تو عنزہ نے سر اثبات ہلایا۔

پھر ملاقات ہوگی۔ عنزہ نے پیپر سائن کیے کہا

ضرور اُمید ہے آپ کل وقت پہ سیٹ پر آئی یں گی۔ نعمان عدنان نے کہا تو عنزہ مسکرا کر سر ہلایا اور اپنے اسسٹنٹ کو چلنے کا اشارہ کرتی وہاں سے باہر جانے لگی۔

میم آپ نے تو پہلے کبھی کسی سونگ پہ کام نہیں کیا پھر اِس دفع کیوں؟ اسسٹنٹ نے مغرور انداز میں چلتی عنزہ سے کہا۔

چینجنگ اچھی چیز ہے۔ عنزہ نے بس اتنا کہا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تم سے بچے بہت اچھے سے ہینڈل ہوتے ہیں۔ فلزہ سعد سے بولی جو ابھی بچوں والے وارڈ سے نکلا تھا۔

ہاں مجھے بچے پسند بھی بہت ہیں۔ سعد ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔

بچے کس کو نہیں پسند ہوتے۔ فلزہ ہنس کے بولی

ہاں یہ بھی ہے۔ سعد نے اتفاق کرتے کہا۔

تم کہی جا رہے ہو؟ فلزہ نے اس کو باہر کے راستے جاتے دیکھا تو پوچھا۔

طلحہ کے کیبن جارہاہوں۔سعد نے بتایا تو فلزہ اپنا سفید کوٹ جھاڑتی دوسری طرف گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

رول

کیمرا

ایکشن

ٹھاہ

ڈائریکٹر کے ایکشن بولتے ہی عنزہ نے فائر کیا تھا۔

ویل ڈن مس عنزہ خان۔نعمان عدنان نے تھنب کا نشان دیا تھا جب کی عنزہ اپنا میک اپ ٹھیک کروانے لگی۔

پانی لانا۔عنزہ نعمان عدنان کے پاس والی کرسی پہ بیٹھ کر سامنے والے لڑکے سے بولی۔

دوسرا سین کب کرنا ہے؟عنزہ نے پوچھا۔

آپ کو بتایا جو تھا کل۔نعمان عدنان مسکرا کر بولے۔

میرے دماغ سے نکل گیا۔عنزہ اپنے ماتھے پہ چپت لگا کر بولی وہ اِس وقت فل بلیک ڈریس میں تھی ہاتھوں میں سونگ کے رول کے حساب سے بلیک کلر کی بہت سارے بینڈز پہنے ہوئے تھے اور گلے میں بلیک موتیوں کی خوبصورت مالا تھی۔

کل آپ تیار رہیے گا اسلام آباد کے سنسان علائی قے میں شوٹ ہے جس کی سڑک بھی کافی کچی ہے۔ نعمان عدنان نے کہا۔

میں تیار ہوں۔ عنزہ بالوں کی لٹ کان کے پیچھے کرتی ہوئی ی بولی۔

پانی تو لیں۔ نعمان عدنان نے اس کا دھیان پانی کی طرف کروایا تو عنزہ نے گلاس پکڑا۔

میم آپ کو کی ئی رفل رہنا ہے کل کے لیے کیوں وہاں فاسٹ ڈرائی یو کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ عنزہ کام ہونے کے بعد واپسی کے لیے جارہی تھی جب اس کا اسسٹنٹ اس کے ساتھ آتا ہوا بولا۔

سب جانتے ہیں ڈرائی یونگ تو آہستہ ہی ہو گی بس کیمرا میں یہ دیکھایا جائے گا کے تیز ہے۔ عنزہ نے آرام سے جواب دیا تو اسسٹنٹ نے اس کی گاڑی کا ڈور اُپن کیا تو عنزہ گاڑی میں بیٹھ گ ئی۔

کام کیسا جارہا ہے تمہارا؟ سمیہ بیگم نے عنزہ کو ناخنوں پہ نیل پینٹ لگاتا دیکھا تو پوچھا۔

فرسٹ کلاس۔ عنزہ نے جواب دیا۔

اب یہ کام چھوڑ دوں۔ سمیہ بیگم نے کہا۔

اِس کام کے لیے میں نے بہت کچھ چھوڑا ہے پر اب یہ کیسے چھوڑ سکتی ہوں۔ عنزہ کا لہجہ افسردہ ہو گیا تھا۔

بہت کچھ مطلب کیا چھوڑا ہے تم؟ سمیہ بیگم کو عنزہ کی بات سمجھ نہیں آئی ی۔

میں نے سب کچھ تو چھوڑ دیا موم جس کا احساس مجھے اندر سے دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے کس لیے چھوڑا اِس کام کے لیے جو آپ چھوڑنے کا کہہ رہی ہے میں نے بہت کچھ گنو دیا ہے مگر اب یہ چھوڑنا ممکن نہیں۔ عنزہ چیخ کر بولی تو سمیہ بیگم حیرت سے اس کو دیکھ رہی تھی جو بلاوجہ غصہ ہو گ ئی تھی۔

شوبزانڈسٹری تمہارا شوق تھا جو پورا ہو گیا نام بھی بہت کام لیا اب بس کر دو میں شادی کا سوچ رہی ہوں تمہارا وہ کر وا پنا گھر سنبھالوں۔ سمیہ بیگم نے سارا معاملہ ترتیب دیا عنزہ حیرت سے گنگ ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

شوبزانڈسٹری میرا جنون تھا موم جس کے لیے میں نے اپنا دل مارا اُس انسان کو چھوڑا جس کو چھوڑنے کے خیال سے ہی میرے جسم سے جان جاتی محسوس ہوتی تھی۔ عنزہ ہذیاتی انداز میں چیخ کے بولی۔

تمہاری اپنی غلطی ہے خیر میں اب سنجید گی سے تمہاری شادی کا سوچ رہی ہو۔ سمیہ بیگم آرام سے بولی۔

اچھی بات ہے ویسے بھی میں نے کرنی اپنی پسند سے ہے شادی۔ عنزہ بھی اٹل انداز میں بولی

کس سے؟ سمیہ بیگم نے پوچھا۔

روحان علی۔ عنزہ نے چہرے پہ مسکراہٹ سجا کر بتایا۔

❤❤❤❤❤❤❤

طلحہ اپنے کمرے میں یہاں وہاں چکر کاٹ رہا تھا آج اس کو اپنے اندر عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی تھی جس کو وہ کوئی نام نہیں دیں پا رہا تھا دل میں دھڑکا لگا ہوا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے کچھ بُرا ہو گا ہو گیا ہے پر کیا؟ طلحہ نے پریشانی سے اپنی پیشانی دو انگلیوں سے مسلی عجیب اض-طراب جیسی کیفیت تھی۔

بھائی آپ جاگ گئے ہیں تو آجائے ناشتے کی ٹیبل پہ۔ مرحا طلحہ کے کمرے میں آکر بولی۔

آتا ہوں۔ طلحہ رک کر مرحا کو جواب دینے لگا۔

میرے ساتھ چلیں ورنہ پھر آپ نے کہنا ہے کے ہوسپٹل کے لیے دیر ہو رہی ہے۔ مرحا طلحہ کو بازوں سے پکڑتی ہوئی بولی جس پہ طلحہ نا چاہتے ہوئے بھی باہر ڈائینگ ٹیبل کی طرف آیا

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کار تو زبردست ہے۔ عنزہ اسپورٹس کار پہ ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

جی آپ چلا تو لیں گی نہ اِس سڑک پہ ؟فیاص نے پوچھا جس کے ساتھ وہ سونگ پہ کام کر رہی تھی۔

افکورس۔عنزہ پُراعتماد ہو کر بولی۔

پھر بھی خیال سے ایک تو یہ اسپورٹس کار دوسرا یہ کے سڑک بھی پکی ہے۔فیاض اس کو ہدایت کرتا وہاں سے دور گیا جب کی عنزہ کار کو دیکھ کر جانے کہاں پہنچ گ ئی تھی۔

میم شوٹنگ اسٹارٹ کرنے کا وقت آگیا ہے۔اسسٹنٹ نے عنزہ سے کہا تو وہ سر ہلاتی کار کا ڈور اوپن کر کے بیٹھی۔

جب تک ایکشن نہ کہا جائے اپنے کار اسٹارٹ نہیں کرنی اور کار چلاتے ہوئے آپ نے ٹرن نہیں لینا کار کی اسپیڈ بھی بہت آہستہ کرنی ہے تیز دیکھانا ہمارا کام ہے۔عنزہ جیسے ہی گاڑی میں بیٹھی تو ڈائی ریکٹر ہدایت دینے لگا جو عنزہ بے خیالی میں سن رہی تھی۔

رول

کیمرا

ایکشن

عنزہ نے اپنے پاؤں بریک پہ رکھ کر ہلکہ سا دباؤ بڑھایا جب کی ایک ہاتھ اسٹئیرنگ پہ تو دوسرا اسکلیٹر پہ تھا وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کار کو ڈرائیو کرنے لگی اس کا رخ سیدھے طرف تھا جب کی فیاض کی کار کو سائیڈ سے آنا تھا۔

عنزہ نے بریک کچھ تیز کر کے بائیں طرف کار کو کیا تو کار چر چر کرنے لگی۔

کٹ

کٹ

ڈائریکٹر نے زور آواز میں عنزہ سے کہا کیوں کی عنزہ غلط راستے آچکی تھی۔

فورن سے جاؤ وہاں کی سڑک صاف نہیں۔ نعمان عدنان سخت لہجے میں پاس کھڑے لڑکوں سے بولیں جوان کی بات پہ سر ہلانے لگے۔

یہاں کنکر ہیں۔ عنزہ پریشانی سے بڑبڑائی اس نے کار کو روکنا چاہا پر بریک کام ہی نہیں کر رہا تھا عنزہ پریشانی سے سر گھما کر پیچھے دیکھنا چاہا سائیڈ سے آتی گاڑیاں دیکھ کر اس نے شکر کا سانس لیکر چہرہ سیدھا کیا تو اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی سامنے ٹرک کھڑا دیکھ کر اس نے ٹرن لینا چاہا مگر تب تک دیر ہو چکی تھی ایک دھماکے کا شور اٹھا تھا پھر ہر سوں خاموشی کا راج ہو گیا۔

اومائی گوڈ۔ نعمان عدنان کی چیخ نکل گئی۔

بچنا مشکل ہے۔سب آپس میں باتیں کرنے لگے نعمان عدنان اوران کی ساری ٹیم سب وہاں گئی جہاں دُھواں پھیلا ہوا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تم ٹھیک ہو نہ؟ سعد نے فکر مندی سے طلحہ کو دیکھ کر پوچھا جو بار بار پانی کا گلاس پی رہا تھا۔

ٹھیک ہوں میں۔طلحہ بے تاثر لہجے میں بولا

اے سی کو کولینگ تیز کرو۔طلحہ پریشانی سے اپنی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی شرٹ کا اُوپر والا بٹن کھولنے لگا۔

طبیعت نہیں سہی تو گھر جاؤ۔سعد نے اے سی کی فل کولینگ میں بھی طلحہ کے ماتھے پہ پسینہ دیکھا تو کہا۔

میں ٹھیک ہوں۔طلحہ اپنی بات پہ زور دیتا بولا۔

سعد۔فلزہ تیزی سے طلحہ کے کیبن کا دروازہ کھول کر سعد کو بلانے لگی۔

کیا ہوا؟طلحہ اس کے چہرے کی ہوائیاں اُڑتا دیکھ کر پوچھا۔

عنزہ خان دی فیمس ایکٹریس کا بہت بڑا ایکسڈنٹ ہوا ہے اس کو یہاں لیکر آئی یں ہیں ہوسپٹل کے باہر ابھی سے میڈیا کا ہجوم اکٹھا ہوا ہے۔فلزہ بے ترتیب ہوتی سانسوں کے

درمیان ان کو اِطلاع دی طلحہ کا رنگ لٹھ مانند ہو گیا تھا اس کا لگا وہ ابھی دوسرا سانس نہیں لیں پائے گا۔

کہاں ہے وہ؟ طلحہ سوکھے لبوں پہ زبان پھیرتا بولا۔

اس کو ایمر جنسی وارڈ میں لے گئے ہیں حالت بہت بُری ہے اس کی۔ فلزہ کی بات سنے طلحہ جلدی سے کیبن سے نکلا اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا طلحہ نے زور سے دروازہ کھول کر ایمر جنسی وارڈ میں داخل ہوا تھا اس کے اچانک آنے پہ وہاں باقی ڈاکٹرز جو ابھی عنزہ کا علاج کرنے ہی والے تھے اپنا کام چھوڑ کر طلحہ کو دیکھنے لگے طلحہ ان کی نظروں سے لاپرواہ یک ٹک عنزہ کا زخمی وجود دیکھ رہا تھا جس کے ماتھے سے خون بہہ رہا پورے چہرے پہ چوٹوں کے نشان تھے جب کی ہاتھ سفید چادر کے اندر تھا۔

ان کی سانس بہت آہستہ چل رہی ہے باہر میڈ یا والوں نے پریشان کیا ہے۔ڈاکٹر سلمان نے طلحہ سے کہا۔

ٹریٹمنٹ شروع کریں ان کا کجھ ہونا نہیں چاہیے۔ طلحہ بہت دیر بعد بولا۔

ان کی

میں سینئیرز ڈاکٹرز کو بھی بُلاتا ہوں آپ اپنا کام شروع کریں۔نرس کو بیچ میں ٹوک کر طلحہ اتنا کہتا باہر نکل گیا۔

مشہور اداکارہ ہیں شاید اس لیے ڈاکٹر طلحہ پریشان ہیں۔نرس نے اندازہ لگا کر کہا۔

تم آکسیجن ماسک ان کے چہرے پہ لگاؤ۔ڈاکٹر سلمان کی بات پہ سب اپنے کاموں میں لگے۔

سب سے بات کر کے طلحہ اپنے کیبن آگیا تھا وہ شکستہ چال چلتا صوفے پہ ڈھے گیا۔

کیوں ہوا ایسا۔طلحہ اپنا سر ہاتھوں میں گرائے تھکن زدہ آواز میں بولا۔

تم نے خود کو بدل گیا پر آج بھی میری جان نکالنے کی عادت نہیں بدلی۔طلحہ طنزیہ مسکراہٹ سے بولا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کچھ سال قبل:

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یا ہوں۔

طلحہ اسپیڈ اور تیز۔عنزہ نے نعرہ لگا کر طلحہ سے کہا آج ان کی ریس تھی مخالف ٹیم تھی روحان علی جس سے طلحہ کی بیٹ لگی تھی اور ہمیشہ کی طرح طلحہ اپنی جیت کے قریب تھا کیوں کی اس کے ساتھ اس کی زندگی ساتھ بیٹھی تھی طلحہ نے عنزہ کی چہچہاٹ سن کر مسکرا کر چہرہ موڑ کر دیکھا جو کھڑی ہو کر مخالف ٹیم کو ٹھینگا دیکھا رہی تھی طلحہ ہنس کر سر نفی میں ہلانے لگا۔

اس طلحہ کو تو میں چھوڑو گا نہیں۔روحان طلحہ کو جیتتا دیکھ کر اپنا ہاتھ زور سے اسٹئیرنگ پہ مار کر بولا۔

رلیکس بڈی ٹیمپریچر لوز نہیں کرو۔آریز نے اس کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں کے ریس ہارنے کے بعد کیسا محسوس ہو رہا ہے؟کار کا شیشہ نوک ہونے پہ اس نے شیشہ نیچے کیا تو عنزہ نے ماہر رپورٹ کی طرح سوال کیا جس پہ آریز نے اپنی مسکراہٹ چھپائی مگر روحان نے گھور کر عنزہ کے چمکتے چہرے کو دیکھا۔

شرم کرو عنزہ طلحہ تمہارا کزن ہے تو میں بھی تمہارا کزن ہوں میری سائیڈ بھی لیں لیا کرو۔روحان نے گاڑی سے نکل کر دانت پیس کر عنزہ سے کہا جو مسکرائے جا رہی تھی۔

غلط تم عنزہ کے کزن ہوں جب کی ہماری بات ہی الگ ہے۔عنزہ سے پہلے ہی طلحہ وہاں آ کر روحان سے بولا طلحہ کے آتے ہی عنزہ نے اس کے بازوں پہ سر ٹکا دیا روحان نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی تھی۔

میں سب کچھ برداشت کرلوں گا پر آئیندہ کے بعد عنزہ سے یہ کبھی نہ کہنا کے تمہاری سائیڈ لیا کریں۔طلحہ آگے بڑھ کر روحان کے کان کے پاس وارن کرنے والے انداز میں کہا جس پہ روحان کے چہرے پہ پُراسرار مسکراہٹ آئی ی تھی جس سے لاپرواہ

طلحہ عنزہ کا ہاتھ اپنی آہنی گرفت میں لیے گاڑی کی طرف آیا تھا عنزہ کو گاڑی میں بیٹھانے کے بعد وہ خود ڈرائی یو نگ سیٹ پہ آیا۔

ابھی مجھے کرنی تھی ڈرائی یو نگ۔ عنزہ نے منہ بسور کر کہا تو طلحہ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا جو چہرے کے کیوٹ ایکسپریشن بنائے ناراض ہو کر بیٹھی تھی۔

میں جو ہوں تو تمہیں کیا ضرورت ڈرائی یو نگ کرنے کی میں ساری زندگی تمہارا ڈرائیور بننے کے لیے تیار ہوں پر تم اپنے نازک ہاتھوں کو تکلف دینے کا نہ سوچو۔ طلحہ نے محبت پاش نظروں سے عنزہ کو دیکھ کر کہا جس کے چہرے پہ مسکرائی ٹ آگ ئی تھی۔

بس باتوں سے مجھے ایمپریس کرتے رہنا۔ عنزہ نے ہاتھ کی مٹھی بنائے ہلکہ سا اس کے بازوں پہ مکہ مارا۔

کہاں چلنا ہے؟ طلحہ نے پوچھا۔

سات سمندر پار یا چاند پہ یا جہاں تم لیکر چلو میں تیار ہوں۔ عنزہ نے ڈرمائی ی انداز میں کہا۔

پوری فلم ہو۔ طلحہ نے سر کو نفی میں جنبش دیتے ہوئے کہا۔

درست فرمایا اور اب میں تو میں سوچتی ہوں کسی فلم میں کام کر کے ارد گرد دھوم مچا دوں پھر میں جب مشہور اداکارہ بن جاؤں گا نہ تو سب سے پہلے آٹو گراف تمہیں دوں گی وہ بھی ہاتھ پہ اور ڈھیر ساری تصویریں ساتھ میں لیں گے۔ عنزہ نے مستقبل کا نقشہ کھینچ کر طلحہ کو دیکھایا۔

تم خود کافی ہو یہی بہتر ہے تصویریں بھی لیں لیتے ہیں تم ہاتھ میں آٹو گراف ابھی دیں دو اس کے لیے تمہیں مشہور یا اداکارہ بننے کی ضرورت نہیں۔ طلحہ نے نرمی سے اس کے گال کھینچ کر کہا۔

اچھا باتیں کم کرو ریسٹورنٹ لیں چلو بھوک لگ رہی ہے۔ عنزہ نے معصوم شکل بنائے کہا تو طلحہ نے گاڑی کی اسپیڈ تیز کر کے ریسٹورنٹ کی طرف بڑھائی ی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ریاض صاحب کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی بیٹے کا ایک کا نام مقصود خان تھا تو دوسرے کا معصوم خان تھا جب کی بیٹی کا نام گل ناز تھا ریاض صاحب کی شادی افسانہ بیگم سے ہوئی ی تھی جو ایک سو برسی خاتون تھی جو اپنے بچوں اور گھر کو ٹھیک سے سنبھالتی تھی ریاض صاحب نے مقصود خان کی شادی اپنے کزن کی بیٹی آمنہ سے کروائی ی تھی جو ایک نیک اور صالح عورت تھی شادی کے ایک سال بعد ہی ان کے گھر بیٹے کی پیدائی ش ہوئی ی تھی جس کا نام انہوں نے طلحہ رکھا تھا پھر پانچ سال بعد بیٹی کی

پیدائش نے ان کی زندگی کو مکمل کر لیا تھا اس کے بعد ریاض صاحب نے مقصوم
خان کی شادی انہوں نے اپنے دوست کی بیٹی سے کروائی تھی جو ایک پٹھان ذات
ہونے کے ساتھ ساتھ بہت کُھلے خیالات کی تھی جن کا اندازہ ان کو جلد ہی ہو گیا تھا
آئے دن کی لڑائیاں اور چک چک مقصوم خان اور ان کے درمیان ہوتی رہتی تھی
شادی کے دو سال بعد ان کے گھر میں پریوں جیسی بچی کی پیدائش ہوئی تھی جس کا
نام عنزہ رکھا گیا تھا ریاض صاحب کو لگا شاید اب ان کے بیچ کوئی سُدھار آ جائے پر ایسا
نہ ہوا ان کی لڑائیوں میں کوئی کمی تو نہیں آئی پر ایک معصوم بچی ضرور نظر انداز
ہوتی تھی ان سے، جس کا خیال اپنی طرف سے تین سالہ طلحہ کرتا تھا اس کو اپنی یہ کزن
بہت عزیز ہو گئی تھی معصوم اور پیاری سی جس کو دیکھ کر تین سالہ طلحہ کے چہرے
پہ مسکراہٹ آتی تھی مقصوم خان کی شادی سے فارغ ہوتے ہی ریاض صاحب نے پھر
اپنی بیٹی گل ناز کی شادی اپنے کزن کے بیٹے جعفر علی سے کروائی تھی گل ناز کی
شادی کے پانچ ماہ بعد بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی جن کا نام انہوں نے روحان رکھا
تھا دو سال بعد پھر ان کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی جس کا نام رویان رکھا تھا طلحہ
دس سال کا تھا جب پلین کرش میں مقصود صاحب اس فانی دنیا سے گزر گئے
تھے جوان بیٹے کی موت کا صدمہ ریاض صاحب نے دل پہ لیں لیا تھا تبھی مقصود

صاحب کی وفات کے ایک ہفتے بعد وہ بھی اس دنیا سے چل بسے دو سال بعد افسانہ بیگم بھی اپنے بیٹے اور بیٹی کو چھوڑ خالق حقیقی کے پاس پہنچی یہ وقت ان سب کے لیے تکلیف دہ تھا پر گزر گیا تھا۔

نرگھس میرے لیے جوس لانا۔ عنزہ گھر آتے ہی ملازمہ کو آواز دینے لگی۔

آپ کا جوس۔ نرگھس نے ٹرے جس میں جوس کا گلاس تھا وہ عنزہ کے سامنے کی تو عنزہ نے جوس کا گلاس پکڑا۔

وی ئی راز موم ڈیڈ؟ عنزہ نے جوس پیتے ہوئے پوچھا۔

صاحب جی آفس سے نہیں آئے ابھی تک اور بیگم صاحبہ کسی تقریب میں گ ئی ہیں۔ نرگھس نے بتایا تو عنزہ کے چہرے پہ بیزاری کے تاثرات نمودار ہوئے۔

اچھا تم جاؤ۔ عنزہ نے اس کو جانے کا کہا تو وہ سر ہلاتی وہاں سے چلی گ ئی عنزہ نے موبائی ل اٹھا کر طلحہ کا نمبر ملایا۔

ابھی تو گھر چھوڑ آیا ہوں اور پھر سے کال۔ طلحہ نے کال اٹھا کر شریر انداز میں کہا تو عنزہ کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ نے بسیرا کیا

بس کیا کریں تمہارے بنا دل نہیں لگتا۔ عنزہ نے بھی اس کے انداز میں کہا۔

لگنا چاہیے بھی نہیں۔ طلحہ شدتپسندی سے بولا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

طلحہ ناشتہ کر کے جاؤ۔آمنہ بیگم نے طلحہ کو بنا ناشتہ کیے بیگ اٹھائے کالج کے لیے جاتا دیکھا تو فورن سے کہا۔

امی کیفیٹریا سے کھالوں گا ابھی مجھے عنزہ کو بھی اٹھانا ہے پتا تو ہے آپ کو اُس کا۔طلحہ عجلت میں کہتا باہر کی طرف بڑھ گیا آمنہ بیگم بس دیکھتی رہ گئی۔

عنزہ اپنے کمرے میں ہیں؟طلحہ مقصوم پلس آکر ملازمہ سے پوچھنے لگا۔

جی اپنے میں ہیں۔ملازمہ نے بتایا تو طلحہ اپنا بیگ صوفے پہ رکھ کر اُپر کی جانب آیا عنزہ کے کمرے کا ڈور کھول کر اندر آیا تو بیڈ پہ عنزہ کو بچوں کے انداز میں سوتا دیکھ کر مسکرایا۔

عنزہ اٹھ جاؤ۔طلحہ عنزہ کے سرہانے بیٹھ کر جگانے کی کوشش کرنے لگا۔

عنزہ۔طلحہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تو عنزہ نیند میں بھی مسکرائی طلحہ کی نظر عنزہ کی ٹھوری پہ پڑتے گڑھے پہ ٹھیر گئی تھی طلحہ اس پہ سے اپنی نظریں ہٹاتا جیب سے اپنی گاڑی کی کیز نکالی اور اس پہ لگے چھلے کی نب عنزہ کے کان کے اندر پھیری تو عنزہ اچھل کر بیڈ سے اٹھی اس کے اِس طرح اٹھنے پہ طلحہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا عنزہ جو پریشانی سے اپنے کان میں ہاتھ لگا کر چیک کر رہی تھی کے کہیں کوئی کیڑا تو نہیں گیا پر

جب سامنے طلحہ کو ہنستا دیکھا تو اس کو ساری بات سمجھ میں آگ ئی عنزہ نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ طلحہ کے اُپر تکیوں کی برسات کر ڈالی اِس اچانک افتاد پہ طلحہ ہڑ بڑا گیا۔

عنزہ اسٹاپ یار مزاق تھا بس

عنزہ دوبارہ نہیں کروں گا سچی

بخش دو تم اٹھ جو نہیں رہی تھی میں کیا کرتا۔ طلحہ ہاتھ آگے کیا عنزہ کو منت کرنے لگا بیڈ پہ تکیوں کی روئی ی نکل پڑی تھی مگر عنزہ باز نہ آئی ی اس نے بس تب کی جب تھک گ ئی اور گہرے سانس بھرنے لگی۔

افففف اللہ حد کرتی ہو تم۔ طلحہ بیڈ پہ لیٹ کر ہنس کے بولا تو عنزہ نے اس کے بال کھینچے۔

آآآآ۔ طلحہ کی چیخ نکل پڑی۔

کاٹن تھا۔ عنزہ معصوم شکل بنائے روئی ی کی طرف اشارہ کیے بتایا۔

اچھا اٹھ اب تیار ہو کر آؤ میں باہر انتظار کرتا ہوں۔ طلحہ اپنے کپڑے ٹھیک کرتا ہوا بولا۔

نرگس کو کہنا میرا روم صاف کر دیں۔ عنزہ بیڈ سے اٹھ کر بولی۔

جلدی آنا۔ طلحہ کمرے سے نکلتا ہوا بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلیں میں ریڈی ہوں۔ بیس منٹ بعد عنزہ اپنے کمرے سے لاؤنج کی طرف آئی ی طلحہ نے عنزہ کو دیکھا جو لائٹ پنک کلر کی شرٹ کے ساتھ بلیک جیکٹ پہنے اور وائٹ جینز میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا بنا کسی میک اپ کے وہ طلحہ کو دنیا کی سب سے حسین لڑکی لگی۔

خوبصورت لگ رہی ہوں نہ؟ خود پہ طلحہ کی نظریں محسوس کیے عنزہ طلحہ کے ساتھ بیٹھ کر مسکراہٹ ضبط کیے پوچھنے لگی۔

بہت زیادہ۔ طلحہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولا تو عنزہ کھل کھلا اُٹھی طلحہ یکدم ہوش میں آ کر عنزہ کو گھورنے لگا۔

اب چلیں پہلے ہی دیر ہو گئی ہے۔ طلحہ خفت مٹانے کے غرض سے بولا۔

نرگس میرا بیگ لائے پھر چلتے ہیں۔ عنزہ نے کہا جبھی نرگس نے عنزہ کا کالج بیگ اس کو دیا جس کو پکڑ کر وہ طلحہ کے ہمراہ کالج کے لیے نکل پڑی۔

❤❤❤❤❤❤

عنزہ کہاں رہ گئی یار ابھی تک نہیں آئی ی۔ رانیہ نے کوفت سے آریز سے کہا۔

آتی ہو گی تم بتاؤ روحان کدھر ہے؟ آریز نے بتا کر پوچھا۔

روحان تو آج نہیں آیا شاید۔ رانیہ نے کندھے اُچکا کر بتایا تبھی عنزہ کو آتا دیکھ کر وہ دونوں اس کی جانب آئے۔

دیر کر دی بڑی۔رانیہ کے گلے ملتے ہوئے پوچھا

بس ہو گ ئی۔عنزہ نے نارملی بولی۔

روحان نہیں آیا کیا؟عنزہ کلاس میں آکر پوچھنے لگی۔

نہیں وہ اپنے سونگ کی تیاری کر رہا ہے روحان شیور ہے کے اِس دفع فلم گانے کا موقع مل جائے گا۔رانیہ نے تفصیلی جواب دیا۔

کتنا اچھا ہوا گر طلحہ میڈیکل کی پڑھائی ی چھوڑ کر سنگنگ کرنا چھوڑ و کریں۔عنزہ حسرت بھرے لہجے میں رانیہ سے بولی۔

تم کہو نہ پھر ابھی تو اس کا ویسے بھی دوسرا سال ہے تمہاری بات اس کے لیے پتھر پہ لکیر کی مانند ہے۔رانیہ نے مشورہ دیا۔

ہے تو سہی پر وہ بہت سیریس ہے اپنے پروفیشن کے معاملے میں ایک دفع کہا تھا میں نے تو اس نے کہا نیورو سرجن بننا اس کا ڈریم تو ہے پر اس کے فادر یعنی چچا جان کی بھی خواہش تھی۔عنزہ نے بتایا۔

چلو خیر ہے آواز تو ویسے بھی طلحہ کی بہت اچھی ہے تمہارے لیے بس گائے گا۔رانیہ نے اس کے کندھے سے کندھا ٹکرا کر شوخ لہجے میں کہا تو عنزہ مسکرا دی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

طلحہ۔عنزہ دھڑام سے طلحہ کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی ی۔

کیا ہوا اتنی زور سے کیوں چلا رہی ہو؟ طلحہ جو پڑھنے میں مگن تھا عنزہ کے اِس طرح آنے پہ پوچھنے لگا۔

تمہیں پتا ہے سنگنگ میں روحان کی سلیکشن ہو گئی لسٹ میں اس کا نام آیا ہے۔ عنزہ نے پر جوش آواز میں کہا تو طلحہ کے چہرے کے زاویے بگڑ گئے۔

اس کے لیے تم کیوں اتنا خوش ہو؟ طلحہ اپنی جلن پہ قابو کیے سرسری سا پوچھنے لگا۔

تم نہیں ہو کیا کزن ہے وہ ہمارا اور تمہیں پتا ہے اس نے ہم سب کو پارٹی دی ہے۔ عنزہ نے طلحہ کو بتایا۔

اچھا میں تو نہیں جا سکتا اِس لیے تم بھی مت جانا۔ طلحہ نے آرام سے اس کے جوش پہ پانی گرایا۔

یہ کیا بات ہوئی تم آ رہے ہو بس میں اور کچھ نہیں سن رہی۔ عنزہ منہ بسور کر بولی۔

عنزہ تم جانتی ہو میری اور روحان کی کبھی نہیں بنی۔ طلحہ نے سمجھانا چاہا۔

پر تم تو میری خاطر چلو گے نہ۔ عنزہ نے منت کی

اچھا دیکھتے ہیں۔ طلحہ نیم رضامند ہوا تو عنزہ کے چہرے چمک اٹھا۔

ہم سیم ڈریسنگ کریں گے۔ عنزہ نے حکیمہ انداز میں کہا۔

جو آپ کا حکم۔ طلحہ ادب سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

طلحہ۔ کچھ منٹ کی خاموشی کے بعد عزہ نے دھیمی لہجے میں اس کا نام لیا تو طلحہ نے اس کی طرف دیکھا جواب کچھ چپ سی ہو گئی تھی۔

کیا بات ہے اُداس کیوں ہو گئی ہو اچانک سے؟ طلحہ فکر مند ہوا۔

تم ہمیشہ میرے ہی رہنا۔ عزہ نے طلحہ کا گندمی مضبوط ہاتھ اپنے سرخ سفید ہاتھوں میں لیکر جیسے التجا کی۔

میں ہمیشہ سے ہی تمہارا ہوں۔ طلحہ نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر پُریقین لہجے میں کہا تو عزہ مطمئن سی مسکرا دی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

روحان نے فارم ہاؤس میں سب کو انوائیٹ کیا تھا اپنی خوشی وہ سب کے ساتھ سیلیبریٹ کرنا چاہتا تھا عزہ وہاں جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی اس کو پتا تھا طلحہ لینے آیا تو جلدی کا شور مچائے گا جس سے وہ پھر آرام سے تیار نہیں پائے گی اور نہ ہی طلحہ نے ہونے دینا ہے اس نے پارٹی کے لیے بلیو کلر کا لونگ فراق پہنا تھا جس کے بازوں نیٹ کے تھے چہرے پہ پارٹی میک اپ کیے وہ حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی کمر کو چھوتے بال اس نے اسٹریٹ کر کے کمرے پہ چھوڑے تھے جب کی بالوں میں بیلو کلر کا ہی ئی ربینڈ لگایا تھا سیم ہی کلر کی اس نے بلیو واچ اپنی نازک کلائی ی میں پہنی ہوئی ی تھی گلے میں طلحہ کا دیا گفٹ یعنی لاکیٹ پہنا ہوا تھا جو ہارٹ شیپ پہ تھا اور اس میں ایک

عنزہ کی تصویر تھی تو دوسری طلحہ کی۔ عنزہ اپنے تیاری مکمل دیکھتی وارڈروب کے ریک سے اپنا ہیل والا بلیو سینڈل نکال کر پہنے لگی جبھی ملازمہ نے آکر طلحہ کے آنے کی اِطلاع دی تو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی یہ سوچ کر کے طلحہ کی کیا حالت ہو گی اُس کو اتنا تیار دیکھ کر سینڈل کی اسٹریپ بند کر کے عنزہ کھڑی ہو کر مرر میں اپنا جائزہ لیا پھر مطمئن ہوتی باہر آئی جہاں بلیو شرٹ کے ساتھ وائٹ کلر کی جینز پہنے بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے طلحہ بہت ڈیسنٹ اور پیارا لگ رہا تھا طلحہ کی نظر جب سیڑھیاں اُترتی عنزہ پہ پڑی تو وہ آنکھیں جھپکنا بھول گیا تھا وہ تو سادگی میں ہی اس کا دل دھڑکا دیتی پر آج ہتھیار لیس ہو کر اس کو مارنے کے درپہ تھی عنزہ طلحہ کو دیکھ کر گہری مسکراہٹ چہرے پہ سجا کر اس کے سامنے آکر چٹکی بجائی تو طلحہ ہوش میں آتا سر کو دائیں بائیں گھمانے لگا۔

کیسی لگ رہی ہو؟ عنزہ اپنے پیروں تک آتے فراق سمیت گول گول گھوم کر طلحہ سے پوچھنے لگی۔

میری جان لینے کا ارادہ ہے کیا؟ طلحہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو عنزہ نے جواباً گھورا۔

فضول مت بولا کرو۔ عنزہ نے کہا۔

وہاں سب ہو گئیں روحان رویان آریز سعد تم کیوں اتنا تیار ہوئی ہو تمہارا یہ روپ دیکھنے کا حق تو صرف مجھے ہے نہ میرا دل چاہتا ہے تمہیں اپنے سینے میں چُھپا لوں میں نہیں چاہتا یہ چاند جیسا چہرہ میرے علاوہ کوئی اور دیکھے تم اپنے چہرے پہ کچھ لگا یا مت کروا ایسے ہی بہت خوبصورت لگتی ہو۔ طلحہ عنزہ کے چہرے پہ اپنے ہاتھ رکھ کر جنون بھرے لہجے میں بولا تو عنزہ ڈرنے کے بجائے مسکرا دی وہ جانتی اپنی اہمیت طلحہ کی زندگی میں کتنی ہے ایسے ہی تو وہ بھی اس کی دیوانی نہیں تھی۔

تو میں یہ سمجھوں کے تم کہہ رہے ہو میں اپنے گھنٹوں بھر کی محنت پانی سے صاف کروں۔ عنزہ ایک قدم آگے بڑھا کر آنکھیں پٹپٹا کر طلحہ سے بولی۔

بلکل اپنا چہرہ دھوآؤ پھر چلتے ہیں۔ طلحہ نے مسکرا کر کہا اس کو خوشی ہوتی تھی جب عنزہ بنا بحث کیے اس کی بات مان جایا کرتی تھی اپنی پسند سے پہلے وہ اُس کی پسند دیکھتی تھی۔ پانچ منٹ میں آئی۔ عنزہ کہہ کر اُپر کی جانب گئی اس کو اپنی تیاری ضائع ہونے کا بلکل افسوس نہ تھا جس کے لیے وہ تیار ہوئی تھی اُس نے تو دیکھ لیا تھا ساتھ میں اپنے انداز میں تعریف بھی کر لی تھی عنزہ کے لیے یہ کافی تھا وہ مسکرا کر اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤

لائٹ میک اپ تو کرتی۔رانیہ نے سرتاپا عزہ کو گھور کر کہا جواب بنامیک اپ کے تھی وہ اور طلحہ فارم ہاؤ س پہنچ گ ئی ے تھے جہاں بیک گراؤ نڈ میں ہلکہ سا میوزک بج رہا تھا وہاں ان کے علاوہ کالج فیلوز میں تھے جو کپل ڈانس کر رہے تھے۔

مجھے کیا ضرورت ہے میک اپ کی وہ نیچرل بیوٹی ہوں۔عزہ نے اِترا کر کہا۔

وہ تو ہو پر پھر بھی تھوڑا تو کر آتی۔رانیہ نے کہا۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔
(Neramag@gmail.com)
انشاﷲ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

مجھے ایسے اچھا لگا۔عزہ نے کہا

میں آریز کے ساتھ ڈانس کروں گی تم طلحہ کو ڈانس کے لیے راضی کرو۔رانیہ نے عنزہ سے کہا۔

ڈانس کیا میں تو طلحہ کے ساتھ گانا بھی گائی وں گی تم بس اسٹیج پہ جا کر سب کو بتاؤ۔عنزہ نے مسکرا کر کہا تو رانیہ بھی مسکراتی فارم ہاؤ س کے ہال میں جہاں سامنے والی جگہ کو اسٹیج کا لک دِیا تھا اور درمیاں بھی کرسیاں لگائی یں گ ئی تھی۔

طلحہ بي ریڈی۔عنزہ طلحہ کے پاس آکر بولی جو سعد کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا عنزہ کی بات پہ نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔

سامنے دیکھو۔عنزہ نے اسٹیج کی جانب اشارہ کرتے کہا جہاں رانیہ ہاتھوں میں مائی یک لیے کہہ رہی تھی۔

لیڈیز اینڈ جینٹل مین

اپس میرا مطلب گرلز اینڈ بوائی ز۔رانیہ کہتے کہتے رُک کر سر پہ ہاتھ مار کر بولی تو سب ہنس پڑے

جیسا کے آپ سب جانتے ہیں ہم یہاں روحان کی کامیابی کی طرف سے پہلا قدم بڑھانے کی خوشی میں اکٹھا ہوئے ہیں۔رانیہ نے سائی یڈ پہ پڑے روحان کی طرف

اشارہ کیا جس پہ سب کی نظریں اس پہ گ ئی جس پہ روحان نے ہاتھ میں پکڑا مشروب کا گلاس اُپر کر مسکرا کر شکریہ کیا۔

تو میں سب کو بتانا چاہوں گی کے طلحہ سب کو گانا گا کر سنائے گا۔ رانیہ کی بات پہ طلحہ کو شاک لگا جب کی روحان کے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات نمایاں ہوئے وہاں بیٹھے سب لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دی۔

عنزہ یہ کیا مزاق ہے۔ طلحہ دھیمی آواز میں عنزہ سے بولا۔

میرے لیے گانا گاؤ گے اور کیا میں بھی تمہارا ساتھ دوں گی۔ عنزہ آرام سے بولی۔

مجھے یہ سب نہیں پسند۔ طلحہ نے انکار کیا۔

مجھے تو پسند ہے نہ۔ عنزہ نے آنکھ ونک کیے کہا

میں نہیں گا سکتا۔ طلحہ اپنی بات پہ قائم رہا۔

میری بات مان نہیں سکتے۔ عنزہ کا لہجہ پل بھر میں نم ہوا تھا طلحہ پریشانی سے عنزہ کو دیکھا۔

اِس کے علاوہ ہر بات پہ سر جھکا دوں گا۔ طلحہ نے محبت سے کہا۔

ٹھیک ہے پھر بات نہ کرنا مجھ سے میں جا رہی ہوں گھر۔ عنزہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لائے بول کر باہر کی طرف قدم بڑھانے لگی طلحہ بس دیکھتا رہ گیا۔

عزہ ابھی ہال کا دروازہ پار کرنے ہی والی تھی جب گٹار کے بجنے کی آواز پہ اس کے قدم تھم سے گ ئی ے چہرے پہ فخریہ مسکراہٹ آگ ئی اس نے پلٹ کر دیکھا جہاں ساری لائی ٹس آف تھی بس اسٹیج کی لائی ٹ آن تھی جس کا فوکس گٹار تھامے طلحہ کی طرف تھا اور طلحہ کی نظریں عزہ کی طرف تھا۔

Bula ve tujhay yaari ach

Meri galiyan basao teray sang

Mai alag dunia

طلحہ گانا اسٹارٹ کر کے اپنے قدم آہستہ آہستہ عزہ کی طرف بڑھانے لگا جو چمکتے چہرے کے ساتھ کھڑی اس کو دیکھ رہی تھی۔

Bula ve tujhay yaari ach

Meri galiyan basao teray sang

Mai alag dunia

Na aae kabhi duno mai

Zara bhi faslay bas

Ek tou ho ek mai ho aur koi na

Hai mera sab kuch

Tera tou samjh le

Tou chahe meray haq

Ki zameen rakh le

Tou sanso p bhi naam

Tera lkh le mai jio jab

Jab tera dil dhardhay ,♡,eeeee

طلحہ گاناگاتا عنزہ کے روبرو کھڑا ہوا اپنے ہاتھوں میں لیا گٹار اس نے پاس کھڑے لڑکے کو دیں کر اپنا ہاتھ عنزہ کی طرف بڑھایا جس نے مسکرا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں میں دیں دیا سب کی ستائی ش بھری نظریں ان دونوں پہ تھی جب کی روحان آگ برساتی ان دونوں کو دیکھ رہا تھا سب کی نظروں سے لاپرواہ طلحہ عنزہ کا ہاتھ پکڑے اُلٹے قدم لیتا اسٹیج کی جانب بڑھنے لگا۔

Tujh say mera ye jee nh bhrta

Kuch bhi nh assar ab karta

Meri raah tujhi say meri chah

Tujhi say mojhay bas yahee

Rah jana

Laghi hai Teri aadatin mojhay

Jab say hai teray bin pal

Bhi baras laghtay

Bula ve tujhay yaari ach

Meri galiyan basao teray sang

Mai alag dunia

Jo howe to uddas

Mojhay dekhay hans de

Tou chahe meray haq

Ki zameen rakh le

Tou sanso p bhi naam

Tera lkh le mai jio jab

Jab tera dil dhardhay♡,eeeee

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

طلحہ عنزہ کے ساتھ ڈانس کے اسٹیپ کرتا ساتھ میں گانے بھی گا رہا تھا اس بیچ میں عنزہ کے ہیل والا پیر اپنی فراق میں اٹکا بھی تھا اس سے پہلے گر جاتی مگر طلحہ نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر اس کو اپنے ساتھ لگایا تو عنزہ مسکرا کر اپنا ایک ہاتھ طلحہ کے کندھے پہ تو دوسرا طلحہ کے ہاتھ میں رکھا دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مکمل لگ رہے تھے۔

Tujh say mili to seekha

Mainay hasna aaya mojhay

Safar mai thaherna

Mai to bhool gae

Dunia ka pata jab say hai

Tujhay jana,

Hai to he dil jan meri ab

Say hai zikar tera na jae

Meray lab say

Bula ve tujhay yaari ach

Meri galiyan basao teray sang

Mai alag dunia

Jo howe to uddas

Mojhay dekhay hans de

Tou chahe meray haq

Ki zameen rakh le

Tou sanso p bhi naam

Tera lkh le mai jio jab

Jab tera dil dhardhay

عنزہ نے گانا گا کر آخر میں طلحہ کے سینے پہ انگلی رکھی تو طلحہ نے مسکرا کر اپنی ناک عنزہ کی ناک سے رگڑی تو عنزہ ہنس پڑی۔

Nal jeena wa to uthay yaar to

Le aaya menu jeenay da

Matlb aaj samjh aaya

paraya na karna na tou

Suneyha

Channa mai to rul jana

طلحہ نے گانا ختم کر کے اپنا سر عنزہ کے سر سے جوڑ دیا تو سب لوگوں نے تالیاں بجا کر ان کو داد دی اور کچھ نے ہوٹنگ کی روحان ان دونوں پہ نفرت بھری نگاہ ڈالتا وہاں سے چلا گیا آریز نے اس کو جاتا دیکھا تو سب سے نظر بچاتا روحان کے پیچھے گیا۔

شکریہ۔عنزہ نے طلحہ کے بال ماتھے سے پیچھے کیے محبت سے کہا۔

کس لیے؟ طلحہ نے پوچھا۔

میری بات کا مان رکھنے کے لیے مجھے بتانے کے لیے کہ میں کیا اہمیت رکھتی ہوں۔عنزہ نے ٹرانس کی کیفیت میں کہا تو طلحہ مسکرا دیا۔

تم میرے لیے کیا ہو یہ میں خود نہیں جانتا میری تو آتی جاتی سانسیں تمہارے نام کا ورد کرتی ہیں میرا دل تمہاری سلطنت ہے جس پہ تم بہت حق سے حکمرانی کرتی ہو اور میں کچھ اپنی مرضی سے کر بھی نہیں سکتا۔طلحہ نے کم لفظوں میں عنزہ کو اس کی اہمیت بتائی جسے سن کر عنزہ کا چہرہ بلش کرنے لگا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

روحان تم کالج کیوں نہیں آتے؟ آریز نے ریسٹورنٹ میں بیٹھے روحان کے پاس آکر کہا

ابھی بزی ہوتا ہوں کالج کو وقت نہیں دیں سکتا۔روحان نے وجہ بتائی۔

پڑھائی ی کے بعد بھی تم یہ سب کر سکتے ہو۔آریز نے ویٹر کو اپنے لیے کافی کا کہہ کر روحان سے کہا۔

مجھے بس طلحہ سے آگے جانا ہے اس کو بتانا ہے میرے سامنے وہ کچھ بھی نہیں۔روحان حسد بھرے لہجے میں کہا۔

تمہارے سنگر بننے سے اس کو کوئی ی فرق نہیں پڑتا۔آریز نے حقیقت بتائی ی۔

کبھی نہ کبھی تو پڑے گا نہ۔روحان نے جواباً کہا۔

طلحہ کو بس ایک چیز سے فرق پڑتا ہے اور وہ ہے عنزہ جو طلحہ کی جیت ہے تو ہار بھی ہے۔آریز نے عام لہجے میں بتایا۔

صاف صاف بات کرو۔روحان اپنا سارا دھیان آریز کی طرف کیے بولا۔

مطلب صاف ہے تم عنزہ کو اپنے پاس کر لوں۔آریز ٹیبل پہ ہاتھ مارتا آرام سے مشورہ دینے لگا جس پہ روحان نے اس کو ایسے دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پہ شک ہو۔

میرا ایک لفظ وہ طلحہ کے خلاف نہیں سنتی اس کے سامنے میں طلحہ کو ایک لفظ کہوں تو وہ جواب میں دس باتیں سناتی ہے۔روحان دانت پیس کر بولا۔

تجھے یاد ہے عنزہ نے ایک دفع کہا تھا پاکستان کی مشہور ایکٹر بننا اس کے خوابوں میں سب سے اول خواب ہے۔آریز نے روحان سے کہا

ہاں یاد ہے طلحہ کو اس کی یہ بات مزاق لگی تھی اس نے تو یہ سوچنے سے بھی منع کیا تھا۔روحان بیزاری سے بولا۔

یہی تو تم عنزہ کو سپورٹ کرو اس کو آڈیشن میں لیجاؤ ہیروئن کے لیے کیا چیز اہم ہوتی اچھی اداکاری کرنا خوبصورت ہونا اور کانفڈنٹ ہونا یہ سب عنزہ میں ہے۔آریز نے روحان کے دماغ میں نئی بات ڈالی۔

اِس سب سے کیا ہوگا؟روحان ابھی بھی نہیں سمجھا تھا۔

طلحہ اور عنزہ الگ۔آریز نے پرجوش ہو کر کہا

مجھے کیا ضرورت ہے دو پیار کرنے والوں کو الگ کرنے کی جان دینے کی حد تک ایک دوسرے کے قریب ہیں وہ اتنی آسانی سے الگ ہو گے بھی نہیں۔روحان نے انکار کیا۔

تمہیں کوشش کرنی چاہیے طلحہ تمہارے رستے سے خود بخود دور ہو جائے گا اس کی ہار پکی اور تمہاری جیت پکی تم خود سوچو کیا حالت ہو گی طلحہ کی جب وہ عنزہ کو تمہارے ساتھ دیکھے گا تو۔آریز نے پھر کہا۔

اگر یہ بات ہے تو کیا پتا طلحہ اس کو اجازت دیں ڈالے شوبزانڈسٹری میں آنے کی اِتنی سی بات پہ وہ علیحدہ کیوں ہو گیں۔روحان اب بھی مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔

میرے یار عقل کا استعمال کرو جو انسان ہماری نظریں عنزہ پہ برداشت نہیں کرتا تمہیں لگتا ہے وہ سی ئی نما میں جہاں ہر قسم کے مرد ہوتے ہیں وہاں عنزہ کی چلتی فلم برداشت کریں گا طلحہ برداشت کریں گا کے اس کی ہونے والی ہمسفر غیر مردوں کے ساتھ فلموں کا کام کریں پوری دنیا میں مشہور ہو جائے۔آریز نے ایک اور پتہ پھینکا جس میں روحان سوچنے پہ مجبور ہو گیا

عنزہ اٹھارہ کی ہے ابھی ہیروئن کا رول کرنے کے لیے اس کی عمر بیس سال تک کی تو ہونی چاہیے دوسرا یہ کے عنزہ ڈائریکٹ ہیروئن کے طور پہ فلم میں آنا چاہتی ہے ناکہ سپورٹنگ رول۔روحان پر سوچ انداز میں بولا۔

دو سال بھی گزر جائے گے بس تم ابھی سے عنزہ کے کان میں یہ بات ڈال دو کے وہ فلموں میں آسکتی ہے لوگ اس کو پسند کر سکتے ہیں طلحہ کے لیے وہ اپنا کئیریر برباد نہ کریں۔آریز کی یہ بات آخری کیل کی طرح ثابت ہوئی تھی روحان سمجھ گیا تھا کے اس کو کیا کرنا ہے اب یکایک اس کے چہرے پہ زہریلی مسکراہٹ آگئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

عنزہ طلحہ اور مرحا یہ تینوں ٹیرس پہ تھے مرحا اپنا ہوم ورک کر رہی تھی تو طلحہ اپنا کل کا ٹیسٹ یاد کر رہا تھا جب کی عنزہ چہرے پہ مسکراہٹ سجائے اپنی اور طلحہ کی تصویریں دیکھ رہی تھی جو ڈانس کرتے وقت رانیہ نے کھینچی تھیں۔

طلحہ یہ پکس کتنی پیاری ہے نہ ؟عنزہ طلحہ کے پاس بیٹھ کر اس کو موبائل کی جانب اشارہ کیے کہا تو طلحہ نے اسکرین کی طرف دیکھا جہاں تصویر میں وہ ایک دوسرے کے سر سے سر ٹکائے کھڑے تھے۔

اچھی ہے بہت۔ طلحہ نے مسکرا کر کہا۔

اس کو ہم فریم کروائیں گے۔ عنزہ نے اپنی آنکھیں بڑی کیے کہا تو طلحہ ہنس کر سر اثبات میں ہلانے لگا۔

یہ کتابیں تو چھوڑو۔ عنزہ نے طلحہ کی کتابیں بند کی۔

ایسا تو نہ کرو میں جب ڈاکٹر بن کر اپنا ہوسپٹل کھولوں گا نہ تو اس کا افتتاح تم سے کرواؤ گا۔ طلحہ نے اپنی کے کتاب کھول کر عنزہ سے کہا۔

واقعی ؟عنزہ شاک کی کیفیت میں بولی۔

ہاں اتنا شاک نہ ہو اب تم۔ طلحہ نے ہنس کے کہا

اچھا پھر میری فرمائش سنو۔ عنزہ نے شانِ بے نیازی سے کہا تو طلحہ بغور عنزہ کو دیکھنے لگا میں خود تو بہت امیر ہوں پر چاہتی ہوں کے جب میں اکیس سال کی ہو جاؤں نہ تو تم مجھے BWM IX لیکر دینا گفٹ پہ میرے برتھ ڈے کے دن تب میں پہلی سواری تمھیں ہی کرواؤ گی۔ عنزہ نے مزے سے بتایا۔

ٹھیک ہے پر کیا فائدہ چلانی تو وہ بھی میں نے۔ طلحہ مسکراہٹ دانتو تلے دبائے بولا۔

میں بھی کبھی کبھی۔ عنزہ نے طلحہ کے بازوں پہ تھپڑ رسید کیے کہا۔

❤❤❤❤❤❤❤

تمہارا اور طلحہ کا کپل بہت پیارا شادی کب کرو گے تم دونوں؟ عنزہ کی کلاس فیلو نے عنزہ سے پوچھا۔

جب طلحہ کی میڈیکل پڑھائی پوری ہو جائے گی تب۔ عنزہ مسکرا کر بتانے لگی۔

تمہارے چہرے کا رنگ اتنا فق ہی رہے جب کی طلحہ کا نہیں تمہیں اس سے بہتر بھی مل سکتا ہے تمہاری ہر چیز خوبصورت ہوتی ہے تو کیا تم ہمسفر کم شکل والے کے ساتھ گزارا کرلوں گی۔ دوسری کلاس فیلو کی بات پہ عنزہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

زبان سنبھال کے بات کروا گر دوبارہ میرے طلحہ کے بارے میں ایسا کچھ کہا تو زبان گدی سے کھینچ لوں گی۔ عنزہ غصے سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی لڑکی ڈر کر کچھ قدم دور ہوئی ی۔

میں نے جسٹ بات کہی۔ اس نے منمنا کر کہا عنزہ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کھڑے کھڑے سامنے والی لڑکی کو شوٹ کر دیتی۔

صرف رنگ ہی گندمی ہے وہ بھی اٹریکٹو پورے کالج میں تم مجھے طلحہ سے زیادہ پیارا نین نقوش والا لڑکا تلاش کر کے دیکھا دو تو مانوں۔ عنزہ ویسے ہی غصے سے بولی۔

ہاں عنزہ ٹھیک ہے فیس کلر وائی ٹ ہونے سے کون خوبصورت ہوتا ہے اصل خوبصورت تو انسان کے اندر ہوتی ہے اور سچ میں طلحہ کے جتنا خوبصورت نین نقوش والا یہاں کوئی ی نہیں۔ پہلی لڑکی نے کہا جب کی عنزہ کا موڈ فل خراب ہو گیا تھا۔ میرے نزدیک طلحہ کے علاوہ کوئی ی بھی حسین مرد نہیں ایک طرف سے یہ سچ بھی ہے پر تم لوگ کیا جانوں۔ عنزہ ان سب پہ طنزیہ نظر ڈالتی کلاس سے باہر آئی ی وہ طلحہ کو کال کرنے والی تھی پر سامنے روحان آیا تو اس کی طرف متوجہ ہوئی ی۔

کیسے ہو۔ عنزہ نے پوچھا۔

میں ٹھیک تمہیں ایک بات بتانی تھی۔روحان نے کہا۔

کونسی بات؟ عنزہ سوالیہ انداز میں بولی۔

کینٹین چلو بتاتا ہوں۔روحان اس کا ہاتھ پکڑتا بولا پر عنزہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ دور کیا۔

میں ایسے ہی چلتی ہوں۔ عنزہ کی حرکت اور بات پہ روحان کو غصہ تو آیا پر وہ ضبط کر گیا

اب بتاؤ بات۔ وہ دونوں کینٹین آئے تو عنزہ نے کہا

تم فلموں میں کام کرنا چاہتی ہو نہ؟ روحان نے پوچھا۔

افکورس۔ عنزہ پر جوش ہو کر بولی۔

تو اپنا آڈیشن دو۔ روحان نے کہا۔

ابھی کیسے موم ڈیڈ تو کیا طلحہ بھی نہیں مانیں گا میں نے تو B.A بھی نہیں کیا۔ عنزہ نے پریشانی سے کہا۔

تم ماموں جان کو مناؤ طلحہ تو ویسے بھی تمہیں قید کرنا چاہتا ہے۔ روحان نے کوفت سے کہا۔

ایسا نہیں میں بات کروں گی طلحہ سے میری بات مان لیں گا وہ۔ عنزہ پُر یقین لہجے میں بولی

کب کرو گی؟ روحان نے جاننا چاہا۔

کل بر تھ ڈے ہے طلحہ کا اس کے دو دن بعد۔ عنزہ نے کہا۔

وہ نہ مانا تو۔ روحان نے پھر کہا۔

مان جائے گا اس کے لیے میری اور میرے لیے اس کی بات ضروری ہے میں راضی کرلوں گی طلحہ کو۔ عنزہ نے یقین دلایا تو ایک پل کو روحان کو لگا کے سچ میں طلحہ مان جائے گا پر اصل بات تو تب پتا لگے گی جب طلحہ سے بات ہو گی۔

❤❤❤❤❤❤

موم آپ آج گھر پہ رُک جاتی۔ عنزہ نے سمیہ بیگم کو تیار ہوتا باہر جاتے دیکھا تو کہا۔

میری جان ضروری ہے ایگزیبیشن ہے وہاں جا رہی ہوں تم بھی چلو اگر گھر نہیں رہنا تو۔ سمیہ بیگم نے پچکارتے ہوئے کہا

آپ جاؤ میں یہی ہوں آپ کو آتے ہوئے دیر ہو جاتی ہے مجھے رات کو طلحہ کو وِش کرنا ہے اس کی سالگرا ہے۔ عنزہ نے سہولت سے انکار کیا

طلحہ کا برتھ ڈے ہے میں تو بھول گئی تھی۔ سمیہ بیگم نے جیسے افسوس سے کہا۔

آپ کو میرا یاد نہیں رہتا تو اس کا کہاں یاد رہے گا۔ عنزہ بڑبڑائی۔

کچھ کہا؟ سمیہ بیگم سن نہ پائی۔

میں نے کچھ نہیں کہا آپ جائے لیٹ ہو رہا ہو گا۔ عنزہ نے کہا تو وہ جلدی سے باہر کی طرف گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤

چنگاری چھوڑ آیا ہوں بس آگ کا انتظار ہے۔ روحان نے وائن کا گلاس پیتے آریز سے کہا۔

ڈونٹ وری آگ بھی لگ جائے گی اور ایسے لگے گی کے طلحہ کا پورا وجود خاک ہو جائے گا وہ زندہ تو رہے گا پر اپنی زندگی جی نہیں پائیں گا کیوں کی اس کی زندگی تو تمہارے پہلوں میں ہو گی۔ آریز کمینگی سے قہقہ لگا کر بولا تو روحان بھی ہنس دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رات کے بارہ بجنے میں بس ایک منٹ باقی تھا عنزہ نے جلدی سے اپنا سیل فون لیکر طلحہ کا نمبر ڈائی ل کیا جو پہلی ہی بیل پہ اٹھالیا گیا تھا

ہیپی برتھ ڈے ٹویو

ہیپی برتھ ڈے ٹویو

ہیپی برتھ ڈے ڈی ئی ر طلحہ

طلحہ کو کچھ کہنے کا موقع دی ئی ے بنا عنزہ نے خوبصورت آواز میں برتھ سونگ گایا تو طلحہ نے فون کان سے لگائی یں مسکرا کر آنکھیں بند کر کے کھولی۔

میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا جانتا تھا تم فون کرو گی اور سب سے پہلے مجھے برتھ ڈے وش کرو گی۔ طلحہ کی بات پہ عنزہ کے چہرے پہ تبسم کھلا۔

جیسے مجھے انتظار ہوتا ہے میرے برتھ ڈے پہ۔ عنزہ نے بھی مسکرا کر کہا۔

مجھے یہ بات خوشی کی انتہا پہ پہچاتی ہے کے ایک لاپرواہ لڑکی جس کو کبھی وقت کا یا کسی چیز کا ہوش نہیں ہوتا وہ میری سالگراہ کے دن وقت پہ آکر سب سے پہلے وش کرتی ہے۔ طلحہ کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

لاپرواہ کہاں تم نے اچھا خاصا ذمیدار بنا ڈالا ہے۔ عنزہ نے ناک سیکوڑ کر کہا۔

ہاہاہا ہاری ئی لی میں نہیں مانتا۔ عنزہ کی بات پہ طلحہ کا قہقہہ چھوٹ گیا اس کو ہنستا دیکھ کر عنزہ بھی مسکرا دی۔

❤❤❤❤❤❤❤

دروازہ نوک ہونے پہ وہ حال میں لوٹا اس نے اپنا ہاتھ چہرے پہ رکھا تو پتا لگا پورا آنسوؤ سے بھیگا ہوا تھا طلحہ زخمی سا مسکرایا اپنا چہرہ صاف کیے اس نے ڈور اُپن کیا پھر اپنی جگہ پہ بیٹھا سعد نے طلحہ کی حالت دیکھی اور گہری سانس بھرتا اندر آیا۔

تمہیں دیکھ کر اِس بات پہ یقین آیا کے محبت واقع نہیں مرتی کچھ بھی ہو جائے دل کے کسی کونے میں ہمیشہ آباد رہتی ہے۔ سعد نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

کیسی ہے وہ؟ طلحہ نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں تھی۔

سارا دن رات بھی گزر گئی تمہیں اب خیال آیا اس کی کنڈیشن پوچھنے کا۔ سعد کا لہجہ طنزیہ ہو گیا تھا۔

مجھ میں اتنی ہمت ابھی پیدا نہیں ہوئی جو اس کا خون میں لت پت وجود دیکھ پاؤں۔ طلحہ ٹوٹیں لہجے میں بولا۔

ٹھیک نہیں ہے وہ تم نے جن ڈاکٹرز کو بُلایا ہے پوری کوشش کر رہے ہیں پر عنزہ کو ہوش نہیں آرہا۔ سعد نے بتایا تو طلحہ نے درد سے اپنی آنکھیں میچ لی۔

میں اتنالاپرواہ کیسے ہو گیا اس کے معاملے میں محبت محبت کرتا پھرتا تھا اور میری محبت آج اِس حالت میں ہے میں کچھ کر بھی نہیں سکتا۔ طلحہ بے بسی کی انتہا پہ کھڑا تھا۔

دعا کرو اللہ اس کو صحتمند زندگی دیں تم نے تو نہیں پر میں نے گھر میں اِطلاع دیں رکھی ہے میڈیا کو بھی سنبھال لیا ہے یہ سب عنزہ کے کسی شوٹ میں حادثہ ہوا ہے ساری ٹیم یہی موجود ہے۔ سعد کی آخری بات پہ طلحہ غصے سے اٹھا اور کوریڈور کی طرف آیا جہاں سب لوگ پریشان کھڑے تھے۔

تم سب کو اجازت کس نے دی تھی ڈینجر جگہ پر شوٹ کرنے کی۔ طلحہ بنا ہسپتال ہونے کا دھیان دی ئی ے دھاڑ کر بولا۔

عنزہ خان کی غلطی تھی ہم نے کہا تھا ان کو ٹرن نہیں لینا۔ نعمان عدنان دھیمی آواز میں بولے

بکواس بند کرو اپنی۔ طلحہ غصے سے پاگل ہوتا بولا۔

ڈاکٹر طلحہ پلیز کام ڈاؤن پیشنٹس پریشان ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر سلمان جلدی سے آکر طلحہ کے پاس آیا۔

ابھی کے ابھی ان سب کو باہر کا رستہ دیکھاؤ۔ طلحہ سلمان کو دور کرتا ہوا بولا۔

ہم ایسے کیسے جا سکتے ہیں۔ ڈائریکٹر نے اعتراز اٹھایا۔

جاتے ہو یا پہنچاؤ تم سب کو بھی ایمر جنسی روم میں۔ طلحہ مارنے کے لیے ان کی طرف بڑھنے لگا پر بیچ میں سعد اور سلمان نے روک لیا۔

کنڑول طلحہ ہوش سے کام لو نہ کے جوش سے کام بگاڑو۔ سعد نے اس کو ریلیکس کرنا چاہا طلحہ ان دونوں کو خود سے الگ کرتا ICU کی جانب گیا جہاں عنزہ کو رکھا گیا تھا طلحہ اندر آیا تو عنزہ کو مختلف مشینوں میں جکڑا پایا اس کو اپنا دل درد سے پھٹتا محسوس ہو رہا تھا طلحہ نے پاس کھڑی نرس کو باہر جانے کا اشارہ کیا خود چلتے ہوئے عنزہ کے پاس آیا طلحہ کی آنکھ سے آنسو گر کر فرش پہ بے مول ہوا طلحہ نے عنزہ کا مشین میں جکڑا ہاتھ پکڑا اور وہی اسٹول قریب کھسکا کر وہاں بیٹھ گیا

آنکھیں کھول دو اپنی پلیز عنزہ جانتا ہوں تمہارے نزدیک اب میری یا میری کسی بات کی اہمیت نہیں پر میرے دل میں مقام تمہارا ویسا ہی ہے جیسا چھ سال پہلے تھا شاید ان اختلافات کی وجہ سے مزید بڑھ گیا ہے میں روز مرتا ہوں روز جیتا ہوں تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔ طلحہ بچوں کے انداز سے عنزہ سے باتیں کر رہا تھا تو کبھی شکوہ کر جاتا پر سننے والا وجود ابھی ہوش میں کہا تھا جو اُس کی تڑپ دیکھتا۔

رابطے ختم بھی ہو جائی یں
رشتے ٹوٹ بھی جائی یں تو محبتیں ختم نہیں ہوتی

جس طرح یادیں حافظے پہ قابض رہتی ہیں بلکل اِسی طرح
محبت دل سے دستبردار نہیں ہوتی.....!

❤❤❤❤❤❤❤

بات ہوئی ی تمہاری طلحہ سے؟ عنزہ لاؤنج میں بیٹھی مووی دیکھ رہی تھی جب روحان پاس بیٹھ کر بولا۔

تم کب آئی یں؟ عنزہ نے اُلٹا سوال پوچھا۔

میرا جواب تو دیتی۔ روحان نے دانت پیسے۔

ایک تو اچانک سے آئے بنا سلام کیے ڈائی ریکٹ اپنے مطلب کی بات کہی۔ عنزہ نے لاپروائی ی سے کہا۔

ہائے کیسی ہو؟ روحان نے اب کی سلام کے ساتھ حال چال بھی پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں۔ عنزہ نے اِترا کر کہا۔

اب بتادو۔ روحان نے گھور کر کہا۔

ابھی نہیں کی طلحہ کے پیپرز ہو رہے ہیں مصروف ہے بہت۔ عنزہ نے بتایا۔

وہ جتنا بھی مصروف کیوں نہ ہو تمہارے لیے وقت نکال ہی لیتا ہے۔ روحان نے جواباً کہا

وہ تو ہے پر میں خود طلحہ کو ابھی ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی اس کا مائینڈ اُلجھا ہوا ہو گا تو پڑھائی ی پہ فوکس نہیں کر پائے گا۔ عنزہ آرام سے بولی۔

ایک تو تمہاری سمجھ نہیں آتی۔ روحان عنزہ کی بات پہ بدمزہ ہو کر بولا جس پہ عنزہ نے کوئی ی دھیان نہیں دیا۔

کیا کر رہی ہیں آپ چچی جان؟ عنزہ مقصود پلس آ کر کچن میں آمنہ بیگم کے پاس آئی ی جو کچھ بنانے میں مصروف تھیں۔

کھیر بنا رہی ہوں طلحہ کو پسند ہے اس کا آج آخری پیپر تھا تو سوچا بنا لوں۔ آمنہ بیگم نے مسکرا کر بتایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

میں کوئی ی مدد کروں؟ عمزہ نے پوچھا۔

تم ایسا کرو سلاد کاٹ لو ملازمہ چھٹی پہ ہے آج۔ آمنہ بیگم نے بتایا تو عنزہ سلاد کی پلیٹ اٹھاتی کچن میں موجود کرسی پہ بیٹھ گ ئی۔

میں آتی ہوں کچھ کام ہے۔ آمنہ بیگم عنزہ سے کہتی کچن سے باہر گ ئی۔

تم یہاں کچن میں؟ طلحہ جو پانی پینے کے لیے کچن میں آیا تو عنزہ کو دیکھ کر کچھ حیران ہوا عنزہ جو سلاد کاٹنے میں مگن تھی طلحہ کے اچانک آنے پہ وہ ہڑبڑائی ی جس سے انگلی میں ہلکہ سا کٹ لگ گیا۔

آآآ۔عنزہ نے چیخ کر وہ انگلی منہ میں ڈالی طلحہ تیر کی تیزی سے عنزہ کے پاس آیا اور اس کی انگلی دیکھنے لگا

تمہیں کس نے کہا تھا کچن میں آنے کو کٹ گ ئی نہ انگلی خون بہہ رہا ہے افففف خدایا میں کیا کروں تمہارا جانے کیا سکون ملتا ہے تمہیں مجھے پریشان کرنے میں۔طلحہ عنزہ کی انگلی پہ خون کی بوند دیکھ کر پریشانی سے بولا

اتنا بھی نہیں ہے۔عنزہ نے جلدی سے کہا۔

تھوڑا بھی کیوں لگا آئی یندہ اِن چیزوں سے دور رہنا مجھ سے نہیں ہوتی تمہاری تکلیف برداشت۔طلحہ شدت بھرے لہجے میں بولا۔

آئے لو یو طلحہ ہمیشہ ایسے ہی رہنا کبھی بدل نہ جانا میں سب کجھ سہہ لوں گی پر تمہیں کھونے کا تصور بھی میرے لیے ازیت ناک ہے۔عنزہ نم لہجے میں طلحہ سے التجا کرنے لگی۔

میں ہمیشہ ایسا ہی رہوں گا تمہارا بن کر۔طلحہ نے نرمی سے کہا تو عنزہ بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

طلحہ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔عنزہ روحان کے بار بار اصرار کرنے پہ طلحہ سے بات کرنے کا سوچا اس لیے اس نے طلحہ کو کال کر کے کہا۔

ہاں کہو۔ طلحہ نے اجازت دی۔

میں شوبز انڈسٹری میں جانا چاہتی ہوں تم آڈیشن پہ میرے ساتھ چلنا۔ عنزہ نے لہجے کو نارملی کرتے ہوئے کہا ورنہ دل زور سے دھڑک رہا تھا۔

تم شوبز انڈسٹری میں کام نہیں کروگی میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ طلحہ نے سخت لہجے میں کہا

تم جانتے ہو فلموں میں کام کرنا میرا سب سے بڑا خواب ہے۔ عنزہ نے پریشانی سے کہا۔

عنزہ فضول کی ضد مت کرو۔ طلحہ نے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

ضد نہیں خواب ہے میرا پاکستان کی مشہور اداکارہ بننے کا جس میں تم رکاوٹ بن رہے ہو۔ عنزہ تلخی سے بولی طلحہ عنزہ کی بات پہ شدسارہ گیا تھا جب کی عنزہ کو بھی بعد میں احساس ہوا کے وہ کیا کہہ گئی ہے۔

طلحہ وہ سوری۔ عنزہ فورن سے بولی۔

کچھ کام ہے فون رکھتا ہوں۔ طلحہ سنجیدگی سے کہتا کال کٹ کر گیا عنزہ بے بسی سے فون کو بس دیکھتی رہ گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤

عنزہ کے جسم کو جھٹکا لگتے دیکھ کر طلحہ کا وجود ساکت ہو گیا تھا خود ڈاکٹر ہو کر بھی اس کو سمجھ نہ آیا کے وہ کیا کریں اِس لیے وہ زور سے باقی ڈاکٹرز کو بلانے لگا۔

کیا ہوا ڈاکٹر طلحہ ؟ فلزہ جلدی سے سلمان اور سعد کے ساتھ آتی ہوئی بولی۔

عنزہ کو دیکھیے۔ طلحہ سرخ آنکھوں سے کہتا ICU روم سے نکل گیا۔

ڈاکٹر طلحہ ویٹنگ روم میں عنزہ خان کی فیملی آئی ہے اور بار باران سے ملنے کا کہہ رہے ہیں۔ طلحہ مسجد جانے کے لیے نکل رہا تھا جب نرس نے بتایا نرس کی بات پہ طلحہ نے اپنے قدم ویٹنگ کی طرف بڑھائے۔

طلحہ کیسی ہے میری بچی؟ سمیہ بیگم کی نظر جیسے ہی طلحہ پہ نظر پڑی وہ فورن سے بولی ماں ہیں آپ دعا کریں۔ طلحہ نے ان کی حالت دیکھ کر کہا جنھوں نے رو رو کر اپنی حالت بگاڑلی تھی۔

خطرے سے تو باہر ہے نہ ؟ معصوم صاحب رنجیدہ آواز میں پوچھنے لگے۔

جب تک ہوش نہیں آتا کچھ کہنا ناممکن ہے۔ طلحہ نے گہری سانس بھر کے کہا۔

سمیہ دعا کرو اللہ عنزہ کو اچھی صحت والی زندگی عطا کریں۔ آمنہ بیگم نے کہا۔

آپ بھی دعا کریں میری ایک ہی بچی ہے مانا میں نے اس کے معاملے میں کوتاہیاں کی ہیں پر ہے تو میری اولاد ہے نہ پیار تو میں بہت کرتی ہوں اس سے۔ سمیہ بیگم روتے ہوئے بولی تو آمنہ بیگم اٹھ کر ان کو اپنے ساتھ لگا کر تسلی کروانے لگی ان سب کو دیکھ کر طلحہ باہر چلا گیا۔

طلحہ عنزہ خان کے لیے اتنا پریشان کیوں ہیں؟ فلزہ اور سعد ڈیوٹی سے فارغ ہو کر کیبن میں آئے تھے جب فلزہ نے اپنے اندر کی اُلجھن کو سُلجھانے کے لیے سعد سے پوچھا۔

کزن ہے اس کی۔ سعد نے مختصر بتایا۔

واٹ کزن؟ فلزہ بے یقین ہوئی۔

ہاں۔ سعد نے کہا۔

میں تین سال سے طلحہ کے ساتھ ہوں اُس نے کبھی بتایا نہیں۔ فلزہ شاک میں بولی۔

تمھیں کیوں بتاتا؟ سعد نے اُلٹا اس سے سوال کیا

ایسے ہی میں جب عنزہ خان کا ذکر کرتی تھی تو ہی بتا دیتا۔ فلزہ نے جواباً کہا۔

بتانا ضروری نہیں سمجھا ہو گا۔ سعد نے سادہ لہجے میں کہا تو فلزہ نے ہنکارہ بھرا۔

❤❤❤❤❤

طلحہ نے کیا کہا؟ رانیہ نے کالج میں عنزہ سے پوچھا جو کچھ کھوئی کھوئی سی تھی۔

میں نے اس کو ناراض کر لیا۔ عنزہ نے افسوس سے کہا۔

تمھاری وہ بات نہیں مان رہا تو چھوڑ دو اس کو ویسے بھی کزن ہے تمھارا حد میں رکھو جتنی اہمیت دو گی اتنا بھاؤ کھائیں گا۔ روحان اچانک ان کے ساتھ گراؤنڈ میں بیٹھ کر بولا۔

اپنے مشورے اپنے پاس رکھو۔ عنزہ نے گھور کر کہا۔

میں تو تمہارا کئیریر بناناچاہتاہوں تمہارااپنانام ہو گالوگ تمہیں جانے گے پہچانے گے

طلحہ تو اس لیے راضی نہیں ہو رہا کیوں کی اُس کو اِس بات کا ڈر ہے کے کہیں تم مشہور

ایکٹریس بن گی تو اس کو چھوڑ نہ دو۔روحان نے عنزہ کو بدگمان کرناچاہارانیہ خاموش

بیٹھی ان کو بات کرتا سن رہی تھی۔

طلحہ ایسا کچھ نہیں سوچ سکتا بھلا میں کیوں اس کو چھوڑو گی۔عنزہ نے کہا

تم خوبصورتی میں اس سے آگیں ہو اور شوبز میں کام کرنے والے لوگوں کا اندازہ لگا سکتی

ہو کتنی مصروف ہوتی ہے ان کی زندگی ایسے میں طلحہ تھوڑئی چاہے گا کے اتنی

خوبصورت لگی اس کے ہاتھ سے نکلے۔روحان ہاتھ جھاڑ کر بولا

ہم محبت کرتے ہیں ایک دوسرے سے طلحہ ایسا نہیں چاہتا ہو گا وہ بس مجھے کھونے سے

ڈرتا ہے۔عنزہ نے دلیل دی۔

جن سے پیار کرتے ہیں ان کی ہر بات مان جایا کرتے ہیں نا کہ ضد کر کے اپنی منمانی

کرتے ہیں۔روحان ناک سکوڑ کر بولا۔

طلحہ سے میں پھر بات کروگی اگر جو تم بات کر رہے ہو وہ بات ہے تو میں شوبز میں

جانے سے پہلے نکاح کرلوں گی طلحہ سے ایسے میں طلحہ کا ڈر بھی دور ہو جائے گا۔عنزہ کی

بات پہ روحان کی زبان تالو سے چپک گ ئی جب کی رانیہ مسکرادی۔

ہاں تم ایسا کرنا اور کچھ سال کام کر کے اپنا شوق خواب پورا کرنا اس کے بعد الوداع کرنا شوبزانڈسٹری کو۔رانیہ نے کہا تو عنزہ مطمئن سی مسکرا دی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

ناراض ہو؟عنزہ نے طلحہ سے پوچھا جو خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

نہیں۔یک لفظی جواب

بات کیوں نہیں کر رہے پھر؟عنزہ نے پھر پوچھا

کوئی ی بات کرنے کی نہیں ہے۔طلحہ نے وجہ بتائی۔

میرے منہ سے نکل گیا ورنہ میں ایسا کبھی نہ کہتی۔عنزہ نے افسوس سے کہا

زبان سے وہی نکلتا ہے جو دماغ میں ہو۔طلحہ نے سنجیدگی سے کہا۔

ایسا نہیں ہے طلحہ۔عنزہ نے طلحہ کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر یقین دلانا چاہا۔

میں فلحال کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔طلحہ نے اپنا ہاتھ عنزہ کے ہاتھ سے ہٹا کر سنجیدگی سے کہا طلحہ کی بات اور حرکت پہ عنزہ بہت ہرٹ ہوئی ی تھی زندگی میں پہلی بار طلحہ نے ایسے لہجے میں بات کی تھی عنزہ کی آنکھوں میں نمی اُترنے لگی جس کو چھپانے کے لیے اس نے اپنا رخ ونڈو کی جانب کیا دوسری طرف طلحہ خود اُداس تھا اس نے جان بوجھ کر اپنا رویہ عنزہ سے روڈلی رکھا تھا تاکہ وہ اپنی ضد سے پیچھے ہٹ جائے اس کو امید اور یقین دونوں تھا عنزہ کے لیے سب سے پہلے وہ ہو گا اِس لیے وہ کچھ مطمئن تھا۔

کبھی کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا

کہیں زمین تو کہیں آسمان نہیں ملتا

بجھا سکا نہ کوئی وقت کے شعلے

یہ ایسی آگ ہے جس میں دھواں نہیں ملتا

تیرے جہاں میں ایسا نہیں کے پیار نہ ہو

جس کی امید ہو وہاں نہیں ملتا

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

پڑھائی کیسی چل رہی ہے تمہاری؟ آج اِتوار ہونے کی وجہ سے مقصوم صاحب گھر پہ تھے جب کی سمیہ بیگم اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھیں۔

اچھی جا رہی ہے۔ عنزہ نے بتایا۔

پڑھائی تمہاری پوری ہو جائے تو اپنے باپ کے آفس آ کر کام میں مدد کرو۔ مقصوم صاحب نے عنزہ سے کہا۔

نو ڈیڈ میں بزنس وومن نہیں بلکہ ایکٹریس بننا چاہتی ہوں۔ عنزہ نے بتانا ضروری سمجھا۔

یہ بات تمہارے دماغ میں کہاں سے آ گئی ایسا کچھ نہیں بنوں گی تم۔ مقصوم صاحب بھڑک کر بولے۔

کیوں ڈیڈ؟ عزہ نے وجہ جاننی چاہی۔

ہمارے سرکس میں عزت ہے اور تم یہ کام کرو گی ایسی لڑکیوں کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں ہوتی۔ مقصوم صاحب کی بات پہ عزہ نے افسوس سے ان کی جانب دیکھا۔

معاشرے کے لوگ ان لڑکیوں کی فلمیں ڈرامے تو دلچسپی سے دیکھتے ہیں پر عزت کیوں کوئی نہیں کریں گا۔ عزہ کی آواز تیز ہو گئی تھی۔

باپ کے سامنے تمیز کے دائی رے میں بات کیا کرو میں نے جو کہہ دیا اس کو اپنے دماغ میں بیٹھا لوں۔ مقصوم صاحب کڑک آواز میں کہتے اُپر کی جانب بڑھے ان کو جاتا دیکھ کر عزہ نے عہد کر لیا تھا کے وہ اب شوبز میں جا کر رہے گی نام اور عزت دونوں کمائیں گی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وجہ جان سکتی ہوں تمہارے نظرانداز کرنے کی؟ عزہ نے طلحہ سے سوال کیا جس نے تین بیلز کے بعد کال اٹھائی تھی۔

جان کر کیا کرو گی؟ طلحہ نے بھی سوال کیا۔

سوال پہ جواب دیا کرو سوال نہیں کیا کرو۔ عزہ جھنجھلاہٹ سے بولی۔

بزی تھا کجھ۔ طلحہ نے کہا

ہم مل سکتے ہیں؟ عزہ نے پوچھا۔

باہر لنچ کریں گیں تیار رہنا۔ طلحہ نے نرمی سے کہا وہ تھک گیا تھا عنزہ کو بے رخی دیکھاتے دیکھاتے۔

سچ اوکے میں تیار ہو جاؤ ں گی وقت پہ۔ عنزہ طلحہ کی بات پہ خوش ہو کر بولی عنزہ کو خوش محسوس کرتا طلحہ بھی پر سکون ہوتا مسکرا دیا۔

دو ٹوک بات کرنا طلحہ سے۔ روحان نے عنزہ سے کہا جو تیار ہو کر طلحہ کا انتظار کر رہی تھی۔

ڈونٹ وری آج اِس چیپٹر کو کلوز کر لوں گی طلحہ مان جائے گا تو موم ڈیڈ کو بھی راضی کر لیں گا۔ عنزہ نے مسکرا کر کہا وہ پنک کلر کے گھیر دار فراق میں ملبوس تھی چہرے پہ لپ گلوس لگائے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی کمر کو چھوتے بالوں کا اس نے جوڑا بنایا ہوا تھا

نہ مانیں تو بس تم نے کہنا ہے کے وہ تمہارے معاملے میں نہ بولیں۔ روحان کی بات پہ وہ کچھ کہنے والی تھی جب ملازمہ نے بتایا کے وہ طلحہ آ گیا ہے۔

میں چلتی ہوں دعا کرنا سب ٹھیک ہو۔ عنزہ ٹیبل سے اپنا پاؤچ اٹھا کر روحان سے بولی۔

ماشااللہ آج جلدی آ گئی۔ طلحہ نے عنزہ کے فرنٹ پہ بیٹھتے ہی شرارت سے بولا۔

ایک مہینے بعد تم نے باہر جانے کا کہا جلدی تو کرنی ہی تھی۔ عنزہ نے وجہ بتائی ی۔

کہاں چلیں؟ طلحہ نے مسکرا کر پوچھا۔

ہم لنچ کے لیے نکلیں ہیں بھول گئے کیا؟ عنزہ نے ہنس کر کہا تو طلحہ بھی مسکراتا گاڑی کو ریسٹورنٹ کے راستے بڑھادی۔

میرے لیے چکن کورمہ اینڈ بریانی۔ ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر عنزہ نے اپنا آرڈر بتایا۔

سر آپ کا؟ ویٹر نے طلحہ سے پوچھا کو عنزہ کو دیکھ رہا تھا۔

وہی جو میڈم نے بتایا۔ طلحہ نے عنزہ کی جانب اشارہ کیے بتایا تو ویٹر سر ہلاتا چلا گیا۔

طلحہ پھر کیا سوچا تم نے؟ عنزہ نے پوچھا

کس بارے میں؟ طلحہ سمجھ نہیں پایا۔

میرے شوبز جانے کے بارے میں۔ عنزہ نے یاد کروایہ۔

موڈ اسپوئل نہ کرو۔ طلحہ کوفت سے بولا

طلحہ پلیز میری بات کو سمجھو۔ عنزہ نے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

میں کیا سمجھوں عنزہ مجھ سے نہیں ہو گا برداشت تمہیں یوں غیر مردوں کے ساتھ فلموں میں کام کرتا دیکھنا۔ طلحہ سخت لہجے میں بولا تبھی ویٹر نے آکر ان کی ٹیبل پہ کھانا سرو کیا۔

تمہاری سوچ جان کر افسوس ہوا۔ ویٹر کے جانے کے بعد عنزہ تاسف سے بولی۔

غلط نہیں سمجھو عنزہ پر میں تم پہ کسی اور کی نگاہ برداشت نہیں کر سکتا شوبزانڈسٹری میں کام کرنا تو بہت دور کی بات پہ ہے۔ طلحہ عنزہ کے سامنے والی پلیٹ میں کھانا ڈالتا ہوا بولا۔

میں کام کر کے رہوں گی۔ عنزہ اٹل لہجے میں بولی عنزہ کی بات پہ طلحہ کے حرکت کرتے ہاتھ رک گئے۔

چوز ون۔ طلحہ نے ہاتھ کھڑے کیے کرسی سے ٹیک لگا کر کہا تو عنزہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

میں یا شوبزانڈسٹری میں کام کرنا اگر میں تو یقین مانو تمہارا ہر کہا تمہاری زبان سے نکلنے سے پہلے پورا کر دوں گا سوائے فلموں میں کام کرنے کے اگر تم شوبزانڈسٹری کو چوز کرتی ہو تو آج سے تمہارا اور میرا راستہ الگ ہو جائے گا ہمارے بیچ جو ہے سب ختم ہو جائے گا میں کبھی تمہارے راستے میں نہیں آؤں گا نہ ہی کچھ کہوں گا ہم ایک دوسرے کے لیے بلکل اجنبی بن جائے گیں۔ طلحہ کی بات پہ عنزہ شاک کی کیفیت میں اس کا چہرہ تکنے لگی جہاں سنجیدگی قائم تھی اس کو یقین نہیں آرہا تھا طلحہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کہہ سکتا ہے کیا اُن کا رشتہ اتنا کمزور تھا جو طلحہ ختم کرنے کی بات کر رہا تھا

جب کی دوسری طرف طلحہ کا دل زور سے دھڑک رہا تھا وہ جانتا تو تھا عنزہ بھی اس کو چاہتی ہے پر ڈر بھی تھا کے کہیں وہ اس کو چھوڑ نہ دیں۔

تم اتنی بڑی بات کیسے کر سکتے ہو؟ بہت دیر بعد عنزہ کے منہ سے بس یہی الفاظ ادا ہو سکے۔

چوائز از یوئرز۔ طلحہ نگاہیں دوسری طرف کیے بولا۔

یہ اہمیت ہے میری تمہاری زندگی میں جو اپنی بات منوانے کے لیے ہمارا رشتہ داؤ پہ لگا رہے ہو۔ عنزہ کی بات پہ طلحہ نے مٹھیاں زور سے بند کی۔

میرے لیے تم آتی جاتی سانسوں کی طرح ہو۔ طلحہ شدت سے بولا عنزہ کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آئی ی۔

تو میرے بنا رہ لوں گے؟ عنزہ کی بات پہ طلحہ بے یقین نظروں سے عنزہ کو دیکھا جو بے تاثر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

تم شوبز انڈسٹری جانے میں دلچسپ ہو مجھے چھوڑ کر تم خوش رہ لوں گی تم سے مجھے یہ امید نہیں تھی۔ طلحہ سخت لہجے میں بولا جب کی دل تو ہزاروں ٹکروں میں تقسیم ہوا عنزہ کی بات پہ۔

میں نہیں تم چھوڑ رہے ہو مجھے۔ عنزہ نے تصدیق کرنی چاہی۔

سوچ لو آج اگر اپنی بات پہ قائم رہی تو ہمیشہ مجھے کھو دو گی کبھی میرے دل کے دروازے تمہارے لیے نہیں کھولے گیں۔ طلحہ نے کہا

تم میری بات مان لو۔ عنزہ نے ایک کوشش کرنی چاہی۔

میری غیرت یہ گوارا نہیں کریں گی کے میری ہمسفر فلموں میں کام کریں۔ طلحہ نے صاف بات کی عنزہ کا ہاتھ اپنے گلے میں پہنے لاکیٹ میں گیا جو طلحہ نے دیا تھا یہ کہہ کر کے ہماری محبت کی شروعات کی نشانی ہے ہمیشہ پہن کے رکھنا۔

ٹھیک ہے پھر۔ عنزہ نے لاکیٹ اُتار کر ٹیبل کے درمیان رکھا جہاں رکھا گیا کھانا ٹھنڈا ہو گیا تھا طلحہ کا چہرہ فق ہوا تھا عنزہ کی حرکت پہ

شوبزانڈسٹر میں جانا میرا جنون ہے جس کے لیے میں تمہیں بھی چھوڑ سکتی ہوں۔ عنزہ نے کہہ کر اپنا پاؤچ مٹھی میں جکڑا اور وہاں سے اٹھ گ ئی جب کی طلحہ جہاں تھا وہی کا وہی رہ گیا عنزہ اس کی زندگی تھی جو چھوٹی سی بات پہ اس کو چھوڑ کر جا چکی تھی طلحہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپکا تھا جو گرنے سے پہلے ہی طلحہ نے ہاتھ سے پرے کیا تھا۔.

آنکھوں کا رنگ ______ بات کا لہجہ بدل گیا

وہ شخص ایک شام میں ____ کتنا بدل گیا

اٹھ کر چلا گیا ______ کوئی وقفے کے درمیان

پردہ اٹھا تو سارا______________ تماشا بدل گیا

حیرت سے سارے لفظ_____ اسے کو دیکھتے رہے

باتوں میں اپنی بات کو__________ کیسا بدل گیا

آنکھوں میں جتنے اشک تھے_ جگنوں سے بن گ ئی ے

وہ مسکرایا________ اور میری دنیا بدل گیا

شاید وفا کے کھیل________ سے اکتا گیا تھا وہ

منزل کے پاس آ کے___________ جو راستہ بدل گیا

میری بیٹی کیسی ہے اب؟ مقصوم صاحب فلزہ کو دیکھا تو پوچھا۔

مسٹر مقصوم صاحب میں بھی آپ کے پاس آنے والی تھی مبارک ہو عنزہ خان خطرے سے باہر ہے۔ فلزہ نے مسکرا کر بتایا تو مقصوم صاحب نے شکر کا سانس لیا۔

میں اپنی بیٹی سے مل سکتی ہوں؟ سمیہ بیگم بے قراری سے بولی۔

ابھی نہیں وہ مکمل طور پہ ہوش میں نہیں ہم ان کو روم میں شفٹ کریں گے تب آپ مل سکتے ہیں۔ فلزہ بتا کر وہاں چلی گ ئی۔

یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر۔ آمنہ بیگم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

ڈاکٹر سلمان باہر صبح سے پھر میڈیا کا ہجوم اکٹھا ہوا ہے ان کو اطلاع کر دیں کے عنزہ خان آؤٹ آف ڈینجر میں ہے۔ فلزہ سلمان کے کیبن میں آکر بولی۔

یہ کام سعد پہلے ہی کر چکا ہے۔ سلمان نے کہا تو فلزہ نے سر ہلا یا۔

طلحہ جانتا ہے؟ فلزہ جانے والی تھی جب اچانک خیال آنے پہ پلٹ کر بولی۔

وہ باہر ہے ہوسپٹل آئے تو پتا ہو نہ۔ سلمان۔ نے کہا

اچھا ہم فون کرتے ہیں۔ فلزہ یہ کہتی کیبن سے باہر گئی۔

طلحہ مسجد آکر نماز سے فارغ ہوا تو اس کو پورے وجود میں سکون محسوس ہوا نماز پڑھنے کے بعد وہ اٹھا اور ہوسپٹل کی جانب گیا۔

مبارک ہو ٹھیک ہے وہ اب ایک دو گھنٹے تک ہوش بھی آجائے گا۔ طلحہ جیسے پہ پہنچا سعد نے گلے مل کر اس کو زندگی کی نوید سنائی

یا اللہ تیرا شکر۔ طلحہ کے منہ سے بے ساختہ یہ لفظ ادا ہوئے۔

پر وہ کل سے ہوش میں کیوں نہیں آئی؟ طلحہ پریشان ہوا

تمہیں بھی پتا ہے اس کی حالت کا بہت خراب تھی ڈاکٹر نعیمر نے تو کہا تھا ہوش ہی نہیں آئے گا پر دوپہر کو عنزہ کی طبعیت کچھ بہتر ہوئی۔ سعد نے بتایا۔

روم میں شفٹ کر دیا ہے اس کو؟ طلحہ نے پوچھا

ہاں کچھ ٹائم پہلے ہی۔ سعد نے کہا تو طلحہ روم کی طرف بڑھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

میری جان اب کیسا فیل ہو رہا ہے؟ عنزہ کو جیسے ہی ہوش آیا سب روم میں آ کر اس کو دیکھنے آئے تھے مگر عنزہ ابھی خاموش تھی سب کو دیکھ جا رہی تھی پر جس کو وہ دیکھنا چاہتی تھی وہ نہیں تھا

پیشنٹ کو آرام کی ضرورت ہے۔ نرس نے آ کر ان سے کہا تو وہ بوجھل دل کے ساتھ باہر گئے جب کی رانیہ جو روحان کے ساتھ آئی تھی وہ وہی پہ رکی۔

کیا وہ میرے مرنے کی حالت جان کر بھی نہیں آیا؟ عنزہ نے آنکھیں بند کیے سوال کیا۔

یہ طلحہ کا ہوسپٹل ہے۔ رانیہ نے بتایا تو اس نے اپنی آنکھیں کھولی۔

جب ڈاکٹر بن کر اپنا ہوسپٹل کھولوں گا نہ تو اس کا افتتاح تم سے کرواؤ گا۔

آج پھر کانوں میں آوازیں گونجنے لگی جسے سن کر سوائے تکلیف محسوس ہونے پہ اور کچھ نہیں ہوا۔

❤❤❤❤❤❤❤

کتنی چوٹیں آئی ہیں۔ روحان نے عنزہ کا چہرہ دیکھ کر کہا۔

باقی سب کہاں ہیں؟ عنزہ اس کی بات نظر انداز کرتی ہوئی بولی۔

ماموں مامی یہاں ہیں باقی سب فلحال لوٹ گئے ہیں زیادہ لوگوں کو رکنے کی اجازت نہیں۔روحان نے بتایا۔

باقی سب کون؟ عنزہ نے پوچھا

آمنہ مامی مرحا تمہارے نیو سونگ کے ڈائریکٹر اور پرڈیوسر وغیرہ وہ تم سے ملنا چاہتے تھے پر تم غنودگی میں تھی اس لیے وہ چلے گئے۔روحان نے بتایا۔

اچھا۔عنزہ نے بس اتنا کہا۔

ایک مہینہ تو لگے گا تمہیں ڈسچارج ہونے میں تمہارے سر پہ بھی چوٹ گہری جس کے لیے ابھی تمہیں مکمل بیڈ ریسٹ کی ضرورت ہے۔روحان نے بتانا ضروری سمجھا پر عنزہ نے کوئی رسپانس نہیں دیا ابھی اس کو اپنے سر پہ ٹیسیں اٹھتی محسوس ہو رہی تھی۔

میں باہر جا رہا ہوں تمہیں شاید آرام کرنا ہے۔روحان اس کے چہرے پہ تکلیف کے تاثرات دیکھ کر بولا تو عنزہ نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

روحان کوریڈور سے گزر رہا تھا جب اس کی نظر سفید کوٹ پہنے طلحہ پہ پڑی جو مضبوط قدموں سے کسی وارڈ کی طرف جا رہا تھا روحان اس کے وارڈ میں جانے سے پہلے سامنے کھڑا ہوا طلحہ جو اپنے دھیان میں اچانک روحان کے سامنے آنے پہ اس کے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات آئے۔

کہاں غائب ہوتے ہو کزن نظر ہی نہیں آتے؟ روحان نے خوشگوار لہجے میں پوچھا۔

کوئی کام تھا؟ طلحہ نے سامنے آنے کی وجہ جاننی چاہی۔

اففف کیا کام کے بنا بات نہیں ہو سکتی۔ روحان نے جیسے شکوہ کیا۔

نہیں۔ طلحہ دو ٹوک بولا روحان تو بس اس کو دیکھتا رہ گیا جس کی اکڑ ابھی تک برقرار تھی۔

تمہارے ہوسپٹل میں تمہاری کزن بھی ایڈمٹ ہے اگر اس کی عیادت کرو گے تو ثواب ملے گا۔ روحان نے اس کے چہرے کہ ایکسپریشن جاننے چاہے جو نارمل تھے۔

شکریہ۔ طلحہ سنجیدگی سے کہتا سائیڈ سے گزر گیا روحان کا خون کھول اٹھا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤

آپ کب آئیں؟ مرحا نے آمنہ بیگم سے پوچھا جو ہسپتال گئی تھی عنزہ سے ملنے۔

ابھی آئی ہوں۔ آمنہ بیگم نے جواب دیا۔

کیسی طبیعت ہے آپی عنزہ کی؟ مرحا نے پوچھا

پہلے سے کچھ بہتر۔ آمنہ بیگم بولی۔

بھائی کے ساتھ آجاتی آپ۔ مرحا نے کہا

طلحہ آگیا ہے کیا؟ آمنہ بیگم تعجب سے بولی۔

ہاں آج ہفتے بعد ان کو گھر کا رستہ یاد آگیا۔ مرحا مزاقاً کہا۔

اچھا افروز سے کہو کھانا لگائیں میں طلحہ کو کھانے پہ لیں آؤں گی۔آمنہ بیگم کہتی اپر کی جانب بڑھی وہ کمرے میں آئی تو طلحہ کو بیڈ پہ لیٹا پایا آمنہ بیگم چلتی اس کے پاس آئی

طلحہ کھانا تیار ہے آ کر کھالوں۔آمنہ بیگم کی بات پہ طلحہ جو ماتھے پہ بازوں ٹکائے لیٹا تھا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

بھوک نہیں امی۔طلحہ نے انکار کیا۔

ایک تو اتنے دن گھر نہیں آئے اور اب کھانے سے بھی انکار۔آمنہ بیگم نے خفگی سے کہا۔

ہو سپٹل میں کام تھا اس لیے نائٹ شفٹ پہ وہی رہنا پڑتا تھا۔طلحہ نے وضاحت کی۔

جانتی ہوں ایک دفع مل لیتے تو اچھا ہوتا اور رشتے کی خاطر نہیں تو کزن کی حیثیت سے۔

آمنہ بیگم کی بات پہ طلحہ خاموش رہا۔

کھانا کھانے آجانا۔آمنہ بیگم طلحہ کو جواب نہ دیتا دیکھ کر بولی اور کمرے سے نکل گی اُن کے جانے کے بعد طلحہ نے افسردہ سانس خارج کی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

موم مجھے آپ کا اتنا کیئر نگ ہونا ہضم نہیں ہو رہا۔عنزہ نے سمیہ بیگم کو کہا جو اس کی خدمت کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی

بکومت عنزہ ایک لوطی اولاد ہو ہماری اگر تمہیں کچھ ہوتا تو ہم کیا کرتے۔ سمیہ بیگم دھیمے لہجے میں بولی جوان کی تربیت کے بر خلاف تھا۔

بڑا جلدی خیال آگیا کے ایک لوطی اولاد ہوں اب تو میں چوبیس سال کی ہوں آپ کا یہ بہیویر مجھے پہلے چاہیے تھا اب نہیں۔ عنزہ سپاٹ لہجے میں بولی جسے سن کر سمیہ بیگم کے ساتھ مقصوم صاحب بھی شرمندہ ہو گئے

پُرانی باتیں بھول جاؤ۔ مقصوم صاحب نے اس کو اپنے ساتھ لگا کر کہا

ڈسچارج کب ہو گی میں؟ عنزہ نے پوچھا

ابھی تو ایک اور ہفتہ لگیں گا۔ سمیہ بیگم نے کہا تو عنزہ کے چہرے پہ بیزاری کے تاثرات آئے

تین ہفتوں سے یہاں سڑ رہی ہوں مجھے اب بس گھر جانا ہے۔ عنزہ ضدی لہجے میں بولی۔

جہاں تین ہفتے رہ لیا ہے تو وہاں ایک ہفتہ مزید رہ لو۔ مقصوم صاحب نے پیار سے سمجھایا

میں ٹھیک ہوں اب۔ عنزہ نے کہا۔

نظر آرہا ہے۔سمیہ بیگم نے طنزیہ نظروں سے اس کے ماتھے پہ پٹی اور چھوٹے چھوٹے زخموں کے نشان دیکھ کر کہا جس پہ عنزہ کھسیانی سی ہو گئی۔

اچھا چھوڑوان باتوں کو تم آرام کرو تب تک میں ڈسچارج پیپرز بنواتا ہوں۔مقصوم صاحب کی بات پہ عنزہ نے شکر کا سانس لیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

ابھی اس کا یہاں رہنا بہتر تھا۔طلحہ نے مقصوم صاحب سے کہا جو عنزہ کو گھر لیکر جانا چاہتے تھے۔

بور ہو گئی ہے بہت دفع کہہ چکی ہے اب اگر بات نہ مانی تو غصہ ہو گی دوائیں بھی نہیں لیں گی۔مقصوم صاحب نے وجہ بتائی

جیسے آپ کی مرضی آپ بس بہت خیال رکھیے گا اس کو زیادہ زور سے بات کرنے نہ دیجیئے گا اس کے ماتھے پہ گہری چوٹ ہے اگر وہ چیخے گی یا زور سے بات کریں گی تو سر میں درد ہو گا۔طلحہ نے ان کو ہدایت دی جس پہ وہ بس سر ہلا گئے۔

❤❤❤❤❤❤❤

عنزہ کو ڈسچارج ہوئے آج دو دن ہو گئے تھے گھر میں آئی تو ان دو دنوں میں اس کو بہت سارے اپنے فینز کی طرف سے بیسٹ وشز پھولوں کے بکے مل چکے تھے جس کو اس نے اسٹور روم میں رکھوا دیا تھا کمرے میں گھٹن کا احساس ہوا تو وہ ٹیرس پہ آگئی تھی

جہاں سامنے والے گھر کے ٹیرس کا منظر صاف نظر آ رہا تھا عنزہ کو دس منٹ ہی ہوئے تھے وہاں کھڑے ہوئے جب اس نے سامنے والے گھر کے ٹیرس پہ طلحہ کے ساتھ فلزہ اور مرحا کو دیکھا فلزہ کو وہ جان گئی تھی کے وہ ہوسپٹل میں طلحہ کے ساتھ کام کرتی ہے ان تینوں کو مسکراتا دیکھ کر اس کو اپنے اندر اداسی محسوس ہونے لگی تھی اس کو مزید برداشت نہیں ہوا تو نیچے چلی گئی۔

آپی عنزہ تھیں شاید وہاں۔مرحا نے سامنے ٹیرس کی طرف اشارہ کیے کہا۔

ہاں میں نے بھی دیکھا ماشااللہ ریکور کر گئی ہے۔فلزہ نے کہا۔

جی اللہ کا شکر ہے بس ان کے چہرے کے نشان ختم ہو جائے۔مرحا نے دعائیہ انداز میں کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں تمہیں فائل سمجھا دوں جس کے لیے تم آئی ہو۔طلحہ سنجیدگی سے فلزہ سے مخاطب ہوا جس پہ وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

روحان میں چاہتی ہوں میرے سونگ کی شوٹنگ کے بعد ہم شادی کریں۔عنزہ اپنے روم میں آتی روحان کو کال کیے کہا۔

تم وہ سونگ کرو گی؟روحان کو حیرت ہوئی

افکورس کرو گی کنٹریکٹ سائن کیا ہے میں نے۔عنزہ نے بتایا۔

ہاں پر جو تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا سونگ کی وجہ سے

میری اپنی غلطی تھی۔ عنزہ اس کی بات بیچ میں کاٹ کر بولی۔

ٹھیک ہے تم جلدی سے اپنے سونگ کا شوٹ پورا کرو پھر میں موم ڈیڈ کو بھیجتا ہوں۔

روحان نے کہا تو عنزہ ریلیکس ہوئی۔

ہم یہاں تمہارے لیے اپنے سارے کام چھوڑ بیٹھے ہیں اور تم باہر جا رہی ہو۔ سمیہ بیگم نے شکوہ کناں لہجے میں عنزہ سے کہا جو آسمانی کلر کے گھٹنوں تک آتی سلیولیس فراق کے ساتھ سفید کلر کا پاجامہ پہنے کھلے بالوں کے ساتھ باہر جانے کے لیے تیار تھی۔

موم میں ضروری کام سے باہر جا رہی ہوں اور میں اب ٹوٹلی فائن ہوں اس لیے اپنے ورک اسٹارٹ کرنے کا سوچا ہے آپ بھی اپنے ضروری کام میرے لیے نہ چھوڑے۔ عنزہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

کام اسٹارٹ کرنے کا سوچنے کا کیا مطلب تم آج پھر شوٹ پہ جا رہی ہو۔ سمیہ بیگم بگڑے تیوروں سے پوچھنے لگی۔

یس اینی پروبلم؟ عنزہ نے آرام سے پوچھا

موت کے منہ سے نکل آئی اس کام کی وجہ سے پھر بھی باز نہیں آ رہی۔ سمیہ بیگم نے تاسف سے کہا۔

کنٹریکٹ سائن کیا ہے میں نے اور ویسے بھی ایک حادثہ ہی تو تھا ہونا تھا ہو گیا بس۔ عنزہ نے کہا۔

اتنی ضد اچھی نہیں ہوتی۔ سمیہ بیگم نے سمجھانا چاہا۔

ضد نہیں پیشن ہے میرا۔ عنزہ جواب دیتی ہیل کی ٹک ٹک کرتی باہر چلی گئ سمیہ بیگم سر جھٹکتی رہ گئ۔

عنزہ باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھی اپنا موبائل نکال کر اس نے روحان کے نمبر پہ ایک میسج چھوڑا پھر گاڑی اسٹارٹ کرتی سڑک پہ ڈال گئ۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

طلحہ بات سننا۔ فلزہ نے طلحہ سے کہا جو جلدی جلدی میں وارڈ کی جانب جا رہا تھا

بعد میں ابھی ایمرجنسی کیس ہے۔ طلحہ عجلت میں کہتا وہاں سے چلا گیا فلزہ گہری سانس بھر کر باہر آ گئ۔

تم یہاں؟ فلزہ ہوسپٹل کے بیک سائیڈ آئی تھی جہاں سعد پہلے ہی موجود تھا فلزہ کو آتے دیکھا تو پوچھا

کام نہیں تھا تو آ گئ یہاں۔ فلزہ نے بیٹھ کر بتایا

طلحہ آج بزی ہے اس لیے میں اکیلا ہوں۔ سعد نے بات شروع کی۔

ہمم بزی تو وہ ہے سرجن جو ہے۔ فلزہ ہنس کے بولی۔

ڈاکٹر سعد اور ڈاکٹر فلزہ پلیز ہوسپٹل کے اندر چلیں۔وہ دونوں باتوں میں مگن تھے جب اایک نرس ان کی طرف آتا ہوا بولا تو وہ دونوں فورن سے اندر کی طرف جانے لگیں

❤❤❤❤❤

عزہ روحان کے ساتھ سینٹارس مال آئی تھی شابنگ کے لیے اس نے اپنے چہرے پہ ماسک لگایا ہوا تھا اور روحان نے بھی تاکہ ان کو کوئی پہنچان نہیں پائے اور وہ دونوں آرام سے شابنگ کر سکیں۔

کل موم ڈیڈ آئیں گیں ماموں مامی سے بات کرنیں۔شابنگ کے بعد وہ فوڈ کارنر میں آئے تھے جب روحان نے بتایا۔

نائس پر ابھی منگنی کی بات ہو گی شادی دو ماہ بعد تب تک میرا شوٹ مکمل ہو جائے گا۔ عزہ نے کہا تو روحان نے سر کو خم دیا جس پہ عزہ مسکرا کر کھانے کی طرف متوجہ ہوئی۔

اب کہاں جانا ہے؟وہ دونوں گاڑی کی طرف آئے تو روحان نے کہا۔

گھر ڈراپ کر دو۔عزہ نے سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے کہا۔

لونگ ڈرائیو پہ جانے کا پلین تھا ہمارا۔روحان نے یاد کروایہ۔

تھا تو سہی پر پہلے شوٹ اس کے بعد شاپنگ تو میں تھک گئی ہوں اور رات بھی ہو گئی ہے اس لیے۔ عنزہ نے ونڈو سے باہر جھانکتے ہوئے کہا جہاں تاریخی کا راج تھا پر لائٹس چمکنے کی وجہ سے زیادہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

اوکے ایز یو وش۔ روحان کندھے اچکا کر بولا اور ساتھ میں گاڑی سٹارٹ کر دی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

کیا سوچ رہی ہیں؟ آج طلحہ گھر پہ تھا کمرے سے جب وہ فریش ہو کر نکلا تو آمنہ بیگم کو سوچوں میں دیکھ کر پوچھے بنا نہ رہ سکا۔

گل ناز اور اس کا شوہر آیا ہے بھائی مقصوم کی طرف۔ آمنہ بیگم نے بتایا۔

تو آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں اپنے بھائی کے پاس آئی ہیں پھپھو اور کونسا پہلی بار آئی ہیں۔ طلحہ نے آرام سے کہتے ٹی وی کا ریموٹ پکڑا۔

جس مقصد سے آئی وہ پہلی دفع ہے۔ آمنہ بیگم کی بات پہ اس کا ماتھا ٹھٹکا۔

مطلب؟ طلحہ اپنے لہجے کو سرسری کر کے بولا۔

روحان اور عنزہ کی منگنی کی ڈیٹ فائنل کرنے آئے ہیں۔ آمنہ بیگم نے بتایا تو طلحہ کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔

اچھی بات ہے۔ طلحہ زبردستی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے بولا۔

تم کہو تو میں تمہارے اور

امی پلیز۔ طلحہ نے بیچ میں ٹوک دیا تو آمنہ بیگم نے افسوس سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی۔

وہ انکار نہیں کریں گے۔ آمنہ بیگم نے سمجھانا چاہا۔

پر میں انکار کر رہا ہوں امی میرے ماضی کو ماضی رہنے دیں میں اپنے ماضی کو مستقبل کا حصہ نہیں بنانا چاہتا۔ طلحہ سنجیدگی سے کہتا باہر نکل گیا آمنہ بیگم نے روکا نہیں وہ کہنا چاہتی تھی کے ماضی تب ہوتا جب تم بھول جاتے جو ہر منٹ بات لمحہ یاد ہو اس کو ماضی نہیں کہا جاتا۔

❤❤❤❤❤❤

پھر طئے ہوا کے تین دن بعد اتوار کو انگیجمنٹ کا فنکشن ہوا۔ گل ناز بیگم نے مسکرا کر اپنے بھائی سے کہا۔

بلکل اگر بچیں راضی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مقصوم صاحب نے کہا جس پہ روحان نے گہری نظروں سے عنزہ کو دیکھا جو ہر چیز سے بے نیاز کباب کھانے میں مصروف تھی۔

مبارک ہو۔ روحان عنزہ کے کان کے پاس آکر بولا۔

تمہیں بھی مبارک ہو۔ عنزہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

بھا بھی بھی ہوتی تو اچھا ہوتا تاریخ ہونے کے ہوتے ہوئے طئے کرتے۔ گل ناز نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE

ہم نے کہا تھا پر انہوں نے کہا کے طبیعت نہیں کچھ ٹھیک اس لیے نہ آ سکی۔ سمیہ بیگم نے بتایا تو انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

طلحہ کی بھی ہونی چاہیے شادی ستائیس کا ہو گیا ہے ماشااللہ سے۔ گل ناز بیگم نے شوشا چھوڑا عنزہ کا دل زور سے دھڑکا روحان نے بغور اس کے تاثرات دیکھنے لگا۔

آمنہ بھابھی نے لڑکی دیکھ لی ہے بس طلحہ ہاں کر دیں تو وہ لیں آئے گی دولہن کو سمیہ بیگم نے مسکرا کر کہا عنزہ نے آنکھوں میں الجھن لیے اپنی ماں کو دیکھا اس کے دماغ میں سب سے پہلے خیال فلزہ کا آیا تھا۔

اچھا وہ کون مامی؟ روحان نے دلچسپی سے پوچھا

کولیگ ہے طلحہ کی بہت سال سے ساتھ ہیں اس کا ہی سوچ رہی ہیں نام بتایا تھا پر یاد نہیں۔ سمیہ بیگم نے بتایا تو روحان نے عنزہ کو دیکھا جس کے تاثرات اپنی شادی کی بات پہ تو نارمل تھے مگر طلحہ کی شادی کا سن کر اس کا رواں رواں بے چین ہو گیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اپنی زندگی کو مشکل میں مت ڈالو اپنا لوں عنزہ کو انا میں آکر خود کی زندگی کو بدترین مت بناؤ۔ سعد نے طلحہ کو سمجھانا چاہا۔

میرے لیے اب ان چیزوں کی گنجائش نہیں وہ خوش ہے اپنی زندگی میں میں بھی اس سے زیادہ خوش ہوں اپنی زندگی میں۔ طلحہ نے سعد سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

کتنے خوش ہو تم یہ میں اچھے سے جانتا ہوں۔ سعد نے طنزیہ انداز میں کہا جس سے طلحہ نظریں چُرا گیا۔

دیکھو طلحہ تم اس سے آج بھی محبت کرتے ہو تمہاری محبت کی شدت میں نے اس دن دیکھ لی تھی جس دن عنزہ آئے سی یو روم میں تھی۔ سعد نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا طلحہ اب بھی خاموش رہا۔

دیکھ لو گے اس کو روحان کے ساتھ برداشت کر لوں گے جب اس کی شادی کسی اور سے ہو جائے گی؟ سعد نے وہ سوال کر ڈالا جس کا جواب طلحہ خود نہیں جانتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج بھی سوچتا ہوں تو بس یہی کہ کیسے
اس کا دل کسی اور کا ہونے کو مانا ہو گا

دیکھ رہا ہوں اب سے نہیں چھ سالوں سے برداشت بھی کر لوں گا میں نے کہا نہ اب میری زندگی میں ان چیزوں کی گنجائش نہیں تو مطلب نہیں۔ طلحہ سخت لہجے میں بولا۔

یہ بات ہے تو آجانا اس کی منگنی میں آخر کو کزن ہے تمہاری امید ہے ثابت کر لوں گیں کے واقع میں گنجائش نہیں۔ سعد نے چیلینج کرنے والے انداز میں کہا۔

میں کوشش کروں گا آنے کی پر یقین سے نہیں کہہ سکتا کیوں کی مجھے بہت کام ہوتے ہیں۔ طلحہ کی بات پہ سعد مسکرا دیا جب کی طلحہ اس کو نظرانداز کرتا وہاں سے چلا گیا۔

عشق سچا وہی جس کو ملتی نہیں منزلیں،،

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

عنزہ اپنے کمرے میں بیٹھی تیار ہو رہی تھی بیوٹیشن بھی ساتھ تھی جس نے عنزہ کو میک اپ کرنا تھا آج اس کی منگنی تھی منگنی کا بندوبست گھر کے اندر کیا گیا تھا۔

میم یو لک ویری پریٹی۔ عنزہ جیسے ہی واشروم سے گلابی کلر کی میکسی پہنے نکلی تو پارلر والی نے کہا جس پہ عنزہ نے مسکرانے پہ اکتفا کیا اور مرر کے سامنے کھڑی ہو کر خود پہ تنقیدی نگاہ ڈالی گلابی کلر کی میکسی جس کا گلا گول تھا اور بازوں سلیولیس تھے بس دونوں بازوں پہ ایک اسٹریپ کی لڑی تھی۔

میم سٹ۔ پارلر والی کی آواز پہ عنزہ گہری سانس بھر کر بیٹھ گی تو بیوٹیشن نے اپنے ہاتھوں کی مہارت سے اس کے چہرے پہ خوبصورت سا میک اپ کیا میک اپ کے بعد بالوں کو اس نے اسٹریٹ کر کے پیچھے چھوڑا جب کی سر پہ پنز لگائی جس پہ موتی لگیں ہوئے تھے جو بہت خوبصورت لگ رہی تھے عنزہ کو تیار کرنے بعد اس نے میچنگ جیولری پہنائی جو بس ایک چین اور بریسلیٹ تھا کانوں پہ گلابی ٹاپس پہنائے عنزہ بے

تاثر نظروں سے اپنا خوبصورت چہرہ دیکھ رہی تھیں وہ چاہ کر بھی کوئی خوشی محسوس نہیں کر پا رہی تھیں

بار بار ایک انسان کا خیال آرہا تھا جس سے بچنے کے لیے اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لی۔

میرے بعد احساس ہو گا تمہیں

میرا ہونا کیا تھا، میرا نہ ہونا کیا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ مجھے آٹو گرام دیں سکتی ہیں؟ بیوٹیشن نے تیار کرنے کے بعد فرمائش کی تو عنزہ نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جو ہاتھ میں پین اور رومال پکڑے کھڑی تھی عنزہ نے دونوں چیزیں لی آٹو گراف دینے کے بعد واپس کی تو بیوٹیشن شکریہ کہہ کر اپنا سامان پیک کرنے لگی جب کی عنزہ لاتعداد سوچوں میں کھو گئ۔

نیچے روحان اپنی فیملی کے ساتھ آگیا تھا اس نے سفید کلر کی شیر وانی پہنی ہوئی تھی بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے وہ بہت پیارا الگ رہا تھا سب سے ملنے ملانے کے بعد مقصوم صاحب اس کو ہال میں بنے اسٹیج پہ لے گئے تھے جہاں منگنی کی رسم طئ ہونا پائی تھی۔

بھابھی طلحہ نہیں آئے گا کیا اس کی کزن کی منگنی ہے آنا تو چاہیے تھا۔ مقصوم صاحب آمنہ بیگم سے بولے جو کچھ دیر پہلے ہی وہاں آئی تھی۔

کچھ ضروری کام تھا اس کو منگنی کی رسم سے پہلے آجائے گا۔ آمنہ بیگم نے مسکرا کر بتایا ان کی بات پہ روحان کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی تھی اس کو شدت سے طلحہ کے آنے کا انتظار ہونے لگا تاکہ وہ اس کی بکھری حالت دیکھ سکے جس کی خواہش جانے کب سے اس کی دل میں تھی۔

میں عنزہ کو لیکر آتی ہوں۔ سمیہ بیگم سب مہمانوں کو دیکھتی ہوئی بول کر اوپر عنزہ کے کمرے کی طرف جانے لگی جہاں عنزہ رانیہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی سمیہ بیگم اندر آئی تو عنزہ کو دیکھ کر صدقے واری ہوئی وہ لگ جو اتنی پیاری رہی تھی۔

نیچے چلو سب مہمان آگئے ہیں۔ سمیہ بیگم نے عنزہ سے کہا جس پہ وہ سر اثبات میں ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی رانیہ بھی اپنا فراق سنبھالتی عنزہ کے ساتھ کھڑی ہوئی عنزہ جیسے ہی سیڑھیوں کے پاس رانیہ اور سمیہ بیگم کے درمیان آنے لگی اسی وقت ہال کے داخلی دروازے سے طلحہ کی بھی اینٹری ہوئی تھی طلحہ کی نظر عنزہ پہ پڑی تو پلٹنا بھول گئی تھی یہی حال عنزہ کا تھا اس نے بلیک پینٹ کوٹ میں طلحہ کو دیکھا تو دل بغاوت پہ اتر آیا وہ ہر چیز کو فراموش کر کے وہ بس کسی مورت کی طرح اپنی ماں کے سہارے چلی آرہی تھی

نظریں تو بس طلحہ پہ ٹکی ہوئی تھی جو ہوش میں آ کر فوراً سے اپنی نظروں کا زاویہ بدل گیا تھا طلحہ بلیک پینٹ کوٹ پہنے اور بالوں کو جیل سے سیٹ کیا تھا گندمی رنگت پہ سنجیدگی چھائی ہوئی تھی جو اس کو بہت منفرد اور خوبصورت بنا رہی تھی عنزہ کا دل زور سے دھڑکا تھا یہ سارا منظر روحان ناگوری سے دیکھ رہا تھا اس کو مزید برداشت نہ ہوا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر عنزہ کے پاس آیا اور اپنا ہاتھ اس کے بازوں پہ رکھ کر اپنے حصار میں لیا تھا یہ سین کیمرہ میں قید ہو گیا تھا عنزہ ہوش میں آتی روحان کا ہاتھ ہٹانے لگی پر روحان نے کرنے نہیں دیا عنزہ نے چور نگاہ طلحہ پہ ڈالی جو بے نیاز سار ویان کے ساتھ کھڑا بات کر رہا تھا عنزہ سر جھٹکتی روحان کے ساتھ اسٹیج کی طرف آئی۔

طلحہ نے بڑے ضبط سے روحان کا ہاتھ عنزہ کے برہنہ بازوں پہ برداشت کیا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ روحان کا ہاتھ توڑ ڈالتا اس کو شاک تو اس بات پہ تھا کے عنزہ اتنا نارمل بیہیو کیوں کر رہی تھی اس کو روحان سے بیس قدموں کے فاصلے پہ ہونا چاہیے تھا اس کو اپنی اندر گھٹن کا احساس ہو رہا تھا یہاں آنے کا فیصلہ اس کو بیوقوفانہ لگا تھا۔

درد ہے یا تیری طلب لیکن جو بھی ہے مسلسل ہے

www.neweramagazine.com

Email: Neramag@gmail.com

طلحہ بھائی چلیں رسم شروع ہونے والی ہے۔رویام نے طلحہ سے کہا۔

تم چلو میں آتا ہوں۔طلحہ مصنوعی مسکراہٹ سے بولا ورنہ دل تو خون کے آنسو رو رہا تھا وہ جانتا تھا عنزہ کے بنا زندگی آسان نہیں ہوگی پر اس نے سوچا تھا وہ خود کو سنبھال لیں گا پر وقت کے ساتھ ساتھ اندازہ ہو رہا تھا خود کو سنبھالنا مشکل ہے جس سے آپ محبت کرتے ہو اس کو کسی اور کے ساتھ دیکھنا عذاب ہے بہت بڑا عذاب۔طلحہ اپنی ماں کے بلانے پہ ناچاہتے ہوئے بھی اسٹیج کی طرف آیا اور سائیڈ پہ کھڑا ہو گیا۔

یہ لو انگھوٹی۔سمیہ بیگم نے پہلے عنزہ کو دی تو عنزہ نے ایک نظر طلحہ کو دیکھا جو ایسے کھڑا تھا جیسے اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا ہو عنزہ کے اندر کچھ چھن کے ٹوٹا تھا طلحہ کی اس قدر لاتعلقی دیکھ اس نے گہری سانس لی اور مسکرا کر روحان کے ہاتھ کی انگلی میں انگھوٹی پہنائی تو پورا ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا روحان نے جتاتی نظروں سے طلحہ کو دیکھا جو اس کے دیکھنے پہ مسکراہٹ پاس کی تھی جس سے روحان کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی عنزہ کے انگھوٹی پہنانے کے بعد گل ناز نے روحان کو انگھوٹی دی جس پہ روحان نے عنزہ کا مخروطی نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر اس کو انگھوٹی پہنائی جس سے دوبارہ ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا سب نے باری باری ان کو منگنی کی

مبارک اور تحائف دیئے اس کے بعد فوٹو سیشن شروع ہوا تو طلحہ سب سے نظر بچاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔روحان نے فوٹو شوٹ ہونے کے بعد عنزہ سے کہا۔

شکریہ تم بھی اچھے لگ رہے ہو۔عنزہ نے مسکرا کر کہا۔

ڈانس ہو جائے۔روحان نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کیے کہا۔

میں بہت تھک گئی ہوں۔عنزہ نے انکار کیا تو روحان نے اپنی مٹھیاں زور سے بھینچ لی۔

اوکے میں ذرہ اپنے گیسٹ سے مل لوں۔روحان کہتا نیچے کی طرف گیا جہاں سب مہمان خوش گپوں میں مصروف تھے عنزہ نے سب لوگوں میں طلحہ کو نہیں دیکھا تو گہرے سانس بھرنے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

طلحہ ٹیرس پہ کھڑا آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا آج اس کو اپنا آپ خالی محسوس ہو رہا تھا نہ چاہئے ہوئے بھی اس کی سوچ بھٹک بھٹک کر عنزہ کی طرف جا رہی تھی اس کو اپنا دل جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا روحان کے ساتھ عنزہ کو دیکھنا اس نے کس ضبط سے برداشت کیا تھا یہ بات وہ جانتا تھا یا اس کا رب اِس وقت وہ خود کو بے بسی کی انتہا پہ تھا۔وہ خاموش ہی کھڑا تھا جب اپنے چہرے پہ کسی کی تپش کا احساس ہوا تو اس کے گردن موڑ کر دیکھا جہاں سامنے عنزہ کافی کا کپ پکڑے اس کو ہی دیکھ رہی تھی طلحہ نے اپنی نظروں کا

زاویہ بدلا اور نیچے چلا گیا طلحہ کو جاتا دیکھا تو اس کے چہرے پہ عجیب سی مسکراہٹ آئی وہ سب مہمانوں کے جانے کے بعد اپنے کمرے میں آرام کرنے کے غرض سے گئی تھی جب اس کو اپنے کمرے میں وحشت ہونے لگی تو اس نے ٹیرس پہ جانے کا سوچا وہاں آئی تو اس کی نظر بے ساختہ طلحہ پہ پڑی جو خاموش سا آسمان کو دیکھ رہا تھا اور عزہ نے اس کو دیکھنا شروع کیا تھا۔

مطلب میری نظروں میں اتنی تپش ہے کہ تمہیں محسوس ہو۔عزہ خود سے بڑبڑاتی ٹیرس سے جانے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کیسا لگ رہا ہے طلحہ سے جیت کر آج تو تم نے اس کی قیمتی چیز کو اپنے نام کر ہی دیا۔آریز نے مشروب پیتے روحان سے کہا۔

کونسی جیت اچھا بھلا ہے وہ اس کو کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا عزہ کو میرے قریب دیکھ کر نارمل انداز تھا اس کا جلا تو میں اس کو چاہ رہا تھا پر اس طلحہ کا بے نیاز انداز دیکھ کر جل میں گیا۔روحان نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

دیکھاوا کر رہا تھا ورنہ اندر تو آگ لگی ہو گی۔آریز نے کہا۔

کیا فائدہ ایسی آگ کا جو مجھے نظر نہیں آئی یا میرے سکون کا باعث نہیں بن رہی۔

روحان دانت پیس کر بولا آریز اس وقت روحان کے گھر میں دیکھا وہ باتیں کرتے

NEW ERA MAGAZINE

وقت دھیان نہ دیں پائے کے کوئی تیسرا ابھی ان کی باتیں حیرت سے سن رہا تھا۔اور وہ کوئی اور نہیں رویام تھا

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کافی لانا میرے لیے۔عنزہ صبح اٹھ کر نیچے آکر ملازمہ سے بولی جو سر ہلاتی وہاں سے گزر گئی تھی۔

اب تو شوبز انڈسٹری چھوڑ دو گی نہ شادی جو ہونے والی ہے؟سمیہ بیگم نے اس کو بیٹھتے دیکھا تو سنجیدگی سے پوچھا۔

نو موم روحان اور میں مل کر کام کریں گے آپ فکر نہ کریں روحان کو کوئی پروبلم نہیں۔عنزہ ملازمہ سے کافی کا کپ تھامتی ہوئی بولی۔

دیکھو عنزہ چھ سال سے تم اپنی ضد پہ قائم رہی ہو اب چھوڑ دو یہ سب۔سمیہ بیگم نے۔سمجھانا چاہا۔

موم آپ کے پاس ایک یہی ٹاپک ہوتا ہے کیا بات کرنے کے لیے میں جب بھی آپ کے ساتھ بیٹھتی ہوں آپ مجھے انڈسٹری چھوڑنے کا کہتی ہیں۔عنزہ کوفت سے کہا۔

اور بات میں کیا کروں تم سے ایک یہ بات مان لو احسان رہے گا تمہارا سوچا تھا شادی کے بعد شاید تمہارے کوئی عقل آئے مگر منگنی بھی مراثی سے کی۔سمیہ بیگم جلے دل کے

پھپھوڑے پھوڑتی۔ وہاں سے اٹھ گئی۔ عنزہ حیرت سے ان کو دیکھنے لگی جو سپر اسٹار
روحان کو مراثی ہونے کا لقب دیں گئی تھی سوچتے سوچتے اس کو ہنسی آ گئی۔

ہوسپٹل جا رہے ہو؟ طلحہ کو نیچے تیار ہوتا آتے دیکھا تو آمنہ بیگم نے پوچھا۔
جی امی وہی جارہا ہوں آپ کو کوئی کام تھا؟ طلحہ نے جواب دیں کر پوچھا۔
کام تو کوئی نہیں تھا سوچ رہی ہوں تمہاری خالہ سے ثنایا کا ہاتھ مانگوں تمہارے لیے۔
آمنہ بیگم کی بات پہ طلحہ نے ان کی طرف دیکھا۔
آپ کی مرضی میں اب آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ طلحہ نے کچھ سوچ کر کہا وہ تھک
گیا تھا آمنہ بیگم کے۔ سامنے بہانے کر کر اس لیے اس نے آگے بڑنے کا سوچ لیا تھا۔
کیا واقع؟ آمنہ بیگم کو یقین نہ آیا۔
جی امی جان۔ طلحہ نے مسکرا کر کہا جس پہ آمنہ بیگم کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔
میں آج ہی ان سے بات کر کے منگنی کی تاریخ طے کروں گی پھر جلدی ہی شادی کی بھی
اب میں اور دیر نہیں کروں گی۔ آمنہ بیگم کی جلد بازی پہ طلحہ نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔

رویام اپنے کمرے میں اضطراب کی حالت میں چکر کاٹ رہا تھا اس کو یقین نہیں آرہا تھا
اس نے جو روحان اور آریز کی باتیں سنی وہ سچ تھی؟

طلحہ بھائی کو بتاؤ ساری حقیقت کیا پتا وہ عزہ آپی کو معاف کر دیں؟رویام خود سے بولا۔
نہیں آپی کو بتاتا ہوں کیونکہ غلط تو ان کے ساتھ ہوا نہ روحان بھائی کو حسد طلحہ بھائی سے تھا اور طلحہ بھائی کو عزہ آپی سے محبت جس کی وجہ سے عزہ آپی بلاوجہ بھائی کا ٹارگٹ بنی۔رویام نے اپنی بات کی نفی کی اور بیڈ پہ پڑا اپنا سیل فون اٹھا کر عزہ کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

ہیلو رویام۔عزہ نے کال اٹینڈ کر کے کہا۔

جی آپی آپ سے ضروری بات کرنی تھی کیا آپ فری ہیں؟رویام نے پوچھا۔

تم بولوں میں سن رہی ہوں۔عزہ نے اجازت دی۔

روحان بھائی نے آپ کے ساتھ چیٹ کیا ہے۔رویام ایک سانس میں بولا۔

ہوش میں ہو تم کیا بول رہے ہو یہ۔عزہ کو سمجھ نہیں آیا۔

جی بھائی نے آپ کو یوز کیا صرف اور صرف طلحہ بھائی کو ہرانے کے لیے کیونکہ وہ آپ کو بہت چاہتے تھے ان کو لگا اگر آپ طلحہ بھائی کو چھوڑ دیں گی تو طلحہ بھائی ٹوٹ جائے گا وہ ہار جائے گیں روحان بھائی سے پیچھے رہ جائے گیں پر ایسا نہیں ہو سکا کیونکہ طلحہ بھائی کو اپنے جذبات چھپانے آتے ہیں۔رویام کا ہر ایک لفظ اس کے اُپر کسی بم کی طرح گر رہا

تھا وہ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ اس کی بات سن رہی تھی جب کی ہاتھ برف کی طرح ٹھنڈے ہو رہے تھے۔

رویام تمہیں کوئی غلطفہمی ہوئی ہو گی طلحہ سے خار روحان کی ایک طرف پر میں اس کی کزن تھی وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔ عنزہ اپنے خشک ہوتے ہونٹوں پہ زبان پھیر کر بولی۔

ضرور اگر میں اپنے کانوں سے نہ سنتا پر مجھے کوئی غلطفہمی نہیں ہوئی بھلا خود سوچ روحان بھائی نے آپ کو اتنا فورس کیوں کیا شوبز میں جانے کے لیے آپ کو آڈیشن کا بھی بتایا جب کی آپ بس ایسے ہی خواہش رکھتی آپ جانتی تھی طلحہ بھائی کو یہ سب نہیں پسند جس کی وجہ سے آپ نے شوبز کے بارے میں طلحہ بھائی سے بس سرسری سے ذکر کیا تھا پر روحان بھائی نے آپ کا مائینڈ واش کیا آپ کو طلحہ بھائی سے بدزن کیا کیونکہ سب جانتے تھے طلحہ بھائی کی آپ کے معاملے میں کتنے سینسٹو اور پوزیسو تھے اِس بات کا فائدہ بھائی نے اٹھایا اور کامیاب بھی ہو گیا۔ رویام نے حقیقت کے سارے رخ عنزہ کو دیکھائے جس کو دیکھ کر عنزہ کے دل نے بس مرنے کی دعائیں کی آنسو کسی لڑیوں کی طرح اس کی آنکھوں سے بہتے گئے اس میں مزید کچھ سننے کی سکت نہیں تھی اس لیے فون کاٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اس کو آج بھی یاد تھا جب وہ

طلحہ کو اکیلا چھوڑ کر گئی تھی طلحہ کا چہرہ پل بھر میں فق ہوا تھا اس کو بہت مان تھا کے عنزہ بس طلحہ کو چُنے گی اور اس نے کیا کیا ایک ہی جھٹکے میں اس کا مان توڑ دیا تھا اس کی ساری محبتیں عنایتیں وہ بس ایک کام کی وجہ سے نظرانداز کر گئی صرف اِس وجہ سے کے اس کو اپنا کرئیر بنانا تھا جو وہ طلحہ کے کہنے پہ ڈاکٹر بن کر بھی بنا سکتی تھی عنزہ کو روحان سے زیادہ خود سے نفرت ہونے لگی اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ ڈال کر بُری طرح سے نوچا۔

یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔ عنزہ روتے ہوئے خود سے بولی۔

میں زندہ کیوں ہوں مجھے مر جانا چاہیے محبت میں بے وفائی کرنے والے کو کوئی حق نہیں زندہ رہنے کا۔ عنزہ پاگلوں والے انداز میں کہتی کمرے سے باہر آئی ہال میں آکر اس نے یہاں وہاں نظر گھمائی تو میز پہ فروٹ باسکٹ کے ساتھ نائیف نظر آئی عنزہ نے بنا یہاں وہاں دیکھے نائیف ہاتھ میں لی چہرہ پورا آنسو سے تر تھا عنزہ نے گہرے سانس لیے اور نائیف کلائی پہ نس کی جگہ رکھی دباؤ بڑھانے والی تھی جب کسی نے نائیف ہاتھ سے کھینچ کر لی عنزہ نے جو آنکھیں بند کر لی تھی اچانک ہوتی اکتفا کر اپنی آنکھیں کھول کر سامنے والے کی طرف دیکھا اس کا چہرہ اٹھانا تھا اور طلحہ نے پوری طاقت سے تھپڑ اس کے منہ پہ مارا عنزہ کے نازک گال پہ طلحہ کے بھاری ہاتھ کی انگلیوں کا نشان چھوڑ چکا

تھا عنزہ بے یقین نظروں طلحہ کو دیکھا جو شعلہ برساتی نظروں سے اس کو گھور رہا تھا اپنے سامنے طلحہ کو دیکھ کر اس کے آنسو میں مزید روانگی آ گئی تھی عنزہ بنا کسی بات کی پرواہ کیے طلحہ کے سینے سے لگ گئی اُس کی جرت پہ طلحہ ہکا بکارہ گیا وہ جو ابھی عنزہ کے احمقانہ حرکت کی وجہ نہیں جانا پایا تھا اب اس کا ایسے گلے لگ کر رونا سمجھ نہیں آیا وہ تو یہاں مقصوم صاحب سے ملنے آیا تھا آمنہ بیگم کے کہنے پہ ان کا کہنا تھا آج مقصوم بھائی کا آفس کے آف ہے اس کو جا کر کہو کے وہ ہمارے ساتھ چلیں سنایا کار شتے لینے کے لیے کیونکہ وہ بڑے ہیں ان کا جانا لازمی ہے جس پہ طلحہ ناچاہتے ہوئے بھی وہاں آ گیا تھا مگر ہال کا منظر دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے عنزہ کے ہاتھ میں نائیف دیکھ کر وہ تیر کی تیزی سے اس کے پاس آیا تھا عنزہ نے جیسے نائیف اپنی کلائی پہ رکھی تب طلحہ کا سانس اپناڑ کتا محسوس ہوا۔ طلحہ حیرت سے سمندر سے باہر آتا عنزہ کو کندھوں سے پکڑ کر دور کرنا چاہا کیونکہ اس کو فلحال عنزہ پہ غصہ تھا پر عنزہ نے اس کی پہنی شرٹ کو مٹھی میں جکڑ لیا جس پہ طلحہ نے گہری سانس لی۔

عنزہ۔ طلحہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اس کا نام لیا۔

آج چھ سال بعد طلحہ کے منہ سے اپنا نام سن کر عنزہ کو سکون محسوس ہوا تھا۔

مجھے معاف کر دو طلحہ پلیز مجھے معاف کر دو۔ عنزہ ہچکیوں کے درمیان روتی ہوئی بولی

کسی نے کچھ کہا ہے؟ طلحہ نے نرمی سے پوچھا جب کی عنزہ ہنوز زور سے اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی جس سے طلحہ عجیب کیفیت سے دوچار تھا اس کو ڈر تھا کے کہیں کوئی ملازم نہ آجائے یا مقصوم صاحب اگر ان کو ایسی حالت میں دیکھے گیں تو جانے کیا سوچے گیں۔

کسی نے کچھ نہیں کہا۔ عنزہ سوں سوں کرتی ہوئی بولی تو طلحہ ایسے ہی عنزہ کو اپنے حصار میں لیتا صوفے پہ بیٹھایا۔

تو پھر آنسو کی برسات کیوں جاری ہے؟ طلحہ اس کی آنکھیں صاف کرتا ہوا بولا عنزہ کو اِس وقت ایسا لگا جیسے ان کے درمیان کبھی چھ سال آئے ہی نہیں تھے۔

تم آج بھی مجھ سے محبت کرتے ہو نہ؟ عنزہ نے طلحہ کے ہاتھ تھام کر کہا طلحہ کے چہرے پہ جو نرمی تھی وہ یکدم غائب ہو گئ تھی۔

میں چچا جان سے ملنے آیا تھا یہ جو تم آج حرکت کرنے والی تھی نہ دوبارہ نہ کرنا۔ طلحہ صوفے سے اٹھتا سرد سپاٹ انداز میں بولا عنزہ نے بڑی تکلیف سے طلحہ کا سرد رویہ دیکھا تھا۔

میں آج بھی تم سے پیار کرتی ہوں طلحہ حد سے زیاد بے انتہا۔ عنزہ طلحہ کی پشت پہ سر ٹکائے بولی جب کی دونوں ہاتھ طلحہ کے سینے پہ دل کے مقام پہ تھے عنزہ کے ہاتھوں

کا نرم لمس محسوس کرتے طلحہ کا دل بغاوت پہ اُتر رہا تھا مگر وہ اِس بار دل کی نہیں سننا چاہتا تھا۔

شو بز انڈسٹری میں کام کرتے کرتے بہت بے باک ہو گئی ہو لڑکا لڑکی کے بیچ میں کیا حدود ہوتی ہیں وہ تو شاید سرے سے ہی بھول چکی ہو۔ طلحہ عنزہ کی جانب گھومتا سخت لہجے میں گویا ہوا عنزہ شاک کی حالت میں طلحہ کی ایسی بات سن رہی تھی اس کو یقین کرنے میں مشکل ہوئی کے اُس کے لیے ایسے جُملے ادا کرنے والا واقع طلحہ ہے یا کوئی اور۔

تم مجھے بے باک کہہ رہے ہو؟ عنزہ کو اپنی آواز کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ طلحہ بنا کوئی جواب دیئے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے جب کی عنزہ میں اب اتنی سکت نہیں تھی کے طلحہ کو روکتی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آمنہ بیگم مرحا کے ساتھ ہی چلی گئیں تھیں طلحہ نے آکر ان سے جھوٹ بولا تھا کے مقصوم صاحب گھر نہیں تھے گھر آنے کے بعد طلحہ ہوسپٹل جانے کے بجائے اپنے کمرے میں ہی رہ گیا تھا کیونکہ عنزہ کے رویے کی وجہ سے وہ حد درجہ پریشان ہو گیا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اچانک عنزہ کو کیا ہو گیا جو ایسے اس کے قریب آ رہی تھی ورنہ کل

تک تو بہت مطمئن تھی روحان سے منگنی کے بعد یہ خیال آتے ہی طلحہ کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آ گئی تھی۔

میں نے جس سے محبت کی تھی وہ عنزہ مقصوم تھی نا کہ عنزہ خان میری محبت تو اسی دن ختم ہو گئی تھی جب تم میرے جذبات کو روند کر چلی گئی تھی۔ طلحہ یہاں وہاں کمرے میں ٹہلتا خیالوں کی دنیا میں عنزہ سے مخاطب تھا۔

میرا دل تمہارا زر خیز غلام نہیں جو جب چاہا اندر آ گئی جب جی چاہا چھوڑ کر چلی گئی۔ طلحہ دیوار پہ مکہ مارتا طیش کے عالم میں بولا۔

اب ذرہ چاہیے تنہائی مجھے

اب کوئی چاہنے والا نہیں چاہیے

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

دو دن ہو گئے تھے اس نے خود کو کمرے میں بند کر رکھا تھا سمیہ بیگم یا مقصوم صاحب نے بھی پوچھنے کی زحمت نہ کی کیونکہ کے ان کے اپنے پاس ہی بہت سے کام تھے جس وجہ سے وہ عنزہ کو وقت نہیں دیں پاتے تھے عنزہ کے ایکسڈنٹ کے بعد کچھ وقت تک تو وہ بہت پیار سے رہے پھر دوبارہ سے لاپرواہ ہو گئے جس کی پرواہ عنزہ کو بھی نہیں تھی اس کو بس اب طلحہ کی معافی اور اس کا ساتھ چاہیے تھا جانتی تھی اب ایسا اتنا آسان نہیں پر اس نے سوچ لیا تھا وہ طلحہ کو منا لیگی کیونکہ اس کو پتا تھا طلحہ آج بھی اس کو چاہتا ہے

بس ناراض ہے اس سے جس کو وہ ختم کر دے گی عنزہ ایک عزم کے ساتھ بیڈ سے اٹھی واشروم کی طرف بڑھ گئی دس پندرہ منٹ بعد واشروم سے نکلی تو ہلکے اورنج کلر کی سلیولیس شرٹ پہنی تھی جو گھٹنوں سے اُپر تھی اور ساتھ میں وائیٹ ٹائیٹ پاجاما تھا عنزہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوتی ہیئر ڈرائیر سے اپنے بال سوکھائے بالوں میں کیچر لگانے کے بعد اس نے چہرے پہ ہلکہ سا میک اپ کیا جوان دو دنوں میں مرجھا یا گیا تھا تیاری مکمل ہونے کے بعد اچھے سے خود کا جائزہ لیتی اپنا سیل فون اٹھاتی اس میں ایک میسج ٹائپ کر کے موبائل کو پرس میں ڈالا پھر ریک سے اپنی ہیل والی سینڈل پہنتی وہ باہر جانے کے لیے نکل گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کہاں کھوئے ہوئے ہو بہت دنوں سے نوٹ کر رہا ہوں کافی اُلجھے ہوئے لگ رہے ہو۔

سعد نے طلحہ سے پوچھا جو پیشنٹ کی کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا مگر دھیان کہیں اور تھا۔

کہیں نہیں بس سر میں درد ہے کچھ۔ طلحہ نے بہانا بنایا۔

آنٹی نے بتایا تمہارے رشتے کا۔ سعد نے سرسری انداز میں کہا۔

ہاں بہت جلدی ہے ان کو میری شادی کی۔ طلحہ طنزیہ مسکراہٹ سے بولا۔

ظاہر ہے ماں ہے تمہاری ان کو جلدی نہیں ہو گی تو کس کو ہو گی ویسے بھی ماں باپ کو بہت ارمان ہوتا ہے اپنی اولاد کی شادی کے حساب سے۔ سعد آرام سے بولا۔

جانتا ہوں۔ طلحہ گہری سانس لیتا ہوا بولا

مجھ سے تو انہوں نے فلزہ کا ذکر کیا تھا پر پھر یہ خالہ کی بیٹی سنایا کہاں سے آ گئی۔ سعد کو اچانک خیال آیا تو کہا۔

ان کو پتا نہیں تھا نہ کہ فلزہ کا نکاح ہو چکا ہے آلریڈی اس لیے جب بھی ان کو دیکھتی اپنی بہو نظر آتی پر جب مجھے ان کی سوچ کا اندازہ ہوا تو میں نے عام انداز میں بتا دیا ڈر تھا کہ کہیں امی فلزہ سے ہی بات نہ کہہ دیں۔ طلحہ نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا

اوو تو ڈاکٹر فلزہ کا نکاح ہو چکا ہے مجھے نہیں تھا پتا۔ سعد خوشگوار حیرت سے بولا۔

تین سال پہلے ہی ہو چکا تھا شادی بھی ہو جائے گی اب تو۔ طلحہ نے مزید بتایا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اتنی ایمرجنسی میں بلایا مجھے سب تو ٹھیک تو ہے نہ میرے سونگ کی رکارڈنگ تھی آج جس کو سٹاپ کرتا میں یہاں آ گیا ہوں۔ عنزہ جیسے ہی ریسٹورنٹ آئی روحان نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی جس کو عنزہ نے بہت کوفت سے سنا تھا ساری سچائی جاننے کے بعد وہ روحان کا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی کیونکہ اس کو ساری غلطی بس روحان کی

لگ رہی تھی اور اب وہ بس باقاعدہ اور فائنل بات کرنے کے لیے روحان کو میسج کر کے یہاں آنے کا کہا تھا۔

بہت ضروری بات تھی اس لیے ملنے چلی آئی۔ عنزہ سرد لہجے میں بولی روحان نے غور سے عنزہ کی جانب دیکھا جو بہت بدلی بدلی سی لگ رہی تھی۔

کیا بات ہے؟ روحان نے جاننا چاہا۔

یہ دینے آئی تھی۔ عنزہ نے اپنی پرس سے ایک چیز نکال کر روحان کے سامنے کر کے کہا۔

مجھے کیوں دینی ہے یہ تو تمہاری ہے۔ روحان کی بات پہ عنزہ نے تاسف سے اس کے دوغلے روپ کو دیکھا تھا جو کسی سانپ کی طرح اپنوں کو بھی ڈس رہا تھا۔

میں تم سے سارے رشتے ختم کرتی ہوں۔ عنزہ نے بم پھوڑا۔

ہوش میں ہو تم۔ سامنے انگیجمنٹ رنگ دیکھ کر اُوپر سے عنزہ کی یہ بات سن کر روحان نے بہت مشکل سے اپنے لہجے کو دھیما رکھا تھا۔

ہوش میں تو میں اب آئی ہوں مجھے شرم آ رہی ہے کہ میں نے چھ سال سے تم پہ یقین کیا تمہاری بات مانی تمہیں اچھا انسان سمجھا جب کی حقیقت اس کے بر عکس تھی تم بس

طلحہ سے جیت نے کے لیے مجھے نشانہ بنایا۔ عنزہ کاٹ دار لہجے میں بولی اس کی بات پہ روحان کچھ گڑ بڑایا تھا۔

کیا بول رہی ہو ایسا کچھ نہیں میں کیوں اور کس لیے طلحہ سے جیتنا چاہوں گا اس کے پاس ہے یہی کیا۔ روحان نے نا سمجھی کی اداکاری کر کے کہا۔

اس کے پاس دماغ ہے ہر بار تم سے جیت جاتا تھا وہ تم سے کیونکہ طلحہ مقصود نے ہارنا کبھی سیکھا ہی نہیں تھا اس لیے تمہارے شیطانی دماغ نے ہم دونوں کو الگ کرنے کا سوچا دوسرا یہ کہ تم نے کہانہ کے طلحہ کے پاس کیا ہے تو بتاتی چلی طلحہ کے پاس خوبصورت دل جو ہر ایک کے پاس نہیں ہوتا۔ عنزہ مضبوط لہجے میں بولی۔

تمہیں کسی نے پٹی پڑھا کر بھیجا ہے ورنہ ایسا کچھ نہیں۔ روحان نے ایک اور کوشش کی عنزہ کو اپنی طرف کرنے کی۔

اوہ پلیز روحان۔ عنزہ کے ہاتھ کے اشارے سے اس کو خاموش کروایا۔

میں اب سترہ اٹھارہ سال کی ٹین ایجر لڑکی نہیں جس کو تم اپنی باتوں میں مطمئن کر لوں گے۔ عنزہ نے دوبارہ اپنی بات شروع کی۔

اچھا ٹھیک ہے پھر ختم کرو منگنی میں کونسا مرے جا رہا ہوں تمہارے لیے ویسے بھی اب اگر تمہیں کوئی خوش فہمی ہے نہ کے طلحہ سے اپنے رابطے بحال کرو گی تو یہ نہ سوچو کیونکہ

طلحہ کبھی یوز لیس چیز استعمال نہیں کرتا تو پھر تمہیں کیسے قبول کریں گا۔روحان کمینگی سے مسکرا کر بولا عنزہ کا دل کیا اس کے چہرے سے مسکراہٹ نوچ لیں۔

بہت ہی کمینے انسان ہو شرم نہیں آئی تمہیں اپنی لڑائی میں ایک لڑکی کو ہتھیار بنایا۔

عنزہ تاسف سے اس کی طرف دیکھ کر کہا جس پہ روحان ہنس پڑا۔

باتیں تو مجھے ایسے سنا رہی ہو جیسے خود بہت انوسینٹ ہو دیکھو مس عنزہ تم آج جس مقام ہو میری بدولت سے ہو اور اگر اپنی محبت سے محروم ہو تو اپنی وجہ سے کیونکہ چھ سال پہلے تمہارے ہی سر پہ پاکستان کی فیمس ایکٹریس بننے کا جنون سوار تھا میں نے تو بس اس جنون ہو ہوا دی جانتا جو تھا طلحہ کو یہ نہیں پسند اور جیسا میں نے چاہا ویسا ہی ہوا تم نے ایکٹریس بننے کے لیے طلحہ کو فراموش کر دیا اس کی محبت گنوادی۔روحان نے اس کے زخموں پہ نمک چھڑکا جس پہ عنزہ تڑپ اٹھی اس لیے بنا لحاظ کیے سامنے پڑا فریش جوس کا گلاس اٹھا کر روحان کے اُپر انڈیل ڈالا تھا روحان نے غصے عنزہ کو دیکھا جوس سارا اس کے بالوں سے ہوتا اس کی شرٹ خراب کر گیا تھا وہ تو اچھا تھا بکنگ پرائیویٹ ایریا میں تھی ورنہ اچھا خاصا اسکینڈل بن جاتا دونوں کا۔

یہ بلڈی۔روحان نے گالی بکی۔جب کی عنزہ نظر انداز کرتی ریسٹورنٹ نے باہر نکل گئ

روحان نے طیش کی حالت میں ہاتھ زور سے ٹیبل پہ مارا۔

روحان نے تو تمہیں بس شوبز جانے کے لیے آسانیاں پیش کی تھی جب کی طلحہ کو تو تم نے خود چھوڑا تھا اس لیے سارا قصور وار روحان کو نہ دو۔عنزہ رانیہ کی طرف آئی جب اس نے ساری بات بتائی تو رانیہ نے کہا جس پہ آنسو بہاتی عنزہ ساکت نظروں رانیہ کو دیکھنے لگی۔

عنزہ یہ جو محبت ہوتی ہے نہ یہ قربانیاں مانگتی ہے اس میں جب آزمائشیں آتی ہیں تو دونوں کو ساتھ آزمائشوں کو پورا کرنا ہوتا ہے جب تم لوگوں کی لائیف میں یہ وقت آیا تو تم نے محبت کے بجائے اپنی بات کو فوقیت دی دیکھا جائے تو طلحہ غلط نہیں تھا تمہیں ضد ہو گئی تھی اپنی بات منوانے کی پر ہمیشہ ایسے تو نہیں ہوتا نہ محبت میں ایک سے اپنی بات منوائی ہوتی ہے تو اس کی ماننی بھی پڑتی ہے۔رانیہ نے اس کو خاموش دیکھا تو پھر اپنی بات جاری کی۔

میں گئی تھی اس کے پاس وہ ایک دن بھی میرا انتظار نہ کر پایا اور چلا گیا۔عنزہ نے صفائی دی۔

وہ کیا انتظار کرتا تمہارا واپس آنے جانے کا رستہ تم نے خود بند کیا تھا جلد بازی کے فیصلوں سے ہمارا اپنا ہی خسارہ ہوتا ہے تم نے اپنے لیے یہ خسارہ خود تجویز کیا ہے۔رانیہ نے کہا۔

میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گی طلحہ مجھے معاف کر دیں گا کیونکہ وہ پیار کرتا ہے مجھ سے ویسے بھی پہلی محبت کوئی انسان نہیں بھول سکتا۔ عنزہ اپنا چہرہ صاف کیے کہا۔

تم بھی تو بھول کر روحان سے آگ

روحان کا نام نہ لو۔ عنزہ نے چیخ کر بیچ میں ہی رانیہ کی بات کو ٹوکا۔

اچھا تو اب کیا کرو گی تم؟ رانیہ نے بات بدلی۔

میں نے اپنے اسنسسٹ سے دو دن بعد کی کا۔ کانفرنس رکھنے کا کہا ہے وہ ارینج کر دیں گا سب کچھ۔ عنزہ کی بات پہ رانیہ نے سوالیہ نظروں سے عنزہ کو دیکھا۔

کانفرنس کس چیز کی؟

دو دن بعد پتا چل جائے گا۔ عنزہ نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میم کوئی خاص وجہ شوبز انڈسٹری چھوڑنے کی؟ آج عنزہ نے کانفرنس میں شوبز انڈسٹری کو خیر باد کرنے کا اعلان کیا تھا جس سے سب کو زور سے حیرت کا جھٹکا لگا تھا رپورٹرز دھڑ دھڑ تصویریں ویڈیو لیکر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی جس کے جواب عنزہ بہت تحمل سے جواب دیں رہی تھی۔

طلحہ سنجیدہ چہرہ لیے اپنے فون میں لائیو عنزہ کو میڈیا کے سامنے بولتا دیکھ رہا تھا وہ خود اپنی جگہ حیرانی کا شکار تھا۔

کوئی خاص وجہ تو نہیں بس میں نے اللہ کے کرم سے کم عرصے میں بہت نام کمایا پر اب میں مزید فلموں میں کام نہیں کر سکتی۔ عنزہ نے آرام سے بتایا۔

میم کچھ دن پہلے ہی آپ کی منگنی ہوئی تو کیا روحان علی نے آپ کو فورس کیا ہے کہ یہ کام چھوڑ دیں۔ ایک رپورٹر نے پوچھا۔

نہیں یہ میرا خود کا ذاتی فیصلہ ہے رہی بات منگنی کی تو میں نے کچھ وجوہات کی وجہ سے روحان علی سے منگنی ختم کر لی ہے۔ جہاں عنزہ اس بات پہ کھلبلی مچ گئی تھی وہی طلحہ کے چہرے پہ حیرت کی جگہ ناگوری نے لے لیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ہماری عزت تو پہلے ہی خراب کر دی تھی فلموں میں کرتے وقت اور اب رہی سہی کثر تم نے یہ اعلان کرنے میں ختم کر دی میں پوچھتی ہوں تمہیں ضرورت کیا تھی پوری کانفرنس کے سامنے یہ اعلان کرنے کی کہ تم نے روحان سے منگنی ختم کی۔ عنزہ کانفرنس سے جان چھڑوا کر آئی تو گھر میں ایک اور کانفرنس اس کی منتظر تھی جو مقصوم صاحب اور سمیہ بیگم نے لگائی تھی۔

آپ لوگ ہی تو چاہتے تھے کہ میں شوبزانڈسٹری میں کام کرنا چھوڑ دو تو اب جب چھوڑا ہے تو بھی آپ کو مسئلہ ہے۔ عنزہ بیزار لہجے میں بولی۔

روحان سے شادی کرنے کا فیصلہ تمہارا اپنا تھا تو یہ کیا تماشا کیا تم نے کانفرنس میں کے منگنی ختم کی۔ مقصوم صاحب نے سخت لہجے میں پوچھا۔

بس نہیں کرنی اب مجھے آپ سب بھی یہ ٹاپک بند کریں۔ عنزہ نے سنجیدگی سے کہا۔

اچانک شوبز کو خیر باد کہنا پھر روحان سے منگنی ختم آخر تمہارے دماغ میں چل کیا رہا ہے؟ سمیہ بیگم کڑوے چتون سے اس کو گھور کر بولی۔

ارادے بدلنے میں دیر نہیں لگتی ویسے بھی اب یہ میرا فائنل ڈیسیشن ہے۔ عنزہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

جو بھی پر ہمیں بتانے سے پہلے تمہیں میڈیا کے سامنے ایسے نہیں بولنا چاہیے تھا۔ سمیہ بیگم بولی۔

روحان کو بتادیا تھا اس نے اپنے گھر میں سب بتادیا ہوگا رہی بات آپ کو بتانے کی تو آپ گھر میں رہے تو بندہ کوئی بات بھی کریں۔ عنزہ ان کو شرمندہ کرتی کمرے میں جانب بڑھ گئی جب کی سمیہ بیگم اور مقصوم صاحب ایک دوسرے سے نظریں چُرانے لگے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اسلام علیکم، چچی جان طلحہ ہے گھر پہ؟ اتوار کا دن تھا عنزہ کو پتا تھا طلحہ گھر ہوگا اس لیے وہ صبح ہوتے ہی ان کے گھر آئی تھی تا کہ طلحہ سے بات کر سکیں وہ سیدھا طلحہ کے کمرشل میں جاتی مگر ہال میں مرحا اور آمنہ بیگم کو بیٹھا دیکھا تو ان کے پاس آئی۔

وعلیکم اسلام علیکم ماشااللہ آج کتنے وقت بعد یہاں آئی ہوں۔آمنہ بیگم خوشگوار لہجے میں بولی۔

بس فری تھی تو سوچا آپ لوگوں کے پاس آجاؤ۔عزہ نے بتایا۔

سچ میں یہی بات ہے یا آپ راستہ بھول گئی تھی؟ مرحا نے شرارت سے پوچھا۔

سچ میں میں یہی بات ہے۔عزہ نے مسکرا کر کہا

اچھا کیا۔آمنہ بیگم مرحا کو گھور کر عزہ سے بولی۔

طلحہ گھر پہ ہے؟ عزہ نے دوبارہ سے پوچھا

ہاں کمرے میں ہے اپنے۔آمنہ بیگم نے بتایا۔

میں مل لوں اس سے؟ عزہ نے اجازت چاہی۔

ہاں کیوں ہم کونسا آپ کو منع کریں گے۔آمنہ بیگم سے پہلے مرحا نے جواب دیا تو عزہ بنا دیر کی وہاں سے چلتی سیڑھیوں کی جانب آئی۔

یہ کیا بدتمیزی ہے؟ طلحہ جو کمرے میں شرٹ لیس کھڑا تھا اچانک عزہ کے دروازہ کھولنے پہ وہ غصے سے بولا اور جلدی سے وارڈروب سے اپنی شرٹ نکالی دوسرے طرف عزہ جو پہلے بھی بنا نوک کیے بڑے حق سے طلحہ کے کمرے میں آتی تھی آج

بھی ویسا ہی کیا تھا مگر طلحہ کو وو آؤٹ شرٹ میں دیکھ کر وہ سٹپٹا کر اس کی طرف پیٹھ کیے کھڑی ہو گئی۔

مجھے کیا پتا تھا تم سلمان خان بنے بیٹھے ہو اپنے کمرے میں۔ عنزہ نے چہرہ اس کی جانب کیے معصومیت سے کہا جب کی طلحہ شرٹ کے بٹن بند کرنے کے ساتھ ساتھ عنزہ کو سخت نظروں سے گھور کر بھی دیکھ رہا تھا جواب بڑی ڈھٹائی سے مسکرا رہی تھی اس کی ٹھوری پہ پڑتے گڑھے سے طلحہ نے نظریں چُرائی جو ہمیشہ سے اس کو اٹریکٹ کرتا تھا۔

سلمان خان بنو یا شارخ خان تم میں مینرز ہونا چاہیے کسی لڑکے کے کمرے میں آنا کا دروازہ نوک کرنا چاہیے تھا۔ طلحہ نے لفظ چبا چبا کر ادا کیے۔

میں کسی لڑکے کے کمرے میں نہیں آئی تمہارے کمرے میں آئی ہوں اور تم کسی نہیں ہو۔ عنزہ چہرے پہ مسکراہٹ سجائے اس کے سامنے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

میں بھی لڑکا ہوں۔ طلحہ نے دانت پیس کر کہا۔

ہاں پر تم میرے لڑکے ہو میرے بندے ہو میں جب چاہوں جیسے چاہوں تمہارے کمرے میں آسکتی ہوں اور ایسا کرنے سے مجھے تم روک بھی نہیں سکتے۔ عنزہ نے اپنے دونوں بازوں طلحہ کے کندھوں پہ حائل کرتے چیلنج کرتی نظروں سے دیکھ کر کہا طلحہ اس کی حرکت اور مضبوط لہجے میں کہی بات پہ عش عش کر اٹھا تھا۔

فاصلہ رکھ کر بات کرو۔ طلحہ نے اپنے گرد اس کے بازوں ہٹا کر کہا۔

ناراض ہو میں جانتی ہوں پر پلیز اب یہ ناراضی ختم کرو۔ عنزہ نے سنجیدگی سے کہا اس کو طلحہ کا روڈلی بات کرنا تکلیف پہنچا رہا تھا۔

ناراض میں کوئی تم سے ناراض واراض نہیں کیونکہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں اس لیے اب مجھ دور رہا کرو۔ طلحہ سرد لہجے میں بولا

مجھے اپنی غلطیوں کا اندازہ ہے۔ عنزہ نے سر جھکا کر کہا جس پہ طلحہ طنزیہ مسکرایا۔

محبت میں چھوڑنے والے کو بے وفا کہتے ہیں جو محبت کو چھوڑ کر دوسری غیر ضروری چیزوں کو ترجیح دیں پھر وہ گہنگار بن جاتا ہے اور تم عنزہ خان میری گھنگار ہو۔ طلحہ چیخ کے بولا عنزہ ڈر کر کچھ قدم دور ہوئی۔

میں سب ٹھیک کر دوں گی بس مجھے ایک موقع تو دو۔ عنزہ نے روتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا پر طلحہ نے اپنے ہاتھ کھڑے کر لیے۔

نہیں عنزہ نہیں میں نے کیا کہا تھا یاد کرو میں نے کہا تھا نہ کہ ہم عجنبی بن جائے گے تو پھر بھی تم میرے فرسٹ تحفے کو میرے منہ پہ مار کر چلی گئی تھی بکوز تمہیں پاکستان کی فیمس ایکٹریس بننا تھا۔ طلحہ کے لہجے میں دکھ کا عنصر نمایاں تھا۔

میں لوٹ آئی تھی پر تم چلے گئے تھے میں نے بہت بار رابطہ کرنا چاہا تم سے پر تم نے سارے راستے بند کر لیے تھے۔ عنزہ نے اپنی طرف صفائی دینی چاہی۔

مجھے ایسا کرنے پہ مجبور کرنے والی بھی تم تھی۔ طلحہ تیز آواز میں بولا۔

تم نے ایک دن بھی میرا ویٹ نہیں کیا میں تو دوسرے دن ہی یہاں واپس آئی تھی مجھے معلوم ہو گیا تھا میں تمہاری ناراضگی ایک دن برداشت نہیں کر سکتی تو پوری زندگی کے لیے جدائی کیسے برداشت کر پاؤں گی پر جب میں یہاں واپس آئی تو پتا چلا تم تو لاہور کے لیے روانہ ہو گیا ہوا ایک دفع نہ مجھ سے ملے نہ بات کی ایسے ہی چلے گئے تھے غلطی اگر میری ہے تو تمہاری بھی ہے۔ عنزہ طلحہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے بہتے آنسوؤ کے ساتھ بول رہی تھی عنزہ کی بات پہ طلحہ ایک پل کو ٹھٹکا تھا۔

جب سارے رشتے ختم کر لیے تھے تو واپس کیوں آئی تھی تمہیں کیا لگا تھا میں تمہارے بعد مجنوں بنا سڑکوں اور گلیوں کی خاک چھانتا پھروں گا۔ طلحہ کی بات پہ عنزہ نے شکوہ کرتی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

اب تو میں آگئی ہوں نہ اور تمہیں پتا ہے خوبصورت رشتہ وہی ہوتا ہے جس میں ایک سوری کریں تو دوسرے کو مسکرا کر اس کی بات مان لینی چاہیے۔ عنزہ نے لاڈ سے کہا

طلحہ نے اپنی ایک آئبرو اُپر کر عنزہ کو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو واقع؟

ہمارے درمیان جب رشتہ تھا تب سوری کرنے کی نوبت نہیں آتی تھی پر بات یہ ہے کہ اب ہمارے درمیان بس کزن ہونے کا رشتہ ہی ہے اگر میرے بس میں ہوتا تو یہ بھی ختم کر دیتا پر کیا کروں خون کا رشتہ ہے اور خون کے رشتے اتنی جلدی ختم نہیں ہوتے۔ طلحہ نے جیسے عنزہ کے سینے پہ خنجر گھونپ دیا ہو۔

میں پیار کرتی ہوں تم سے پلیز ایسے نہ کہو مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ عنزہ نے التجا کی۔

میری تکلیف کا اندازہ لگا سکتی ہوں جب میں ٹی وی پہ تمہیں غیر مردوں کے ساتھ کام کرتا دیکھتا تھا تمہیں نہیں معلوم جب تم ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتی تھی تو میرا دل کتنا تڑپتا تھا چھ سال تمہیں نہیں پتا میں نے کیسے خود پہ جبر کیا تھا کیسے تمہارا ہاتھ روحان کے ہاتھوں میں دیکھا۔ طلحہ سختی سے اس کے بازوں دبوچتا ہوا بولا عنزہ کو اپنے بازوں ٹوٹتے محسوس ہوئے۔

طلحہ لیو یو ہرٹ می۔ عنزہ بے بسی سے بولی تو طلحہ نے فورن سے اپنے ہاتھ ہٹائے

میں اندازہ لگا سکتی ہوں پر اب وہ سب وجوہات تو ختم ہوئی نہ تو تم کیوں میرے ساتھ ساتھ خود کو بھی تکلیف دیں رہے ہو؟ عنزہ نے نم لہجے میں کہا۔

عنزہ پلیز لیو۔ طلحہ چہرہ موڑ کر بولا۔

طلحہ اللہ بھی اپنے بندوں کو معاف کر دیتا ہے تو تم کیوں نہیں۔

عنزہ پلیز۔ عنزہ کی بات پہ طلحہ نے اپنی آنکھیں زور سے میچ کر بولا۔

میں جا رہی ہوں پر ایک بات یاد رکھنا طلحہ میں آج بھی پاک ہوں میری زندگی میں نہ تم سے پہلے نہ تمہارے بعد کوئی تھا اور نہ ہو گا۔ عنزہ اپنی بات کہتی وہاں سے چلی گی طلحہ بیڈ پہ پاس بیٹھ کر اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

میں چاہ کر بھی تمہارے پاس لوٹ نہیں سکتا کیونکہ چھ سالوں کی تکلیف مجھے آج بھی محسوس ہوتی ہے تمہارا نہیں پتا پر میرے دل میں تمہارے پہلے نہ تمہارے بعد کوئی آیا اور نہ کبھی میں کسی کو اجازت دوں گا کیونکہ میری محبت سچی تھی اور محبت تو ہوتی ہے جو اگر ایک بار ہو تو دوبارہ کسی اور سے نہیں ہوتی۔ طلحہ خود سے بڑبڑانے لگا جب کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھی۔

محبت پہلی دوسری یا تیسری نہیں ہوتی

محبت وہ ہوتی ہے جس کے بعد محبت نہیں ہوتی۔

روحان تمہیں اللہ پوچھے۔ عنزہ سوں سوں کرتی ہوئی روحان کو بددعائیں دینے لگی پاس بیٹھی رانیہ کوفت سے اس کو روتا دیکھ رہی تھی۔

سٹاپ عنزہ یار کب سے ندیاں بہائے جا رہی ہوں اب تو ٹیشو بوکس سے ٹیشو بھی ختم ہو گئے ہیں۔رانیہ نے بیزاری سے ٹیشو بوکس اس کے سامنے کیا جو خالی ہو گیا تھا۔

یہاں میری زندگی کا سوال ہے اور تمہیں ٹیشو کی پڑی ہے۔عنزہ جیسے افسوس کیا۔

تم بھی تو دیکھو روحان کو ایسے گالیاں دے رہی ہو جیسے اس نے زبردستی شوبزانڈسٹری میں کام کرنے کا کہا تھا یا گن ہوائنٹ پہ فلموں کے ڈائیلا گز کہلائے تھے۔رانیہ نے کہا۔

ہاں تو آڈیشن پہ تو وہ لیکر گیا تھا نہ دوسرا یہ مجھے اٹھارہ سال کی عمر میں ہیروئن کا رول نہیں مل رہا تھا تو کمینے نے بیس سال کی عمر کے بطور میرا تعارف کروایا۔عنزہ نے پھر سے سارا الزام روحان کے سر ڈالا۔

اچھا تم معصوم پر اب روحان کو چھوڑو وہ تو کب کا آسٹریلیا چلا گیا ہے۔رانیہ نے اس کو بتایا۔

آسٹریلیا جائے یا جہنم میں۔عنزہ نے دانت پیستے ہوئے کہا تو رانیہ نے اپنا سر پکڑا۔

تم جانتی ہوں نہ میں طلحہ کے پاس گئی تھی پر وہ نہیں تھا میں نے شوبز کو طلحہ پہ ترجیح نہیں دی تھی وہ تو بس جلد بازی میں کہہ دیا تھا جس کا احساس مجھے ہو گیا تھا پر جب طلحہ نے مجھ

سے منہ موڑ لیا تھا شوبز میں جانا میری ضد بن گیا۔ عنزہ نے رانیہ کی طرف چہرہ کرتے ہوئے کہا۔

ہاں مجھے پتا ہے سب۔ رانیہ نے کہا تو عنزہ ماضی کی یادوں میں کھو گئی۔

کچھ سال قبل

کیا بات ہوئی تھی تمہاری کل طلحہ سے؟ دوسرے دن روحان عنزہ کے گھر آ کر بے چینی سے پوچھنے لگا۔

ابھی نہیں روحان مجھے کام سے جانا ہے پھر بات ہو گی۔ عنزہ عجلت میں کہتی بیڈ سے اپنا ڈوپٹہ اٹھا کر اپنے کمرے سے نکل گئی روحان نے غصے سے ہاتھ کی مٹھی دوسرے ہاتھ پہ ماری۔

ہیلو آپی عنزہ کیسی ہیں؟ عنزہ سید ھا طلحہ سے ملنی آئی تھی جب اسکول جاتی مرحا نے سوال کیا۔

میں ٹھیک طلحہ سے ملنا ہے۔ عنزہ نے جلدی سے کہا۔

بھائی سے؟ مرحا نے حیرت سے کہا عنزہ کو اس کا اتنا حیران ہونا سمجھ نہیں آیا۔

ہاں کیوں کونسا پہلی بار آئی ہوں۔ عنزہ نے جواب دیا۔

میرا مطلب وہ نہیں تھا کیا بھائی نے آپ کو نہیں بتایا؟ مرحا نے پوچھا۔

کیا نہیں بتایا صاف صاف طریقے سے بات کرو کیا کہنا چاہتی ہو۔ عنزہ جھنجھلا کر بولی۔

طلحہ بھائی تو کل لاہور چلے گئے اپنی میڈیکل کی پڑھائی کے تین سال وہ لاہور میں کرنا چاہتے تھے آپ کو نہیں بتایا کیا؟ مرحا نے بتانے کے بعد پوچھا جب کی عنزہ جھٹکوں کی زد میں تھی طلحہ ایک دن میں اتنا فیصلہ کر دیں گا اس نے سوچا نہیں تھا وہ تو کل سے بے چین تھی کہ جلد بازی میں اس کو طلحہ سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا جبھی وہ یہاں آ گئ تھی مگر یہاں تو بات ہی کچھ اور تھی۔

میں چچی جان سے بات کروں۔ مرحا خود کو کمپوز کرتی اندر کی طرف جانے لگی تو مرحا بھی کندھے اُچکاتی اسکول جانے کے لیے نکل پڑی۔

چچی جان طلحہ نے تو کبھی لاہور جانے کا ذکر نہیں کیا تھا؟ عنزہ آمنہ بیگم کے کمرے میں آ کر بولی۔

پتا نہیں کل سے پریشان تھا کافی اُداس بھی معلوم ہو رہا تھا پھر شام کو اپنے لاہور جانے کا بتایا۔ آمنہ بیگم گہری سانس لیکر بولی۔

ایڈریس بتائے آپ میں اس سے ملوں تو یوں اچانک لاہور کیوں گیا ویسے بھی یہاں کی یونیورسٹی میں اس کا ایڈمیشن تھا تو لاہور میں اپنی ایڈمیشن ٹرانسفر کرنے میں کچھ وقت تو لگتا ہے ایک دن میں تو کچھ نہیں ہوتا۔ عنزہ نے پریشانی سے اپنا ماتھا سہلایا۔

کیا پتا اس نے بات کر لی ہو اور اب لاہور کسی اور کام سے گیا ہو جو بھی پر ایڈریس تو نہیں بتایا مجھے اور نہ اس کے اچانک لاہور جانے پہ مجھے خیال آیا پوچھنے کا پر خیر جب کال کریں گا تو میں پوچھ لوں گی۔ آمنہ بیگم نے کہا

مجھ سے ناراض ہے وہ۔ عنزہ کی آنکھیں بھیگ گئی تھی۔

ارے نہیں بیٹا وہ تم سے کیسے ناراض ہو سکتا ہے۔ آمنہ بیگم اس کی بات پہ مسکرا پڑی مگر عنزہ نے ان کو اصل بات بتانے سے اجتناب برتا اور مزید بات کیے بنا اپنے گھر لوٹ آئی گھر آ کر اس نے بہت بار طلحہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کی پر اس کا نام بند جا رہا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کب تک طلحہ کے انتظار میں رہو گی ہفتہ ہو گیا ہے اگر اس نے لاتعلقی کر لی ہے تو تم بھی بھول جاؤ۔ عنزہ روحان رانیہ اس وقت کالج اسمبلی ہال میں تھے عنزہ نے جیسے ہی ان دونوں کو اپنے اور طلحہ کے درمیان ہوئی تلخ کلامی بتائی تھی تب سے روحان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا جب کی رانیہ نے کوئی خاص ری ایکشن نہیں دیا تھا اور اب روحان

موقع کا فائدہ اٹھا کر عنزہ کو شو بز انڈسٹری میں متعارف کروانا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا یہ بات پھر آخری کیلی کی طرح ثابت ہو گی۔

میں لاہور جانا چاہتی ہوں۔ عنزہ نے بس اتنا کہا۔

لاہور کوئی چھوٹا شہر نہیں جہاں تم آسانی سے طلحہ سے مل لوں گی ایڈریس نہیں پتا تمہیں اس کا اور نہ یونیورسٹی کا پتا ہے طلحہ نے اپنے گھر والوں کو نہیں بتایا تو کیا گارنٹی ہے کہ وہ لاہور ہی گیا ہو گا کہیں اور نہیں۔ روحان نے عنزہ کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے کہا۔

میں جانتی ہوں عنزہ تم بہت پیار کرتی ہو طلحہ سے پر جب طلحہ کو تمہاری فکر نہیں تو تم بھی فکر کرنا چھوڑ دو اگر طلحہ کو واقع تمہاری پرواہ ہوتی تو تمہیں ایک بار تو ر کتا یہ کہتا نہ میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتا یا وہ تمہاری بات مان جاتا تمہارے شو بز میں کام کرنے دیتا پر اس نے تو تمہاری آدھی بات سن کر اپنا فیصلہ سنایا ورنہ تم تو نکاح کی بات بھی کرنے والی تھی۔ رانیہ جو اب تک خاموش تھی اس نے سنجیدگی سے کہا۔

رانیہ سہی کہہ رہی ہے بس تم کل تیار رہنا آڈیشن دینے چلوں گی میرے ساتھ۔ روحان نے رانیہ کی بات پہ تائید کرتے ہوئے کہا۔

آپ کی عمر کیا ہے؟ فلم کے پرڈیوسر نے عنزہ سے سوال کیا جو آسمانی کلر کے گھٹنوں تک آتے فراق کے ساتھ پاجامہ پہنے بہت خوبصورت اور اپنی عمر سے زیادہ چھوٹی لگ رہی تھی اس نے بالوں کو کھولا چھوڑا ہوا تھا جو پیچھے کمر پہ جھول رہے تھے اور ایک شانے پہ وائٹ کلر کا ڈوپٹہ سیٹ کیا تھا جس کا ایک سرا ماربل کہ فرش کو سلامی پیش کر رہا تھا۔

بیس سال۔ عنزہ کے بتانے سے پہلے ہی روحان نے جھٹ سے بتایا عنزہ بنا کوئی تاثر لیے وہاں بیٹھی ہوئی تھی وہاں کام کرنے والے سب کی نظریں اس پہ ٹکی ہوئی تھی۔

ہمم کافی کم سن اور خوبصورت ہیں۔پرڈیوسر نے سر تا پیر عنزہ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا

اس کی بات پہ عنزہ نے اپنی مٹھیاں زور سے بند کی۔

میں خوبصورت ہوں یہ بات میں جانتی ہوں آپ کام کی بات پہ آئیں کے مجھے ہیروئن کا رول مل سکتا ہے یا نہیں ایسے فضول کی باتیں کر کے اپنا اور میرا ٹائم ویسٹ نہ کریں۔ عنزہ نے سرد لہجے میں کہا روحان نے اپنا سر پکڑ لیا جب کی پرڈیوسر اپنی گردن جھکا کر ہنس پڑا اس کو عنزہ کا ایٹیٹیوڈ پسند آیا تھا۔

کنٹریکٹ سائن کرنے سے پہلے آپ اسکرپٹ پڑھ لیں۔پرڈیوسر نے سامنے کھڑے لڑکے کے ہاتھ میں پکڑی فائل عنزہ کی جانب بڑھا کر کہا۔

مجھے اینڈ نگ میں چینجنگ کرنی ہے۔ عزہ نے ساری اسکرپٹ پہ نظر پھیر کر ٹیبل پہ رکھ کر کہا پرڈیوسر نے آ ئبرو اُپر کی۔

رائٹر چینجینگ نہیں کر سکتا ویسے بھی ہم جیسی چاہتے ہیں بلکل ویسی فلم انہوں نے لکھی ہے۔ پرڈیوسر نے اب کی سنجیدگی سے کہا

رائٹر کا نام؟ عزہ نے سوال کیا۔

جبرار قریشی۔ پرڈیوسر نے نام بتایا۔

ہمم تو آپ انہیں کہیں کے بس آخر میں جب ہیروئن ہیرو کے پاس آتی ہے نہ جب اس کے خاندان والے اجازت دیتے ہیں تو ہیرو کھائی کے پاس کھڑا ہوتا اپنی محبت یعنی ہیروئن کو یاد کرتا ہے۔ عزہ کہتے رکی تو دیکھا پرڈیوسر بہت دلچسپی سے اس کی بات سن رہا تھا۔

توسب ویسے ہی ہو بس جب ہیروئن آئے تو ہیرو سے گلے ملتی ہے تو ہیپی اینڈ نگ ہو جاتی ہے تو میں یہ چاہتی ہوں جب ہیروئن آئے تو ہیرو اس کے سامنے ہی کھائی میں گر کر خودکشی کر لیں اینڈ نگ سیڈ ہو ہیپی نہیں۔ عزہ نے اپنی بات دوبارہ شروع کرتے ہوئے کہا۔

ہم یہ بھی سہی کہا آپ کو رائٹر ہونا چاہیے تھا۔پرڈیوسر متاثر ہوتا ہوا بولا روحان سمجھ نہیں پایا کہ اتنا بڑا پرڈیوسر عنزہ کی ساری ڈیمانڈز پوری کیوں کر رہا ہے نہ تو وہ پرانی اداکارہ تھی اور نہ ہی فینس جو اس کی بات کو ترجیح دیتے۔

تو میں ڈن سمجھوں؟عنزہ نے کہا۔

بلکل میں رائٹر سے بات کرتا ہوں ویسے بھی جتنی آپ خوبصورت ہیں فلم کا ٹیلر دیکھ کر ہی لوگوں نے آپ کا دیوانہ ہو جانا ہے۔پرڈیوسر مسکراتا ہوا بولا جس پہ عنزہ کی آنکھوں میں مغروریت کا تاثر نمایاں ہوا تھا۔

عنزہ کی پہلی فلم کی شوٹنگ سٹارٹ ہو چکی تھی ان دنوں میں عنزہ نے خود کو کافی حد تک بدل ڈالا تھا اس نے اپنے ڈریسنگ سینس کا انداز بدل دیا تھا بال جو کمر تک کو آتے تھے اب بامشکل کندھوں تک آتے تھے اس نے طلحہ کو دو ماہ مسلسل کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کی پر کوئی جواب موصول نہیں ہوا جس سے اس نے بھی رابطہ کرنا ختم کیا اور خود پہ سرد مہری کا خول چڑھا لیا تھا۔

حال!

گھر میں فارغ ہو تو میرے ساتھ آفس میں مدد کر لیا کرو۔ مقصوم صاحب نے موبائل یوز کرتی عنزہ سے کہا۔

ڈیڈ آپ کو نہیں لگتا آپ کو میری شادی کی فکر کرنی چاہیے۔ عنزہ نے سوالیہ نظروں سے ان کی جانب دیکھ کر کہا۔

منگنی خود ختم کر لی اب جب مجھے کوئی مناسب لڑکا مل جائے گا تو ہو جائے گی شادی پر یہ اچانک تمہیں تمہاری شادی کا خیال کیسے آیا۔ مقصوم صاحب نے مشکوک نظروں سے عنزہ کی جانب دیکھ کر کہا۔

خیال کیسے آیا یہ چھوڑے آپ کو لڑکا ڈھونڈنے کی کیا ضرورت جب پاس میں ہی ہے۔

عنزہ نے پُراسرار لہجے میں کہا تو مقصوم صاحب کی آنکھوں میں نا سمجھی کے بل نمایاں ہوئے۔

کس کی بات کر رہی ہو؟ مقصوم صاحب نے سنجیدہ لہجے میں کہا عنزہ اپنے لب کاٹنے شروع کیے۔

میں طلحہ کی بات کر رہی ہوں۔ عنزہ نے کسی مجرم کی طرح اعتراف کیا۔

طلحہ؟ مقصوم صاحب کو لگا شاید ان کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔

یس ڈیڈ طلحہ۔ عنزہ نے زور سے گردن ہلا کر کہا

بھابھی آمنہ نے اپنی بھانجی کا رشتہ اس سے طے کر لیا ہے اب تو منگنی کی تاریخ طے ہو گی تم طلحہ کا خیال اپنے دماغ سے نکال دو۔ مقصون صاحب آرام سے اس کے سر پہ بم گراتے ہوئے آفس کے لیے نکل گئے جب کی عنزہ سن ہوتے وجود کے ساتھ وہاں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

طلحہ اپنے کیبن میں بیٹھا ہوا عنزہ کے بارے میں سوچ رہا تھا سٹاف کو اس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کے کوئی اس کو ڈسٹرب نہ کریں وہ فلحال کسی بھی پیشنٹ کے علاج کرنے کی پوزیشن میں نہیں وہ انہی سوچوں میں گم تھا جب کوئی کیبن کا دروازہ دھاڑ کی آواز میں کھولتا اندر آیا طلحہ نے آنے والی ہستی کو دیکھا تو عنزہ بکھرے بالوں اور سرخ سو جھی آنکھیں سمیت اس کو شکوہ کرتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ طلحہ نے عنزہ کی ایسی حالت دیکھی تو پریشانی سے اپنی جگہ اٹھ کر اس کے پاس جانے لگا مگر اس سے پہلے عنزہ اس پہ جھنپٹ پڑی۔

کیوں

کیوں

کیوں

عنزہ اس کے سینے پہ مکوں کی برسات کرتی زور سے بولنے لگی طلحہ اچانک افتاد پہ شاک میں چلا گیا تھا اس نے جلدی سے عنزہ کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیے۔

کیا کیوں کیوں کی رٹ لگائی ہوئی ہے اور یہ میرا ہوسپٹل ہے تمہارا گھر نہیں۔ طلحہ نے سخت لہجے میں کہا۔

طلحہ پہلے تو تم مجھ سے ایسے انداز میں بات کرنا ختم کرو۔ عنزہ نے وارن کرنے والے انداز میں کہا۔

تو اور کیسے بات کروں۔ طلحہ نے دانت پہ دانت جمائے پوچھا۔

پیار سے جیسے پہلے کیا کرتے تھے۔ عنزہ نے قدرے شرما کر کہا اس کو شرماتا دیکھ کر طلحہ نے بامشکل اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا۔

جو چیز کرنی نہ آتی ہو اس کو کرنا نہیں چاہیے۔ طلحہ نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

کیا مطلب ؟ عنزہ اپنا ایک ہاتھ آزاد کرواتی اس کے سینے پہ تھپڑ مارتی ہوئی بولی۔

پہلے تم یہ بیویوں کی طرح مارنا بند کرو۔ طلحہ نے آنکھیں دیکھا کر کہا۔

کیوں بند کروں میں جو چاہے کر سکتی ہوں حق ہے میرا۔ عنزہ نے ڈھٹائی کے تمام رکارڈ توڑ کر کہا

کوئی حق نہیں تمہارا مجھ پہ۔ طلحہ کو اچانک سب کچھ یاد آیا تو دور ہوتا ہوا بولا۔

حق ہے طلحہ تم میرے علاوہ کسی چڑیل سے منگنی یا شادی نہیں کر سکتے۔ عنزہ جلدی سے بولی۔

تو کیا میں یہ سمجھو کہ تم خود کو چڑیل بول رہی ہو۔ طلحہ نے اس کی جانب دیکھ کر کہا تو اپنے بارے میں چڑیل کا لفظ سنتی عنزہ غش کھانے کے در پہ تھی۔

تم مجھے چڑیل بول رہے ہو؟ عنزہ نے اپنی شرٹ کے بازوں فولڈ کرتے طلحہ سے پوچھا طلحہ تو اس کا انداز دیکھ کر سہی معنوں میں گھبرا گیا تھا۔

میں نے کب کہا تم ہی بول رہی تھی میرے علاوہ کسی چڑیل سے شادی نہیں کر سکتا تو مطلب تو یہی ہوا نہ کہ تم خود ہی اپنے آپ کو چڑیل سمجھ رہی ہو۔ طلحہ نے وضاحت دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں ایسا کچھ نہیں سمجھتی میں بس تمہیں وارن کرنے آئی ہوں کہ اگر تم نے اپنی کزن سے یا کسی سے بھی شادی کرنے کا سوچا نہ تو میں نے تمہارا خون پی جانا ہے۔ عنزہ نے ایک ہی جھٹکے میں طلحہ کے گریبان پکڑ کر کہا طلحہ نے ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھا جو غصے کی وجہ سے لال بنا ہوا تھا پھر دوسری نظر اس کے ہاتھوں میں ڈالی جو اس کے گریبان تک پہنچ گئے تھے۔

تمہیں کیا لگتا ہے ہر بار تمہاری مرضی چلے گی تم جب چاہے میرے پاس آؤ ں گی اور جب دل چاہے گا میری محبت کو ٹھکرا کر چلی جاؤ گی۔ طلحہ عنزہ کو کمر سے پکڑتا اپنے قریب کیے بولا۔

مانتی ہوں میں نے غلط کیا تھا پر میں شرمندہ بھی تو ہوں تم مجھے معاف کردو کیوں بلاوجہ کا غصہ جھاڑ رہے ہو مجھ معصوم پہ عنزہ اس کا گریبان چھوڑتی اس کے گرد اپنے بازوں کا حصار بناتی ہوئی معصومیت سے بولی۔

اتنی تم معصوم۔ عنزہ کا خود کو معصوم کہنا طلحہ کو ایک آنکھ نہ بھایا۔

ہاں تو کیا نہیں میں معصوم؟ عنزہ نے اپنا ایک ہاتھ پیچھے سے اس کو بالوں میں ڈال کر آنکھیں دیکھا کر پوچھا۔

میں نے ایسا کب کہا۔ طلحہ اپنے بال اس کے ہاتھ کی مٹھی میں جکڑتا محسوس کرتا فورن سے کہا۔

تو اور کیا کہنا چاہتے تھے۔ عنزہ نے ویسے ہی پوچھا۔

میں تو یہ کہنا چاہتا تھا کہ تم معصوم سے زیادہ معصوم ہوں تم نے تو ابھی بات کرنا سیکھا ہے کل تک چلنا بھی سیکھ جاؤ گی۔ روانگی میں طلحہ کیا کچھ کہہ گیا اس کو خود معلوم نہیں

ہوا جب کی عنزہ ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ ہو گئی طلحہ کھسیانا ہوتا اس سے دور ہوتا بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

اب ختم کرو ناراضگی۔ طلحہ کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا تو عنزہ سنجیدہ ہو کر پاس کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

میرا دل کبھی تم سے ناراض ہوا ہی نہیں میرے دل نے کبھی اجازت ہی نہیں دی کے میں کچھ اپنی مرضی سے کرتا چھ سال میں نے کیسے گزارے ہیں تم سے بات کیے بنا یہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا میری تکلیف اس وقت حد سے زیادہ ہو جاتی جب تمہاری سالگرہ کا دن آتا۔ طلحہ کھڑکی سے باہر آسمان کی جانب دیکھ کر بولا جہاں شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے عنزہ بہت غور سے طلحہ کو دیکھنے لگی اس کو محسوس ہوا جیسے طلحہ کی آنکھوں میں ہلکی نمی ہو۔

جب تم ریسٹورنٹ میں مجھے تنہا چھوڑ کر چلی گئی تھی نہ تو میں سوچ رہا تھا میری محبت میں کہاں کمی رہ گئی تھی جو تمہارا مجھے چھوڑنا اتنا آسان تھا پھر سوچا تم مجھ سے زیادہ بہتر ڈیزرو کرتی ہوں میں تمہارے قابل نہیں۔ طلحہ کی بات پہ عنزہ نے جلدی سے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کر نفی میں سر ہلایا جس سے طلحہ مسکرا دیا۔

میں تمہیں شروع سے ہی بہت چاہتا تھا۔ طلحہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

اگر ایسا ہے تو مجھے اتنے وقت سے خوار کیوں کیا اپنے پیچھے اور سخت لہجے میں بات کیوں کرتے تھے۔ عنزہ نے اس کے بازوں پہ سر ٹکا کر کہا

تم نے جو میرے ساتھ کیا اس کے سامنے تو یہ کچھ نہیں تھا۔ طلحہ نے آرام سے جواب دیا۔

ڈیڈ نے بتایا کہ چچی جان نے اپنی کسی بھانجی کا رشتہ تمہارے ساتھ طے کیا ہے۔ عنزہ نے پوچھا۔

ہم کرنا چاہتی تھی بات ہوئی بھی تھی پر سنایا کو ابھی شادی میں دلچسپی نہیں تھی دوسرا یہ جب میں نے مرحا سے پوچھا تھا کے میرے لاہور جانے کے بعد تم آئی تھی تو جب اس نے سارا کچھ بتایا تو میں نے امی جان کو منع کر دیا کوئی بھی رشتہ تلاش کرنے کو۔ طلحہ نے بتایا۔

اچھا کیوں؟ عنزہ نے جان کر بھی انجان بن کر پوچھا۔

کیونکہ مجھے چڑیل پسند آ گئی تھی۔ طلحہ نے ہنس کر کہا تو عنزہ نے منہ بسورا۔

یہ غلط ہے اتنی پیار ہونے والی بیوی کو تم چڑیل کا خطاب دیں رہے ہو۔ عنزہ نے برامان کر کہا۔

تو میری پیاری ہونے والی بیوی کو چاہیے کے کچھ فاصلہ رکھ کر بات کریں ابھی ہمارا نکاح نہیں ہوا۔ طلحہ نے بہت دیر بعد عقل کی بات کی۔

تو میں کونسا تمہاری گود میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ عزہ ناسمجھی سے بولی۔

افففف اللہ تمہیں عقل دیں۔ طلحہ نفی میں سر کو جنبش دیتا صوفے کی جانب آکر بیٹھ گیا تو عزہ بھی صوفے کی جانب آئی پر اب فاصلہ کیے بیٹھی۔

اچھا اب اگر سب ٹھیک ہو گیا ہے تو وہ لاکیٹ پہنانے میں دیر کیوں کر رہے ہو جو ٹیبل کے ڈرار میں پڑا ہے۔ عزہ نے شراتی نظروں سے طلحہ سے کہا تو طلحہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

تمہیں کیسے پتا وہاں لاکیٹ ہے؟ طلحہ نے پوچھنا ضروری سمجھا۔

بس عقل، عقل کی بات ہے۔ عزہ کندھے اُچکاتی شانِ بے نیازی سے بولی۔ طلحہ اپنی جگہ سے اٹھتا ٹیبل کے ڈراز سے لاکیٹ نکال کر عزہ کی طرف آیا تو عزہ نے بال ایک سائیڈ پہ کیے تو طلحہ نے لاکیٹ اس کے گلے کی زینت بنا گیا۔

بیوٹیفل۔ طلحہ نے لاکیٹ پہنانے کے بعد کہا۔

میں نے جو پہنا ہے۔ عزہ نے اِترا کر کہا۔

انسان اب اتنا خوشفہم بھی نہ ہو۔ طلحہ نے کہا

تمہیں پتا ہے میں کیا سوچ رہی ہوں۔کافی دیر بعد عزہ بولی۔

کیا سوچ رہی ہو؟ طلحہ نے پوچھا

میں نے چار فلموں میں کام کیا ہے اور ان چاروں میں کسی کی بھی اینڈ نگ ہیپی نہیں تھی تو کیوں نہ ایک آخری فلم میں ہم دونوں ساتھ فلم میں کام کریں اس کی اینڈ نگ ہیپی کریں گے۔عزہ نے مگن انداز میں کہتے طلحہ کی طرف دیکھا جو آنکھیں منہ کُھلے اس کی جانب دیکھ رہا تھا طلحہ کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر عزہ کی ہنسی نکل گئ۔

ابھی تک فلموں میں کام کرنے کا شوق پورہ نہیں ہوا۔طلحہ نے تاسف سے کہا۔

میں نے تو خیر باد کہہ دیا شوبز انڈسٹری کو یہ تو بس تمہیں آزمانے کی خاطر کہا۔عزہ نے مزے سے بتایا تو طلحہ نے اس کے ماتھے پہ چپت لگائی جس سے عزہ کھل کھلا اٹھی۔

****

❤ ختم شدہ ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین